UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188860

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۱۵ Accession No. ۳۹۴

Author محمد بن جبیر اندلسی ا-س

Title سفرنامہ

This book should be returned on or before the da... last marked below.

ترجمہ اُردو

سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

جسکو

حسب الحکم عالی جناب حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب بہادر دہلوی

طبیب خاص حضور پرنور جناب نواب صاحب بہادر والیِ ریاست رامپور

واسطے شفاخانہ نجات یونانی و کتب خانہ۔ مداللہ اقبالہ

خاکسار

حافظ احمد علی خان شوق نے ترجمہ کیا اور اپنے

مطبع احمدی واقع ریاست رامپور کوچہ لنگرخانہ

میں چھاپا

ڈیڈیکیشن

اِس نادر اور عجوبۂ روزگار کتاب کے ترجمہ اور اُسکی تکمیل و
تزئین کا باعث کتب خانۂ عالیہ حضور پُر نور بندگانعالی
جناب نواب محمّد حامد علی خان بہادر والیِ ریاست رامپور
دام ملکہم و اقبالہم ہے اِسلئے مترجم اس نادر زمانہ کتاب کو
حضور ممدوح کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ہے
اور دعا کرتا ہے کہ یہ اسلامی علوم و فنون کا کتب خانہ
ہمیشہ حضور پُر نور کے سایۂ عاطفت مین ترقی کرتا رہے۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ڈیڈیکیشن۔	۰	رود نیل کا پل۔	۲۱
فہرست مضامین۔	۰	نیل کی طغیانی ناپنے کی مقیاس۔	۲۴
مترجم کی التماس۔	۰	حالات ماہ محرم ۱۲۷۹ھ۔	۲۶
سوانح عمری محمد ابن جبیر	۰	حائطۃ العجوز۔	۲۷
اخبار و واقعات سفر۔	۱	اِسوقت ایک بھولا ہوا واقعہ یاد آیا	۲۸
حالات ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۸ھ۔	۷	حالات ماہ صفر ۱۲۷۹ھ۔	۳۵
حالات اسکندریہ۔	۸	حالات ماہ ربیع الاول ۱۲۷۹ھ	۳۸
مصر اور قاہرہ کے چند عجائبات۔	۱۳	حالات ماہ ربیع الآخر ۱۲۷۹ھ۔	۴۴
تفصیل زیارات ذکور اہل بیت مصر۔	۱۵	جدہ کے حالات۔	۴۶
تفصیل زیارات اناث اہل بیت مصر۔	״	حالات ماہ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ	۵۲
مزارات صحابہ۔	״	حالات مسجد الحرام و بیت العتیق۔	۵۲
مزارات آئمہ زہاد مصر۔	۱۶	حرم شریف کے دروازے۔	۷۷
قلعہ سلطان صلاح الدین۔	۱۹	اخبار و آثار مکہ معظمہ۔	۸۳
شفاخانہ قاہرہ۔	״	حالات بعض زیارات مکہ معظمہ۔	۸۸
جامع مسجد احمد بن طولون۔	۲۰	حالات خیر و برکات مکہ معظمہ	۹۴

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حالات جمادی الآخر ۵۹۷ھ۔	۹۹	کعبہ شریف کا تبدیل غلاف	۱۵۴
حالات رجب ۵۹۷ھ۔	۱۰۳	مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی اور راہ کے حالات۔	۱۵۰
حالات شعبان ۵۹۷ھ۔	۱۱۴	حالات محرم ۵۹۸ھ۔	۱۶۳
حالات رمضان المبارک ۵۹۷ھ۔	۱۱۸	حالات مدینہ منورہ۔	۱۶۴
حالات شوال ۵۹۷ھ۔	۱۳۰	حالات مسجد نبوی و روضہ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۵
خانہ کعبہ کی عید الفطر۔	۱۳۱	حالات زیارات متبرکہ بقیع الغرقد و جبل احد	۱۷۱
منی کے حالات۔	۱۳۲	مدینہ منورہ سے عراق کا سفر۔	۱۸۰
نماز استسقا مکہ معظمہ۔	۱۳۵	حالات شہر کوفہ۔	۱۸۶
جبل ثور۔	۱۳۶	حالات شہر حلہ۔	۱۸۸
حالات ذیقعدہ ۵۹۷ھ۔	۱۳۷	حالات صفر ۵۹۸ھ۔	۱۸۹
مولد النبی کی زیارت۔	//	حالات مدینۃ الاسلام بغداد۔	۱۹۳
زیارت مکان ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ	۱۳۸	حالات شہر تکریت۔	۲۰۹
۲۷ ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی داخلی۔	۱۳۹	حالات موصل۔	۲۱۰
دار الخیزران کی زیارت۔	۱۴۱	حالات ربیع الاول ۵۹۸ھ۔	۲۱۵
حالات ذی الحجہ ۵۹۷ھ۔	۱۴۲	حالات شہر نصیبین۔	//
حالات حج۔	۱۴۶	حالات شہر دنیصر۔	۲۱۸

مضمون	صفحہ
حالات شہر راس العین۔	۲۱۹
حالات شہر حرّان۔	۲۲۲
حالات شہر منبج۔	۲۲۶
حالات شہر بزاعہ	۲۲۷
حالات شہر حلب۔	۲۲۸
جامع مسجد حلب۔	۲۳۰
حالات شہر حماۃ۔	۲۳۳
حالات شہر حمص۔	۲۳۵
حالات ربیع الآخر سنہ ۵۸۰ھ۔	۲۳۸
حالات شہر دمشق۔	〃
دمشق کی جامع مسجد کی عجیب و غریب گھڑی	۲۴۸
زیارات مقدسہ دمشق۔	۲۵۲
حالات جمادی الاولیٰ سنہ ۵۸۰ھ۔	۲۶۲
حالات شہر دمشق۔	〃
حالات قبۂ رصاص دمشق۔	۲۶۴
حالات جمادی الآخر سنہ ۵۸۰ھ۔	۲۸۱
دمشق سے روانگی۔	〃

مضمون	صفحہ
حالات شہر بانیاس۔	۲۸۳
حالات شہر عکہ۔	۲۸۶
حالات شہر صور۔	۲۸۸
دریا کا سفر اور اُنڈس کو مراجعت۔	۲۹۵
حالات رجب سنہ ۵۸۰ھ۔	۲۹۶
حالات شعبان سنہ ۵۸۰ھ۔	۲۹۹
حالات رمضان سنہ ۵۸۰ھ۔	۳۰۶
حالات شہر سیناد (جزیرہ صقلیہ)	۳۰۹
حالات شہر شفلودی (جزیرہ صقلیہ)	۳۱۵
حالات شہر رمہ۔ (جزیرہ صقلیہ)	۳۱۶
شہر مدینہ یا بلارمہ کا داخلہ (جزیرہ صقلیہ)	۳۱۸
حالات شہر بلارمہ (پلرمو) دارالحکومت صقلیہ	۳۲۰
حالات شہر اطرابنش (جزیرہ صقلیہ)	۳۲۳
حالات ماہ شوال سنہ ۵۸۰ھ۔	۳۲۵
حالات ذی القعدہ سنہ ۵۸۰ھ	۳۲۹
حالات ذی الحجہ سنہ ۵۸۰ھ اور صقلیہ سے روانگی۔	۳۳۲
حالات محرم سنہ ۵۸۱ھ اور وطن کا داخلہ۔	۳۳۵

مترجم کی التماس

ہر قوم کا ادبار اور اقبال گو اس نئی روشنی کے زمانہ مین اسباب پر منحصر سمجھا گیا ہی مگر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ معاملات قضائے الٰہی کے تابع ہین۔ جس قوم کی سلطنت جاتی ہے اُسکے ساتھ ہی تمام محاسن اور کمالات بھی زندہ درگور ہوجاتے ہین۔ ہندوستان مین مغلیہ سلطنت کے خاتمے کے ساتھ مسلمانون کو بھی زوال شروع ہوا۔ اسلامی سلطنت کے بچے کھچے کچھ آثار قدیمہ باقی ہین تو یہی ہمارے نواب اور رئیس ہین اور اُنکی چھوٹی چھوٹی خودمختار حکومتون مین اسلامی اقتدار کا پورا پرتو نہین تو تھوڑی سی جھلک ضرور نظر آتی ہے۔ جب مسلمانون کی سلطنت ہی یہانسے مٹ گئی تو اُسکے پرانے کارنامون کی کون حفاظت کرتا۔ اللہ تعالیٰ برٹش گورنمنٹ کے زیرسایہ ان چند اسلامی ریاستون کو قائم رکھے کہ وہ اسلامی یادگار ونکو ڈھونڈھ بھال کر حفاظت سے رکھتی جاتی ہین۔ اس خاص الوالعزمی مین بھی بہت وسیع حصہ ہماری اسلامی ریاست رامپور نے لیا ہے۔ شاہجہان دہلی مین ایسی نادر مسجد بنا گئے کہ دنیا کے سات عجائبات مین شامل ہوگئی۔ مگر دست بُرد زمانہ نے اُسکے بھی کل پُرزے ڈھیلے کردیے ہے۔ مُغلیہ سلطنت کا کون وارث بیٹھا تھا کہ اُس اسلامی معبد کی درستی کرتا اسی ریاست نے اُسکی خبرگیری کی اور شاہجہان کے نام کے ساتھ نواب کلب علیخان بہادر خلد آشیان کا نام بھی صفحات تاریخ مین درج ہوگیا۔ اسیطرح کے

فیض عام کے کام ہزارون اس ریاست سے ہو چکے اور ہو رہے ہین سب سے زیادہ
مہتم بالشان کام جو اس ریاست نے کیا ہے وہ **کتب خانہ علوم وفنون مشرقیہ** ہے
لاکھون اسلامی علما اور فضلا نے کیا کیا خون جگر کھا کر تا بونکے صفحات پر علوم وفنون عربی
کے چمن لگائے۔ انقلاب سلطنت کے ساتھ بہت سے چمن باد مخالف کی نذر ہو گئے۔ اور مصنفین کا
نام بھی صفحۂ دنیا سے مٹ گیا **ریاست رامپور** نے ان چمنون کی تختہ بندی اور آبیاری مین
شاہان سلف کے پھلو بھ پھلوا لوالعزمی دکھائی اور چودہ ہزار نایاب کتابونکا ذخیرہ جمع کر دیا
نواب خلد آشیان اسکے بانی تھے مگر حضور پر نور **نواب محمد حامد علیخان بہادر**
دام اقبالہم اسکی تکمیل کے ساعی ہین۔ اسکا تعلق ایک ایسی ذات مجمع الحسنات۔ فاضل جلیل
عالم بے بدل ماہر علوم وفنون حکمیہ۔ نقاد اصول وقوانین ادبیہ کے سپرد کیا ہے کہ جو آج علمی
مشاغل اور بہبود کافہ مسلمین مین اپنا نظیر عدیل نہین رکھتے ہین اور ہر سال کتب قدیمہ تلاش
کر کے خرید فرماتے رہتے ہین۔ چنانچہ تین ہزار روپے سال کی کتابین ہر سال نئی خرید ہو کر
کتب خانہ مین داخل ہو جاتی ہین وہ کون ہین؟ انکا نام نامی جناب حافظ **حکیم محمد اجمل خان**
صاحب بہادر دہلوی زید اللہ اجلالہ ہے۔ جناب ممدوح کے زیر مطالعہ اکثر کتب عربیہ
رہتے ہین اور اس عالیشان کتب خانہ کے **لبریرین** ہونے کا شرف مجھ خاکسار کو حاصل
ہے۔ اسلئے ایکروز ارشاد ہوا کہ **سفرنامہ محمد ابن جبیر** کا اگر عربی سے اردو مین ترجمہ
ہو جائے تو تعلیم یافتہ مسلمانونکو مسلمانونکی سیاحت کی ایک تازہ مثال ملجائے گی
اور عام طور پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ موضعین عرب آج سے سات سو برس پہلے واقعات کو اسی طرح

لکھتے تھے جسطرح کہ اِس اُنیسوین صدی مین ترتیب یافتہ قومین لکھتی ہین۔

مجھے اپنی علمی بے مائگی کا گو پورا یقین تھا مگر تعمیل حکم سے سرتابی سوء ادبی سمجھی۔ اِس ترجمہ کے واسطے مینے اپنے مکرم و معظم جناب **حاجی محمد اکبر خانصاحب رامپوری** کو تکلیف دی۔ اُنکی عنایت کا کیا شکر ادا کرون۔ اپنے تمام کاروبار ترک کرکے میری اس مصیبت کے شریک ہوگئے اثنا ترجمہ مین بہت سی دقتین پیش آئین۔ کچھ حصہ اُن مشکلون کا کتب خانہ سے حل ہوا۔ اور کچھ حصہ خاص راس العلماء والافاضل۔ تاج الاماجد والاماثل۔ جامع علوم معقول ومنقول۔ حاوی فنون فروع واصول حضرت مولانا **محمد طیب مکی عرب** مدرس اعلی مدرسہ عالیہ رامپور زید امدہ مجدہ وافضالہ کی توجہ سے حل ہوا۔ اسمین ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ اگر مولانا ممدوح کی امداد نہوتی تو یہ ترجمہ کبھی پورا نہوتا۔ تین مرتبہ مینے اس ترجمہ کا اصل کتاب سے مقابلہ کیا اور تینون بار خود ہی مسودہ صاف کیا۔ پھر انگریزی اور عربی جغرافیون کے مقامات کی تحقیق کے واسطے ہزارون ورق اُلٹے تب کہین یہ کتاب پوری ہوی۔

مینے اپنی محنت مین کوئی کمی نہین کی۔ مگر غلطیون سے پاک ہونے کا مجھے دعوے نہین ہے جہان اہل نظر کوئی غلطی دیکھین اپنی عنایت سے مجھے مطلع کردین تاکہ اگر دوسری اڈیشن کی نوبت آئے تو مین اُسکی اصلاح کردون۔

خاکسار

حافظ احمد علیخان شوق لبریرین کتب خانہ ریاست رامپور

و مالک مطبع احمدی رامپور، مئی سنہ ۱۹۰۰ عیسوی

سوانح عمری محمد ابن جبیر
صاحبِ سفرنامہ

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابوالحسین ہے۔ کتاب الاحاطہ بماقیتسر من تاریخ غرناطہ میں وزیر لسان الدین ابن الخطیب نے سلسلہ نسب یوں لکھا ہے۔ "محمد بن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام بن جبیر الکنانی" تاریخ مصر الکبیر میں شیخ تقی الدین احمد المقریزی نے اسکے نسب میں تھوڑا سا اختلاف کیا ہے اور اسطرح لکھا ہے۔ "محمد بن احمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن مروان بن عبد السلام بن مروان بن عبد السلام بن جبیر" دونوں مورخوں کے بیان کے موافق یہ آخری جبیر عبد السلام کا باپ اندلس میں آکر آباد ہوا اور یہ شخص ضمرہ بن بکر بن عبد قناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کا بیٹا تھا۔ محرم ۱۲۳ھ میں بلج بن بشر بن عیاض القشیری کی فوج کے ساتھ اندلس میں آیا اور شذونہ میں مقیم ہوا۔ اسکے بعد ابن جبیر کے آباو اجداد اندلس کی مختلف آبادیوں میں آباد ہوتے رہے۔ مقریزی کے قول کے موافق ابن جبیر کی ولادت ہفتہ کی شب دسویں ربیع الاول ۵۴۰ھ میں بمقام بلنسیہ واقع ہوئی۔ ولادت گاہ کے تعین میں بعض مورخوں کو اختلاف ہے۔ سن شعور کو پہنچکر اسنے شاطبہ میں اپنے باپ احمد بن جبیر سے حدیث شریف کا درس لیا۔ صاحب ملتمس کے قول کے مطابق اسکا باپ کاتب

(میر منشی) تھا اور شاطبہ کے اکابر رئیسین شمار ہوتا تھا۔ ابن جبیر نے شاطبہ کی سکونت ترک کی
اور غرناطہ مین بود و باش اختیار کی۔ یہان وہ ابوسعید عثمان بن عبد المومن والی غرناطہ کا
کاتب مقرر ہوا۔ شیخ احمد المقری نے اپنی کتاب **نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب**
کے پانچوین باب مین ابن رفیق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز عبد المومن نے
مے نوشی کے جلسہ مین کسی کام کے لئے ابن جبیر کو طلب کیا۔ وہ حسب الطلب حاضر ہوا
اور اُسکی جانب بھی جام شراب بڑہایا گیا۔ ابن جبیر نے عرض کیا کہ مینے کبھی شراب
نہین پی ہے۔ اسپر کچھ تو حمیت سلطنت اور کچھ نشے کی ترنگ کے سبب سے قسم کھا کر کہدیا کہ
اتنو سات جام پینا پڑینگے۔ مجبور ہوکر اُسنے سات جام پئے اور عبد المومن نے اِس ابتاع حکم
کے صلہ مین اُس جام کو سات بار اشرفیون سے بھر کر انعام دیا۔ ابن جبیر نے گہرا کر مصمم ارادہ
کرلیا کہ اِس گناہ کے کفارے مین حرمین شریفین کی زیارت کو جاونگا۔ اور اس ارادہ کو اپنے
آقا سے ظاہر کرکے سفر کی اجازت حاصل کی۔ آخر کار تمام املاک اور جائداد کو فروخت کرکے
زاد راہ کا انتظام کیا۔ اور عبد المومن کے عطیہ کو خیرات کر دیا۔ ابن الخطیب کا بیان ہے کہ
اس سفر کے واسطے وہ جمعرات کے دن آٹھوین شوال ۵۷۸ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوا۔
اس دور دراز سفر مین اُسکا رفیق ابوجعفر احمد بن حسان تھا۔ یہ شخص اُندہ علاقہ بلنسیہ کا باشندہ تھا
اور مقری یہ بھی لکھتا ہے کہ وہ علم طب کا بڑا محقق اور ماہر تھا اور اُسکی تصانیف اس علم مین موجود
ہین۔ اُسنے پچاس برس کی عمر مین بمقام مراکش ۵۹۰ھ یا ۵۹۹ھ مین رحلت کی۔ غرضکہ
یہ دونون شخص حج سے فارغ ہوکر علمائے مشرق کی فیض صحبت سے مستفیض ہوتے ہوئے دمشق

مین آئے۔ یہان ابوطاہر خشوعی ابوسعید بن عصرون اور ابو محمد القاسم بن عساکر وغیرہ علما کے مجالس درس مین حاضر ہوئے اور اپنے علوم کی تکمیل کرکے اُنسے سند دین حاصل کین۔ یہانسے پلٹ کر دونون شیخون سے اہل مغرب کو حدیث و فقہ کا درس دینا شروع کیا۔ واپسی مین مقام عکہ سے سوار ہوکر خلیج عقلیہ کی تباہی سے بچکر ۲۲ محرم ۵۸۱ھ کو جمعرات کے دن غرناطہ مین واپس آئے موجودہ سفرنامہ مین اسی سفر کے کل حالات قلمبند کئے ہین۔ عمارات کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ کوئی لائق سے لائق مصور بھی ایسی صاف تصویر نہین کھینچ سکتا۔ سفرنامہ کے لئے جن جن باتون کی ضرورت اِس زمانہ مین بانی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر آج سے سات سو برس پہلے اُنسے خوب واقف تھا۔ اسلئے کہ اس سفر مین وہ جسجگہ گیا۔ وہانکے باشندونکے خصائل۔ طرز معاشرت۔ بیوپار کے حالات۔ پیداوار کی کیفیت۔ آب و ہوا وغیرہ کی حالت غرضکہ کوئی ایسی بات نہین ہے جو اُسنے نہ بیان کی ہو۔ اِسکے سوا پولیٹکل اور ملکداری مین بھی وہ نہایت لائق ثابت ہوتا ہے۔ ہر جگہ کے قلعہ کے حالات مین وہ فوجی معاملات کو مدنظر رکھکر کیفیت لکھتا ہے اور مجمل الفاظ مین حملہ آورونکے لئے مفید باتین اور مستحفظونکے واسطے حفاظت کی تدبیرین بھی بتلاتا جاتا ہے۔ ابن خطیب کا تو یہ قول ہے کہ اس سفرنامہ کو اُسنے راہ کے مقامات اور عجائبات عالم کے اظہار کے واسطے تصنیف کیا۔ لیکن پولیٹکل مذاق کے لوگ سفرنامہ پڑھکر قیاس لگا سکتے ہین کہ اُسنے اپنے آقا اور ولی نعمت والیِ اندلس کی فتوحات کی راہ صاف کرنے کے لئے غالباً اس سفرنامہ کو جمع کیا تھا۔

جسوقت سلطان صلاح الدین کے زبردست ہاتھونسے بیت المقدس کی فتح ہوئی اور اسلامی

پھر ہدایت المقدس پڑھانے لگا اس خبر کو سنتے ہی ابن جبیر دوبارہ جمعرات کے دن ۹ ربیع الاول ۵۸۵ھ کو غرناطہ سے ممالک مشرقیہ کے سفر کو روانہ ہوا۔ اس دفعہ بھی وہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا اور جمعرات کے دن ۱۳ شعبان ۵۸۷ھ کو غرناطہ مین واپس آیا۔

اس دوسرے سفر کے بعد نہین معلوم کن اسباب سے اُسنے غرناطہ کو چھوڑدیا اور مالقہ مین جا رہا۔ مالقہ سے پھر سبتہ مین اور وہانسے فاس مین جاکر اقامت اختیار کی۔ فاس مین اُس زمانہ مین حدیث شریف اور تصوف کا زیادہ چرچا تھا۔ اور اس سبب سے اُسنے اشاعت علوم اور درس و تدریس کے واسطے بھی جگہ بہتر سمجھی۔ ابن جبیر کی بی بی کا نام عائکہ اور کنیت ام المجد تھی۔ یہ عورت وزیر ابی جعفر الوقشی کی بیٹی تھی۔ ابن جبیر کو اپنی بی بی سے بیحد اُنس تھا سبتہ مین بی بی کا انتقال ہوا اور اس صدمہ سے وہ کچھ ایسا پریشان ہوا کہ وہانسے زیارت بیت اللہ کے واسطے چلدیا۔ مدت تک خانہ مطہر و مقدس مین رہا اور آخر کار مصر کو چلا گیا۔ پھر وہانسے اسکندریہ کو آیا اور مقریزی کے قول کے مطابق وہین بدھ کے روز بتاریخ ۲۷ شعبان ۶۱۴ھ انتقال کیا۔

ابن جبیر کے اساتذہ و تلامذہ

ابن خطیب لکھتا ہے کہ "محمد ابن جبیر عالم فاضل ادیب کامل۔ شاعر بے مثل خوش خلق۔ نیک اطوار۔ صاحب ہمت۔ پاک نفس اور زہد و تقوے سے آراستہ تھا اُسکی نظم اعلیٰ نثر نادر۔ کلام بلیغ و پاکیزہ اور مضامین نفیس ہین۔ اُسکی خوبیان بیشمار اور

اُسکے حالات مشہور ہین۔ اُسکی تصانیف مین سے سفرنامہ منفرد اور بے نظیر ہے۔ اور اُسکے
فضل و کمال کا پورا پورا ثبوت اُن مراسلات سے ہو سکتا ہے جو اُسنے اپنے ہمعصر ادیبون کو
لکھے ہین۔ اُسنے اندلس مین اپنے باپ احمد بن جبیر۔ ابی الحسن بن محمد بن ابی العیش
ابی عبداللہ ابن احمد بن عروس۔ ابوعبداللہ الاصیلی سے حدیث پڑہی۔ اور ابی الحجاج
بن یسعون سے ادب حاصل کیا۔ اور سبتہ مین ابوعبداللہ ابن عیسی التمیمی السبتی سے کتاب
شفا پڑہی۔ ابوالولید بن سبکہ۔ ابوابراہیم بن اسحق بن عبداللہ الغسانی التونسی۔ ابوالخضر
عمر بن عبدالمجید بن عمر القرشی المیانجی وارد مکہ معظمہ سے سندین حاصل کین۔ ابوجعفر احمد بن
علی القرطبی الفنکی۔ ابوالحجاج یوسف بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد البغدادی۔ صدرالدین
ابومحمد عبداللطیف الخجندی رئیس الشافعیہ اصفہان و بغداد۔ اور جمال الدین ابن الجوزی سے
بغداد مین استفاضہ کیا۔ دمشق مین ابوالحسن احمد بن حمزہ بن علی بن عبداللہ بن عباس السلمی
الجواری۔ ابوسعید عبداللہ بن محمد بن ابی عصرون۔ ابوالطاہر برکات الخشوعی اور ابوالقاسم عبدالرحمن
بن الحسین بن الاخضر بن علی بن عساکر سے حدیث کی تکمیل کی۔ عمادالدین ابوعبداللہ ابن
محمد بن حامد الاصفہانی (عماد تب کاتب کے اجداد مین سے ہین) کے کلام سے استفاضہ کیا
ابوالولید اسمعیل بن علی بن ابراہیم حسین بن ہبۃ اللہ بن محفوظ بن نصر الربعی عبدالرحمن
بن اسمعیل بن ابی سعید الصوفی سے سندین حاصل کین اور حران مین ابوالبرکات حیان بن
عبدالعزیز اور اُنکے صاحبزادے سے فیض حاصل کیا۔

ابن جبیر سفر مشرق سے پلٹ کر جب مغرب مین آیا تو وہان تعلیم و تلقین کا سلسلہ قائم کیا

ممالک مغرب مین اُسکے شاگرد ابن عبدالملک کے بیانکے موافق ابو اسحق ابن مہیب ابن الواعظ ابو تمام بن اسمٰعیل - ابوالحسن بن نصر بن فاتح ابن عبداللہ بجائی - ابوالحسن شاری ابوسلیمان ابن حوط اللہ - ابوذکریا - ابوبکر یحیی بن محمد بن ابی الفضل - ابوعبداللہ بن حسن بن بحیر - ابومحمد بن حسن اللواتی بن تامیت - ابن محمد المروری ابوعمر بن سالم عثمان بن سفیان بن اشعث التمیمی القونسی وغیرہ ہین - ابوالعباس بن عبدالمومن السریشی جسنے مقامات حریری کی شرح لکھی ہے اُسکے مستعد شاگردونمین سے ہے اِنکے علاوہ اسکندریہ مین رشید الدین ابومحمد عبدالکریم بن عطاء اللہ نے اور مصر مین رشید الدین بن عطاء - فخر القضاۃ ابن النجاب اور اُسکے بیٹے جمال القضاۃ نے ابن جبیر ہی سے تعلیم پائی - علامہ مقریزی نے مصر کے دو مشہور حفاظ ابومحمد المنذری اور ابوالحسین یحیی بن علی القرشی کو بھی اُسیکا شاگرد بیان کیا ہے -

ابن جبیر کی تصانیف

ابن عبدالملک کا بیان ہے کہ مین نے ابن جبیر کے تصانیف مین سے ایک دیوان دیکھا ہے جسکا حجم ابوتمام حبیب بن اوس کے دیوان کی برابر ہے اور اُسکے دو حصہ ہین ایک حصہ کا نام جو اُسنے اپنی بی بی ام المجد کے ماتم مین لکھا ہے **نتیجۃ وجد الحمائم فی تابین القرین الصالح** اور دوسرے حصہ کا نام جسمین ارباب زمانہ کی شکایت کی ہے **نظم الجمان فی التشکی من اخوان الزمان** ہے - دیوان کے سوا اُسکے مراسلات اور پند و نصائح بہت نادر ہین - لیکن بجز سفرنامہ کے کوئی نسخہ مدون نہین ہے - ابوالحسن شاری کا

قول ہے کہ یہ سفرنامہ ابن جبیر کا مرتب کیا ہوا نہین ہے بلکہ اُسکے مضامین کو اُسکے شاگرد نے ترتیب دیکر کتاب کی صورت بنالیا ہے۔ مگر ولیم رائٹ جو انگلستان کا ایک مشہور عالم ہے اور اُسنے عربی سفرنامہ کو ۱۸۵۲ء مین ایک قلمی نسخہ سے درست کرکے لیڈن مین چھپوایا ہے اس خاص معاملہ مین یون کہتا ہے "اور اس سفرنامہ کی اندرونی حالت صاف بتارہی ہے کہ یہ نسخہ خاص ابن جبیر کا مسودہ ہے اور کسی دوسرے شخص کا مرتب کیا ہوا نہین ہے کیونکہ درست ترتیب اُسکی بعض غلطیون اور سہو کو ضرور درست کردیتا جیسا کہ ہمین ابن بطوطہ کے سفرنامے سے ظاہر ہورہا ہے"

ابن جبیر کے فضائل

ابن الخطیب نے اُسکے اکثر بلیغ اشعار نقل کئے ہین مدینہ منورہ مین حاضری کے وقت جو قصیدہ اُسنے لکھا ہے وہ بھی کتاب مین نقل کیا ہے اور ایک نہایت بلیغ نثر بھی جو بالکل مقفی اور مسجع ہے اور صنائع و بدائع سے بھری ہوئی ہے نقل کی ہے۔ علامہ مقریزی کہتے ہین کہ ابن جبیر بہت بڑا ادیب تھا۔ اُسنے فن شعر اور کتابت مین کامل دستگاہ پیدا کی تھی اور اُسکے ذریعہ سے خوب دنیا کمائی۔ اِسکے بعد معاملات دنیوی پر خاک ڈالکی زہد و تقوی اختیار کیا۔ حج کو گیا اور واپسی مین بغداد و شام کے علما کی خدمت سے مستفیض ہوا۔ مقری نے ابن جبیر کی تعریف مین بالکل علامہ مقریزی کے الفاظ تحریر کئے ہین اور اُسکے سفر کے حالات مین ابن خطیب کے اقوال لکھے ہین۔ صرف اِسقدر زیادتی کی ہے کہ اُسکے بہت سے مشہور اشعار اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور اُسکی بابت مستند مورخونکے اقوال

بھی لکھدیے ہین چنانچہ علامہ ابن جابر الوردی کی نسبت لکھتا ہے کہ اُسنے ابن جبیر کے
سفرنامہ مین سے حالات دمشق کی بہت تعریف کی ہے اور ابو عبداللہ بن الحاج المعروف
بہ مدغلیس صاحب موشحات نے اُسکے اشعار کو بہت پسند کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ
ابن رشید کہتا ہے کہ ابن جبیر کی قبر کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اسیطرح ابو سعید
اور ابو الربیع کے اقوال اسکے اشعار کی تعریف مین نقل کیئے ہین۔ پھر اپنی کتاب کے ساتوین
باب مین اہل اندلس کی مروت اور جوانمردی کی تعریف کی ذیل ابن جبیر کی نسبت صاحب
ملتمس کا یہ قول تحریر کیا ہے "ابن جبیر اپنے احباب کے ساتھ احسان اور بندگان خدا
کی حاجت روائی مین سعی کرنے پر بہت حریص تھا۔ مجھے ابن جبیر کے ساتھ خصوصیت
تھی اور میرے دلمین مدت سے یہ شوق تھا کہ محمد عبد المنعم بن القرس قاضی غرناطہ کی
بیٹی کے ساتھ میرا عقد ہوجائے۔ اِس آرزو کو مینے ابن جبیر سے ظاہر کیا اور اُسنے کوشش
کرکے مجھے کامیاب کرادیا۔ اتفاق قضا وقدر سے میرے اور میری بی بی کے درمیان مین
ناچاقی ہوئی اور موافقت کی کوئی صورت نظر نہ آئی مجبور ہوکر مینے اس معاملہ کو بھی ابن جبیر سے
ظاہر کیا اور مفارقت کی استدعا کی۔ ابن جبیر نے کہا مینے اِس معاملہ مین تمہاری خوشی
کے واسطے کوشش کی تھی اب اگر تمہاری خواہش مفارقت کی ہے تو اس مین بھی تمہاری
مرضی کے موافق سعی کرونگا۔ مینے اِن دونون التجاؤنکے وقت ابن جبیر کے چہرے پر رنج
وکدورت یا اظہار احسان کا کوئی اثر نہین پایا۔ بلکہ میری منشا کے موافق مفارقت بھی کرادی۔
اِسکے بعد ایک روز ابن جبیر نے آکر میرے مکانکے دروازہ کو کھٹکھٹایا مینے باہر نکلکر دیکھا

تو ایک تھیلی سو دینار مومنیہ کی اُسکے پاس تھی۔ مجھسے کہنے لگا کہ تمہاری شادی میرے توسط سے ہوی تھی ضرور ہے کہ تمنے اِس مقدار موجودہ کی برابر نقصان اُٹھایا ہوگا۔ اِسلئے مین تمہین قسم دیتا ہون کہ میری خاطر سے یہ رقم اپنے نقصان کے عوض مین قبول کرو۔ مینے جوابدیا کہ مجھے اِس بات کے اظہار مین کوئی حجاب نہین ہے کہ جسطرح مینے اپنے باپ کا بہت سا مال ایام شباب کی خواہشون مین تلف کیا۔ اُسیطرح یہ رقم بھی برباد کردونگا۔ اس صورت مین جب آپکو میری خواہشون پر اطلاع ہوگئی تو آپکو یہ جائزہ نہین ہے کہ اِس رقم کا مجھے مالک بنائین۔ یہ بات سُنکر ابن جبیر مسکرایا اور کہا تمنے اچھے حیلہ سے اپنی جان اس احسان سے بچائی۔" اِسکے بعد صاحب ملتمس کا بیان ہے کہ ایک روز مجھسے ابوعمران مازنی زاہد نے ابن جبیر کے بہت سے اوصاف بیان کئے اور کہا "کہ ایسا شخص میرے دیکھنے مین نہین آیا" اور پھر مقری نے عبدری کی کتاب سے ابن جبیر کے وہ فقرے نقل کئے ہین جو اُسنے اسکندریہ کے محصول وصول کرنے والونکی شکایت مین لکھے ہین۔ اور آخر مین وہ قصیدہ بھی لکھا ہے جو اُسنے صلاح الدین کے نام پر اسکندریہ کے کارپردازان محصول کی شکایت مین لکھا تھا۔

موجودہ سفرنامہ کی بابت رائین

ولیم رائٹ کا بیان ہے کہ "اس سفرنامہ عربی کا قلمی نسخہ مجھے لیڈن یونیورسٹی کے کتب خانہ مین ملا۔ اس نسخہ کو عبدالقادر بن عبدالوہاب بن عبدالمومن قرشی نے ۸۵۵ھ مین خاص مکہ معظمہ مین ایک مغربی خط کے نسخہ سے دوسو دس صفحونمین نقل کیا تھا۔ اِس سفرنامہ کا نام

نقل کنندہ نے کتاب اعتبار الناسک فی ذکر الآثار الکریمہ والمناسک تحریر کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ نام بالکل گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مصنف نے اگر مناسکہ یہی نام رکھا ہوتا تو اُسکے آغاز مین ضرور لکھتا۔ حال آنکہ آغاز کتاب مین اِس نسخہ کی پیشانی پر یہ تذکرہ بالاخبار عن اتفاقات الاسفار لکھا ہے۔ اور دوسرے مورخون نے اُسکو رحلہ ابن جبیر کے نام سے یاد کیا ہے۔ نقل کنندہ نے اِس نسخہ کی تحریر مین اسقدر تیز دستی سے کام لیا ہے کہ الفاظ کی بے ترتیبی کے علاوہ جابجا بہت سے لفظ لکھنے سے بھی رہگئے ہین۔ اِسکے علاوہ فقرون کی ترتیب کا تو کوئی لحاظ ہی نہین کیا گیا ہے۔ مغربی قلمی نسخونکے پڑھنے والے جان سکتے ہین کہ اِس بے ترتیبی سے کیسی دقتین پیش آسکتی ہین۔ مگر مینے اپنے فہم کے موافق حتی الامکان غلطیون کی درستی کردی ہے۔ جو لفظ حسب ضرورت مینے اپنی طرف سے داخل کیا ہے اُسکو بریکیٹ (قوس) مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی لفظ کی جگہ دوسرا لفظ بنایا گیا ہے تو اُسکی کیفیت متن کے نیچے نوٹ کرکے لکھدی ہے مگر جس لفظ کی درستی میرے امکان سے باہر تھی اُسکی صرف موجودہ شکل کی نقل کردی ہے اور اُسکی درستی سے زیادہ بحث نہین کی ہے۔ انگریزی اور عربی تاریخون اور سنون کی مطابقت مین قاعدہ کے موافق حساب لگاکر حتی الوسع صحت کا اہتمام کیا ہے۔ مگر پھر بھی وثوق کے قابل نہین ہے۔ مقامات کے نامون کی تحقیق اور تدقیق مین پروفیسر جینبول[1] جغرافیہ دان کی امداد سے کوشش کی ہے لیکن تاہم اُنکی پوری پوری وضاحت سے

[1] Juynboll

معذور ہون۔ کیونکہ بعض مقامات پر کاتب کی تیز دستی سے مقامات کے نام خراب ہوگئے ہین۔ اور بعض موقعون پر خود مصنف کی غلطی بھی پائی جاتی ہے۔ اِس نسخہ کی صحت کے لئے ہمین کہین دوسرا نسخہ دستیاب نہین ہوا۔ البتہ اسکوریال[1] کے کتب مین ایک اور قلمی نسخہ ہے مگر وہ اس نسخہ کا بہت ہی مختصر خلاصہ ہے۔ اُس سے کسی قسم کی مدد ملنی دشوار ہے اِس کتاب کے کامل نسخہ کے ملنے کی اُمید شمالی افریقہ مین تو پائی جاتی ہے مگر مصر اور قاہرہ وغیرہ سے بالکل نا اُمیدی ہے۔ کیونکہ حاجی خلیفہ (صاحب کشف الظنون) نے جو اِس سفرنامہ کا ذکر کیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسنے اِس کتاب کو اپنی نظر سے نہین دیکھا تھا اِس لئے کہ اُسنے اس کتاب کو رحلۃ الکنانی سے موسوم کیا ہے حالانکہ آجتک کسی مورخ نے اس نسخہ کو اس لقب سے یاد نہین کیا۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے مورخونکو اِس کتاب کے حالات سے بالکل آگہی نہ تھی۔ اُن لوگون نے دمشق وغیرہ کے حالات مین جو کچھ مدد لی ہے وہ سرپشی کی تحریر سے لی ہے۔ کیونکہ سرپشی نے مقامات حریری کی شرح مین کل حالات کا اِس سفرنامہ سے اقتباس کیا ہے۔ صرف المقری کی تحریر سے گمان ہوتا ہے کہ شاید کوئی نسخہ اس سفرنامہ کا اُسکے پاس موجود ہو۔ بہرکیف ہمنے جو کچھ درستی اِس کتاب کے متن مین کی اُسکو اُن لوگونکی تحریرون سے مطابق کر لیا ہے جنہون نے اکثر مقامات پر اس سفرنامہ کا اقتباس کیا ہے۔

پچھلے سیاحون مین سے تین آدمی قابل تحریر ہین۔ ایک اُمنین سے عبدری ہے

[1] Escurial

یہ شخص مضافات سوس الاقصیٰ مین سے حاحہ کا رہنے والا تھا۔ اُسنے ۶۸۸ھ
(۱۲۸۹ء) مین مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے سفر کیا۔ شمالی افریقہ مین ہوتا ہوا اسکندریہ
پہنچا اور وہانسے براہ خشکی مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ وہانسے بیت المقدس ہوتا ہوا پھر اسکندریہ
کی راہ سے اپنے وطن کو پلٹ کر آیا۔ اُسنے اپنے سفرنامہ مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے
حالات مین ابن جبیر کے سفرنامہ سے اقتباس کرکے دو تین جگہ ابن جبیر کا تذکرہ کیا ہے
اور اُسکے مشہور اشعار بھی نقل کئے ہین۔ اُسکا سفرنامہ بھی شائع ہونے کے قابل ہے
مگر افسوس ہے کہ اس یونیورسٹی مین اُسکا کوئی عمدہ نسخہ نہین ہے۔

دوسرا سیاح بلوی ہے۔ اِسکا نام قاضی ابوالبقا خالد ابن عیسیٰ ہے۔ یہ دریائے
منظورہ کے کنارے قفتوریہ کا رہنے والا تھا۔ وہ ۷۳۶ھ مین اسپین سے چلکر تونس مین
آیا اور وہانسے جہاز مین سوار ہوکر اسکندریہ پہنچا۔ پھر قاہرہ ہوتا ہوا بیت المقدس آیا۔
وہانسے شام کے قافلے کے ساتھ ممالک عرب مین پہنچا۔ اُسکے حالیشان سفرنامہ کا
نام تاج المفرق فی تحلیۃ علما المشرق ہے۔ ابن الخطیب نے اُسکی مقفی عبارت کو
عماد الدین الاصفہانی کی تحریر کا سرقہ بیان کیا ہے۔ ہم اپنی تحقیق مین اس الزام پر یہ بات
اور اضافہ کرتے ہین کہ اس سیاح نے اسکندریہ۔ قاہرہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات
بالکل ابن جبیر کے سفرنامہ سے چُرائے ہین۔ اِسلئے کہ اُسنے اِن مقامات کے حال مین
ابن جبیر کی ترتیب عبارت کو بدلکر لفظون کی اُلٹ پھیر مین اپنے سرقہ کو چھپایا ہے جن
فقرون سے افشاے راز کا گمان تھا اُنکو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اُسکے اشعار اور امثال کے

فقرونکو جابجا سے انتخاب کرکے اپنی طولانی عبارت کے مقفی فقرونمین داخل کرکے بڑی لمبا چوڑا راگ گایا ہے۔ مگر چوری کہین چھپ سکتی ہے ویسی ہی صاف نظر آتی ہے اُسکے سفرنامہ کا جو نسخہ ہمنے دیکھا ہے وہ کوتھا ڈیوک کتب خانہ کا ہے اور بہت صاف لکھا ہوا ہے۔

تیسرا سیاح ابن بطوطہ ہے۔ اُسکا سفرنامہ بہت مشہور ہے اُسنے اپنے سفرنامہ مین حلب اور دمشق کے حالات کا ابن جبیر کے سفرنامہ سے اقتباس کیا ہے۔ اِسکے علاوہ بعض اور مقامون پر بھی اُسنے ابن جبیر کا حوالہ دیا ہے۔

علامہ مقریزی نے بھی الخطط والآثار مین عیذاب اور اخمیم کے حالات مین ابن جبیر ہی کے سفرنامہ سے انتخاب کیا ہے۔

تقی الدین الفاسی نے شفاء الغرام باخبار البلد الحرام مین عیذاب مین بھسول لینے والونکے حالات بھی اس سفرنامہ سے منتخب کئے ہین:۔

ابن جبیر کے سفرنامہ مین دمشق کی مسجد کے حالات کا مقابلہ کرنے کے واسطے کوئی اور تحریر نہین ملی۔ البتہ ایک فارسی نسخہ سے صرف مختصر سا حال دستیاب ہوا تھا مگر لیڈن کے کتب خانہ مین ایک نسخہ ہماری نظر سے گذرا جسپر نہ تاریخ ہے اور نہ کاتب کا نام ہے اُس نسخہ مین سلاطین مملوک کے حالات مین دمشق کی مسجد کا پورا پورا حال ابن جبیر کی تحریر کے موافق لکھا ہوا ہے۔ بلکہ بعض موقعہ پر بالکل اُسکے سفرنامہ کے ہی الفاظ درج ہین صرف فقرونکی ترتیب مین کسیقدر فرق پایا جاتا ہے۔

القریشی جو ان سب مورخونسے مقدم اور ابن جبیر کا شاگرد ہے اُسنے مقامات حریری کی شرح مین اسکندریہ۔ قاہرہ (مصر) مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ کوفہ۔ حلہ۔ القنطرہ۔ زیریان بغداد۔ نصیبین۔ دمشق۔ حلب۔ صور وغیرہ کے حالات بالکل اپنے اُستاد کے سفرنامہ سے لکھے ہین۔ اس کتاب کے لیڈن کے کتب خانہ مین صرف ۳۳ مقامات موجود ہین (بحمد اللہ ریاست رامپور کے کتب خانہ مین نہایت عمدہ پورا نسخہ موجود ہے) چھیالیسوین مقام کی نقل مسٹر ڈوکٹ نے پیرس سے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ ہمین بڑا افسوس ہے کہ پہلے سے اس نسخہ کی اطلاع نہوی۔ اُس مین بہت سے اختلافات کی درستی کی گئی۔ لیکن ہمین اب اُس کتاب کے موافق اس سفرنامہ مین اصلاح کرنے کا موقع نہین ہے اسلئے کہ ہماری کتاب بہت زیادہ چھپ چکی ہے۔

مشرقی علم کے ماہر یورپین مورخون نے بھی ابن جبیر کے سفرنامہ سے بہت مدد لی ہے اُنمین سے ایک کا نام مسٹر امری[۱] اور دوسرے کا نام پروفیسر ڈوزی[۲] ہے۔ پروفیسر ڈوزی نے اپنی شرح اور اکثر نوٹون مین اس سفرنامہ کا حوالہ دیا ہے۔ اور امری نے صقلیہ کے حالات کو اُسکے ہی سفرنامہ سے نقل کیا ہے۔ ،،

غرضکہ یہ وہ سفرنامہ ہے جسکی نسبت ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ مین ایک عرصہ سے کوئی واقفیت نہتی۔ البتہ یورپ کے ذی علم مدت سے واقف تھے اب وہ سفرنامہ پبلک کے سامنے اُردو لباس مین موجود ہے۔

---

[۱] Amari

[۲] Dozy

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار و واقعات سفر ابن جبیر علیہ الرحمہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

جمعہ کے دن ۳۰ شوال ۵۷۸ھ کو جبل شلیر[1] کے سامنے دریا کے ساحل پر اس سفرنامہ کو لکھنا شروع کیا۔

۸ شوال سنہ مذکورہ کو (۳ فروری) جمعرات کے دن مین (محمد بن جبیر) اور احمد بن حسان سفر حجاز کے واسطے غرناطہ سے روانہ ہوئے۔ اثنار راہ مین بعض ضرورتون کی وجہ سے جیان[2] مین مہین ٹھہرنا پڑا۔ دوشنبہ کے دن ۱۹ شوال کو (۱۴ فروری) جیان سے روانہ

---

[1] اندلس کا نہایت بلند پہاڑ ہے۔ گرمی اور سردی مین ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہی۔ اور اسکی چوٹیان اندلس کے اکثر مقامات سے نظر آتی ہین (آثار البلاد قزوینی) اسپینی زبان مین سیر انواد اسکو Sierra Nevada کہتے ہین جسکے معنے قلہ برف کے ہین۔ اسکی بہت سی چوٹیان اور متعدد سلسلے ہین۔ (انسائکلوپیڈیا برٹانیکا)

[2] اس مقام کو انگریزی مین جین Jaen کہتے ہین۔ اسی نام کے ضلع کا دارالحکومت ہی اور غرناطہ سے شمال کو ۷۰ میل اور سویلی سے مشرق کو ۱۲۰ میل کے فاصلے پر ہی۔ آبادی کا کچھ حصہ دیہاتی گانون کا بھی

ہو کر قلعہ غیداق مین مقیم ہوے - پھر وہانسے قبرہ شہر استجہ قلعہ اشونہ - شلبر[۵۱]
قلعہ ارکش[۵۲] اور قریہ نشمہ واقع علاقہ مدینہ ابن اسلیم مین مقامات کرتے ہوئے
دوشنبہ کے دن ۲۶ رشوال کو جزیرہ طریف[۵۳] مین داخل ہوئے - یہانسے دریا کو عبور کرکے
سہ شنبہ کو بعد زوال قصر مصمودہ مین قیام کیا - چہار شنبہ کے صبح کو سبتہ[۵۴] مین پہنچے
یہان اسکندریہ کو جانیوالا ایک جہاز مل گیا - اور ہم بآسانی تمام اسمین سوار ہوے -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱) (وادی الکبیر) کی ایک شاخ پر اور کچھ حصہ پہاڑ کی ڈھال پر واقع ہی - مسلمانون کے عہد کی شہر پناہ اپنے بانیون کی نوحہ خوانی کو ہنوز قائم ہے - آبادی سطح سمندر سے اٹھارہ سو فٹ بلند ہی - جسمین مسلمانون کی مسجد بھی اور ۱۹۲۱ء مین منہدم کردی گئی وہان اب کرجا ہے - اسلامی عہد مین تجارت کی بہت بڑی منڈی تھی ۱۸۵۰ء مین کل آبادی (۲۴۳۹۲) کی تھی -

۵۱ لیڈن کے مطبوعہ عربی نسخے مین حاشیہ پر اس نام کو سکبر اور سلبر بھی لکھا ہی - یاقوت حموی نے مشترک مین شرقی اندلس کے ایک مقام کو شکر بہ سہ حرکت بوزن ذکر لکھا ہی - شاید وہ یہی مقام ہو -

۵۲ انگریزی مین اسکا تلفظ ارکوس Arcos ہی اندلس کے صوبہ قادس مین دریاے اشبیلیہ (گڈالیٹ) کے کنارے آباد ہی - آبادی ایک بلند پہاڑی پر ہی - اور خوش منظر ہی - مردم شماری (۱۵۳۷۸) کی ہے -

۵۳ موسی بن نصیر مالک افریقہ نے ۹۲ھ مین بربر سے طریف ابوزرعہ نامی ایک سردار کو سو سوار اور چار پیدل کے ساتھ چار جہاز نکے ذریعے سے اندلس کو روانہ کیا - یہ لوگ اندلس کے ساحل پر طنجہ کے مقابل اترے اسلیے طریفا کے نام پر اُس مقام کا نام طریف ہوگیا - (بیان المغرب ابن عذاری) یورپ کے جغرافیہ مین اسکو طریفا Tarifa لکھتے ہین - اسوقت تک مسلمانونکے عہد کی شہر پناہ سلامت ہے - یہ شہر صوبہ قادس کے متعلق ہی اور جبل طارق سے گوشہ مغرب وجنوب مین ۱۲ میل کے فاصلے پر ہے - ۹۲۲ء مین مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا - یہان ایک روشنی کا مینارہ ۱۳۰ فٹ بلند ہی - (انسائکلوپیڈیا)

۵۴ بحر روم اور بحر محیط کے درمیان مین یہ مقام ہی - محمد بن عبدالرحیم غرناطی کا قول ہی کہ یہ وہی مقام ہے جہان یوشع علیہ السلام نے مچھلی کھائی تھی اور باقیماندہ مچھلی زندہ ہوگئی تھی - اور یہ بھی کہتے ہین کہ اُس مچھلی کی نسل اب بھی باقی ہے (تقویم البلدان اسمعیل و آثار البلاد قزوینی) انگلش جغرافیہ مین اسکا نام سیوٹا Ceuta ہی - یہ جبلہ اسپین کی ماتحت ہی اور قلعہ عمدہ بنا ہوا ہی - مراکو کے ساحل پر ایک جزیرہ نما مین جبل طارق کی محاذی عرض البلد شمالی ۳۵ درجہ ۵۴ دقیقہ اور طول البلد مغربی ۵ درجہ ۱۸ دقیقہ مین واقع ہی - چونکہ وہان سات پہاڑ ہین اسلئے اہل عرب نے سبتہ نام رکھ لیا - شہر نہایت نفیس ہے - فوجی مقاصد اور مجرمونکی حراست کے واسطے عمدہ مقام ہی - چند مذہبی عمارتین اور ایک شفاخانہ بھی ہی - ضرورت کا سامان اور فوجی رسد اسپین سے آتی ہی - مسلمانونکے عہد مین یہان کی صنعت و دستکاری بہت مشہور تھی - مغربی یورپ مین سب سے پہلے مسلمانون نے یہین کاغذ سازی کا کارخانہ جاری کیا تھا - مسلمانونسے ۱۶۱۰ء مین شاہ جہان اول نے چھین لیا - ۱۶۶۸ء سے اسپین کی مستقل حکومت یہان قائم ہی - سات ہزار کی جمعیت ہے -

پنجشنبہ کو دن ۲۹ شوال کو (۲۴ فروری) بعد زوال جہاز کا لنگر اٹھا اور اندلس کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ ۶ ذیقعدہ کو اندلس کے میدان سے گزر کر دانیہ کے مقابل پہنچے جمعے کی صبح کو جزیرہ یابسہ[1] اور شنبہ کو جزیرہ میورقہ[2] سے گزرتے ہوئے یکشنبہ کو جزیرہ میورقہ تک پہنچے۔ یہ مقام سبتہ سے اسّی مجری یعنی دریائی منزل ہے۔ اور ہر منزل سو میل کی ہوتی ہے سہ شنبہ کی شب کو بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ (۸ مارچ) جزیرہ سردانیہ[3] کا ساحل شروع ہوا۔ میورقہ اور سردانیہ کے درمیان میں چار سو میل کا فاصلہ ہے اس ساحل کے مقابل ایک میل تک دریا نہایت پرجوش اور متلاطم ہے۔ اسجگہ بہت ہی خوفناک حالت ہوگئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اُس خطرۂ عظیم سے نجات دی۔ عین وقت پر ساحل کی طرف سے ایسی ہوا چلی کہ ہمارا جہاز اُس ورطۂ مہیب سے نکل گیا۔ شنبہ کو دن صبح کو شدت سے بارش ہونے لگی۔ دریا میں شدید تموّج پیدا ہوا۔ چاروں طرف اندھیری چھا گئی۔ یہانتک کہ شرق و غرب کی بھی تمیز نہ رہی۔ دوسرے

---

[1] انگریزی نام ایوزا Ivoza اور اسپینی ایبزا Ibiza ہے۔ گذشتہ زمانے میں اسکا یونانی نام Pityusa تھا۔ عربوں نے اسی نام کو معرب کرکے یابسہ بنالیا۔ یہ جزیرہ میورقہ سے پچاس میل کے فاصلے پر گوشۂ جنوب و مغرب میں ہے۔ عرض البلد ۳۸ درجہ ۵۰ دقیقہ۔ ۲۹ درجہ ۸ دقیقہ اور طول البلد مشرقی ایک درجہ ۱۴ دقیقہ اور ایک درجہ ۳۸ دقیقہ کے درمیان میں واقع ہے۔ جزیرہ کا طول شمال و مشرق سے جنوب و مغرب تک پچیس میل کے قریب ہے اور عرض ۱۲ میل ہے۔ دارالسلطنت کا نام ادیزا اور لاکیوڈاڈ ہے۔ کل جزیرہ کی مردم شماری کچیس ہزار ہے۔ ساڑھے پانچ ہزار اسکی آبادی دارالحکومت کی ہے

[2] انگریزی نام اس جزیرہ کا مجارکا ہے۔ جزائر بلیرک میں یہ سب سے بڑا ہے (۱۴۳۰) میل مربع رقبہ ہے ہر طرح کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہ میں جاری ہیں۔ کل جزیرہ کی مردم شماری (۲۰۴۰۰۰) ہے۔

[3] انگریزی نام منار کا minorca ہے۔ جزائر بلیرک میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میورقہ سے مشرق اور گوشۂ شمال و مشرق میں ۴۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ طول ۳۵ میل اور رقبہ (۲۶۰) میل کا ہے۔ مردم شماری انتالیس ہزار ہے۔

[4] انگریزی نام سارڈینیا Sardinia ہے یہ جزیرہ بحر روم میں اٹلی کے مغربی ساحل سے ایک سو چالیس میل کے فاصلے پر طول البلد شرقی ۸ درجہ ۴ دقیقہ اور ۹ درجہ ۴۹ دقیقہ اور عرض البلد شمالی ۳۸ درجہ ۵۵ دقیقہ اور ۴۱ درجہ ۱۶ دقیقہ کے درمیان میں واقع ہے۔ آبنای بونی فے سو نے اسی جزیرہ کا رسکاسے علیحدہ کردیا ہے۔ اٹلی کا فی الحال ماتحت ہے۔ جزیرہ کا طول (۱۶۰) میل عرض ۶۹ میل اور رقبہ (۹۱۸۷) میل ہے۔ یورپ کے کل جزائر میں باعتبار وسعت چوتھا نمبر ہے۔ اور صقلیہ سے دوسرا نمبر ہے۔

دن تک اسی حالت مین سردانیہ کے اِدھر اُدھر بھٹکتے رہی۔ چہارشنبہ کو ایک جہاز روم کو جاتا ہوا ہمارے سامنے سے گذرا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جزیرۂ صقلیہ کو جاتا ہے اور قرطاجنہ (عملداری سرسیہ) سے آتا ہے۔ ہمارا جہاز غلطی سے اسطرف کو جارہا تھا جسطرف سے کہ یہ جہاز آیا ہے اب ہنسی وہ راہ چھوڑ دی اور رومی جہاز کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر مین سردانیہ کا ساحل نظر آنے لگا۔ کنارے کے قریب پہنچکر معلوم ہوا کہ یہ مقام بقوسمر کہ ہے اور اہل سردانیہ کا مشہور بندرگاہ ہے۔ چہارشنبہ کو زوال کے بعد ہمارے جہاز نے اس بندرگاہ مین لنگر ڈالا۔ دوسرا جہاز بھی ہمارے ساتھ یہین ٹھرا۔ اسجگہ پرانی عمارتونکے کھنڈر نظر آتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گذشتہ زمانے کی یہودیون کی آبادی ہے۔ جمعہ کے دن حاکم جزیرہ اپنے عملے کے ساتھ بندرگاہ مین آیا۔ رومی جہاز کے معززین حصول ملازمت کی غرض سے جہاز سے اُترے۔ دیر تک ملاقات کی صحبت رہی۔ اس مدت قیام مین ہمنے پانی اور ایندہن وغیرہ اپنے جہاز مین بھرلیا اور ایک مسلمان کو جو رومی زبان جانتا تھا اور چند رومیونکو جو قریب کی آبادیون مین جانے والے تھے سوار کیا۔ اُس رومی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ اسّی مرد وزن کے قریب مسلمان قیدی اس آبادی کے بازار مین فروخت کو آئے ہین۔ اُن لوگونکو ساحل دریا کے دشمنون نے مسلمانون کی آبادیون مین سے گرفتار کیا ہے۔

اتوار کو بعد زوال ہوا کی موافقت کے باعث سے ہمارے جہاز نے اس بندرگاہ سے لنگر اُٹھایا۔ رومی جہاز کے کچھ لوگ بستی مین گئے ہوے تھے اُنکے انتظار مین وہ اُسی جگہ لنگر انداز رہا ۱۸ ذیقعدہ کو (۱۵ مارچ) شنبہ کی شب مین ایک پہر رات باقی رہی تھی کہ ہمارا جہاز سردانیہ

کے ساحل سے گذر گیا۔ یہ بہت وسیع میدان ہی اور اُسکے مقابل مہین دو سو میل راہ طے
کرنی پڑی۔ لوگون کی زبانی تحقیق ہوا کہ اس جزیرہ کا انتہائی دور پانچسو میل سے زیادہ ہی
اور اِسکا دریا نہایت دشوار گذار ہے۔ اکثر اوقات اُس سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ مگر خداوند کریم
نے اپنے کرم سے ہمارے جہاز کو بخیریت تمام اس دریا سے نکالدیا۔ بدھ کے دن سرشام
ہوا تیز چلنے لگی۔ ہوا کی شدت سے دریا مین نہایت تلاطم پیدا ہوگیا۔ بارش کا یہ زور تھا کہ ہر
بوند نوک پیکان کی طرح محسوس ہوتی تھی۔ اس خوفناک حالت سے اہل جہاز کو سخت اضطراب ہوا
ہر طرف سے پہاڑونکی طرح موجین آنے لگین۔ ساری رات اسیطرح گذری۔ صبح کو خلاصی کی اُمید تھی
مگر آج طوفان نے رات سے بھی زیادہ سر اُٹھایا۔ دریا مین جوش بڑھ گیا۔ افق پر سیاہی
چھاگئی۔ ہوا تیز چلنے لگی۔ بارش کی شدت ہوئی۔ اس طوفان مین جہاز کا کوئی بادبان سالم نہ رہا
ناچار ہوکر چھوٹے پردونکا استعمال کیا۔ اُنمین سے بھی ایک پردہ کو ہوا نے ٹکڑے ٹکڑے
کرڈالا۔ جس مستول مین پردے بندھے تھے وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اس مستول کو قریہ کہتے ہین
ان حوادث سے اہل جہاز کی نا اُمیدی اور مایوسی بڑھ گئی۔ مسلمانون نے دستِ دعا بلند کیے
اور بارگاہ الٰہی مین استدعائے نجات کرنے لگے۔ گو دن بھر یہی حالت رہی مگر ہوا کے باعث
ہمارا جہاز برابر تیزی کے ساتھ چلتا رہا۔ اور یہ تمام دن مہین جزیرۂ صقلیہ کے مقابل گذرا پنجشنبہ کی
رات کو طوفان مین کسیقدر کمی ہوئی۔ ساری رات اُمید و بیم مین بسر کی۔ جب گریبان سحر چاک ہوا
تو رحمت الٰہی کے آثار نمایان ہوئے۔ ہوا صاف ہوگئی۔ ابر چھٹ گیا۔ آفتاب چمکنے لگا۔ دریا
مین سکون پیدا ہوا۔ اہل جہاز کی وحشت دُور ہوئی۔ اور آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی

دنکے اُجالے مین جزیرۂ صقلیہ کا ساحل نظر آیا۔ اس جزیرہ کا بہت سا حصّہ ہم طے کر چکے ہین تھوڑا باقی ہے۔ اسلئے کہ سردانیہ اور صقلیہ کا باہمی فاصلہ چار سو میل بتاتے ہین۔ اور اب ہم دو سو میل سے زیادہ طے کر چکے ہین۔ تمام افسران بحری اور سیّاح کہتے ہین کہ ایسا شدید طوفان ہمنے کبھی اپنی عمر مین نہین دیکھا۔ آج ہوا کے سکون کی باعث ہمین اسی جزیرہ کے مقابل قیام کرنا پڑا۔ جمعہ کے روز ۲۱ ذیقعدہ کو عصر کے وقت یہانسے روانہ ہوئے اسی شب مین جزیرۂ صقلیہ کا ساحل ہمنے طے کر لیا۔ اور ہفتہ کی صبح کو اُس سے بہت دُور نکل گئے۔ اب ہمین صقلیہ کے اُس پہاڑ کی چوٹی نظر آنے لگی جسمین برکان (کوہ آتش فشان) ہے یہ پہاڑ بہت بڑا اور نہایت بلند ہے۔ کہتے ہین کہ اگر مطلع صاف ہو تو دریا مین سو میل کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔ اسجگہ دریا مین کسیقدر تموّج تھا۔ یہانسے قریب ہی جزیرۂ اقریطش (کریٹ) ہے۔ اور جزائر روم مین محسوب ہوتا ہے قسطنطنیہ کا باجگذار ہے۔ اور جزیرۂ صقلیہ سے سات سو میل کے فاصلے پر ہے اس جزیرہ کا طول تین سو میل کے قریب ہے۔ ۲۵ ذیقعدہ (۲۲ مارچ) کو منگل کی رات تک ہم اسی جزیرہ کے ساحل کے محاذی چلتے رہے۔ مگر یہ قیاسی خیال ہے اسلئے کہ کنارہ ہمسے بہت دُور تھا۔ صبح کو یہ ساحل بھی چھوٹ گیا۔ اب یہانسے اسکندریہ چھ سو میل کے قریب ہے۔ چہارشنبہ کے دن ۲۶ ذیقعد کو صبح کے وقت برّالغرب کا میدان نظر آیا۔ یہ مقام اسکندریہ سے ملا ہوا ہے۔ اسی جگہ ایک مقام ہے جسکو جزائر الحمام کہتے ہین۔ اُسکے سامنے سے ہمارا جہاز گذرا۔ یہ ساحل ہماری کشتی کے داہنی طرف ہے اور یہانسے اسکندریہ چار سو میل ہے ہفتہ کے دن ۲۹ تاریخ کو صبح کے وقت تخمیناً بیس میل کے فاصلے سے اسکندریہ کا مینار نظر آنے لگا

اہلِ جہاز کو بڑی مسرت ہوئی - سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا - پانچ گھڑی دن رہے جہاز بندرگاہ مین ٹھرا اور شام کے قریب سب مسافر جہاز سے اُترے - ہمین پوری تین روز دریا مین گذرے - اسلئے کہ ۲۹ شوال کو ہم سوار ہوئے تھے اور ۲۹ ذیقعد کو (۲۶ روز) اسکندریہ مین پہنچے - یہان ہم ایک سرائے مین مقیم ہین - اس سرائے کا نام فندق الصفا ہے اور صبانہ کے متصل ہے -

حالات ماہ ذی الحجہ ۵۷۸ھ

یکشنبہ کو ذی الحجہ کی پہلی تھی - جہاز سے اُترنے کے وقت حاکم اسکندریہ کے چند معتمد اسباب کی تلاشی کی واسطے جہاز مین آئے - سب مسلمانون کے نام - حُلیے اور سکونت لکھنے کے بعد کل نقد و جنس کی زکوٰۃ[1] طلب کی - مگر کسی نے اس امر کی تفتیش نہین کی کہ اس مال پر پورا سال گذرا بھی ہے یا نہین - مسافرون مین بعض ایسے بھی تھے جنکے پاس سوائے زادِ راہ کے ادائے زکوٰۃ کے واسطے کچھ بھی نہ تھا - احمد بن حسان کو مغرب کے حالات دریافت کرنے اور جہاز کی اجناس کی تصدیق کے لئے حاکم کی خدمت مین لیگئے - وہانسے قاضی - اہالیان دیوان اور بعض معززین بارگاہ کی خدمت مین گشت کرایا - ہر ایک جگہ اُنسے حالات دریافت کئے جاتے تھے اور جو کچھ وہ کہتے تھے لکھ لیا جاتا تھا - بہت دیر مین اُنھین اس مصیبت سے

[1] اسلام کے ارکان خمسہ مین سے ایک زکوٰۃ بھی ہے - شروع اسلام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک تک زکوٰۃ امام اور خلیفۂ وقت وصول کرتا تھا - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ظالمون کی دست برد سے بچانے کے واسطے مال نقد کی زکوٰۃ نکالنے کا خود مالکون کو اختیار دیدیا تھا - اسلامی سلطنتون مین امیر المومنین کی حیثیت سے سلطان وقت زکوٰۃ وصول کرنے لگے اور اُسکے مصرف بھی بدل گئے - عمال نے یہ منتہا بنا لیا کہ ایک سال گذرنے نہ گذرنے کی بھی رعایت چھوڑ دی -

نجات ملی - اور مسلمانون کو جہاز سے اسباب اُتارنے کا حکم ہوا - کنارے پر عملے کے لوگ موجود تھے - جہاز سے اسباب اُتار کر دیوان شاہی کو لیگئے - آدمیون کی کثرت سے سارا دیوان بھر گیا - وہان ہر ایک چھوٹی بڑی چیزون کی تلاشی ہوئی اور سب کی کمرین ٹٹولی گئین - اسلئے کہ مبادا کوئی چیز چھپا رکھی ہو - پھر اس بات کی قسمین دلائی گئین کہ اور کوئی شے تو نہین ہے - اس کشمکش اور دار و گیر مین لوگون کا کچھ اسباب بھی جاتا رہا - بڑی ذلت اور رسوائی کے بعد نجات ہوئی - اسی قسم کی بدنظمیون کے سبب سے یہان کے حکمران اعلی سلطان صلاح الدین پر بعض الزام عائد کئے جاتے ہین لیکن اُس منصف اور رعایا پرور بادشاہ کو اگر اِن باتون کا علم ہوتا تو وہ کبھی اس تکلیف شاقہ کو مسلمانون کے حق مین جائز نہ رکھتا - اور اس زکوٰۃ کو از روے جوانمردی واپس کر دیتا - اس بادشاہ کی عملداری مین بجز اس مصیبت کے اور کوئی امر قبیح ہمنے نہین سُنا اور یہ بھی اہالیان دیوان کی بداطواری کا نتیجہ ہی -

حالات اسکندریہ

سب سے پہلے یہان کی عمارتون کی وسعت اور شہر کی خوش منظری قابل بیان ہے اس سے قبل ہمنے کوئی ایسا شہر نہین دیکھا تھا جسکی ایسی بلند عمارتین اور کشادہ راہین ہون - سب سے زیادہ عجیب یہ امر ہے کہ جیسی عمارتین سطح زمین پر ہین ویسی ہی پائدار اور مستحکم عمارتین زمین کے نیچے بھی ہین - رود نیل کا پانی نیچے کی تمام گلی کوچون مین جاری ہے سب نہرین باہم ملی ہوئی ہین اور ایک دوسرے کی معین ہین - یہان بہت سی سنگ رخام کی بلند اور وسیع دیوارین اور لوحین نہایت خوشنما بنی ہوئی ہین - اُنکی خوبی کا اندازہ

وہم و قیاس سے باہر ہے۔ بعض راہون مین تو ایسی بلند دیوارین ہین کہ آسمان سے باتین کرتی ہین۔ یہ کسیکو نہین معلوم کہ دیوارین کس غرض سے بنائی گئی تہین۔ مشہور ہے کہ اگلے زمانے کے حکیم اور رئیسونکے اُنپر مکان بنے ہوئے تھے۔ مگر اُنکی قطع وضع سے شُبہ ہوتا ہے کہ شاید رصد نجومی کے واسطے بنائی ہون۔

اسکندریہ کا مینار بھی عجیب عمارت ہے۔ اہل فہم کے لئے نمونۂ قدرت اور مسافرون کے واسطے دلیل راہ ہے۔ اگر یہ مینار نہوتا تو مسافرون کو اسکندریہ کی راہ ملنی دشوار تھی۔ یہ مینار سترّ میل کے فاصلے سے نظر آتا ہے۔ اُسکی عمارت نہایت قدیمی اور مستحکم ہے۔ عرض و طول مین ہیئل اور بلندی بیان سے باہر ہے۔ نگاہ اُسکی چوٹی تک پُہنچنے سے معذور ہے۔ نظر جسقدر بلند ہوتی ہے اُسیقدر گنجائش پائی جاتی ہے۔ ہمنے چارون سمتون مین سے ایک سمت کی پیمائش کی تو پچاس باع (دونون ہاتھون کی درازی) سے کچھ زیادہ ہے۔ اور بلندی ڈیڑھ سو قامت (قد آدم) معلوم ہوئی۔ اُوپر چڑہنے کے واسطے وسیع سیڑہیان بنی ہوئی ہین اور اُسکے اندر اس کثرت سے عمارتین ہین کہ باہر نکلنے کو مشکل سے راہ ملتی ہے۔ مینار کے اُوپر ایک مسجد بھی ہے جسکو مسجد برکت کہتے ہین۔ لوگ اُسمین نماز پڑہتے ہین۔ پنجشنبہ کو دن پانچ ذی الحجہ کو ہمنے بھی اُسپر چڑھ کر مسجد برکت مین نماز پڑہی اور وہ وہ عجیب و غریب عمارتین دیکہین جنکی تعریف محال ہے۔

اس ملک کے بادشاہ کی تفاخر کی چیزین یہان کے مدرسے اور مسافر خانے ہین۔ اکثر دُور دُور کے طالب علم اور اہل ریاضت آتے ہین۔ ہر ایک کے واسطے عمدہ مکان اور کافی

وظیفہ مقرر ہے۔ لائق مدرس تعلیم کے واسطے موجود ہین۔ اِن غربا کی نسبت سلطان
کی تیمارداری کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ تمام ضرورتون کے علاوہ ان عمارتون
کے پاس حمام بھی تعمیر کرادیے ہین اور وہ ہمیشہ اُن لوگون کے واسطے گرم رہتے ہین۔ ایک
شفاخانہ بھی موجود ہے۔ اُسمین علاج کے واسطے طبیب معین ہین۔ طبیبون کی ماتحتی مین
بہت سا عملہ مریضون کی غذا اور دوا کی نگہبانی پر مقرر ہے۔ کچھ ایسے آدمی بھی ملازم ہین
کہ جو مریض شفاخانے مین نہین آسکتے اُنہین مکانون پر جاکر دیکھتے ہین اور طبیبون سے حال
کہکر اُن کی راے کے موافق علاج کرتے ہین۔

اسکے سوا سلطان کی طرف سے ہر مغربی مسافر کے واسطے روزانہ دو روٹیان مقرر ہین اور
تقسیم کے واسطے روز نیا معتمد مامور ہوتا ہے۔ آدمیون کی قلت وکثرت کے موافق کبھی
دو ہزار اور کبھی اس سے زیادہ روٹیان بٹ جاتی ہین۔ یہ تمام مصارف اوقاف سے
متعلق ہین۔ زکوۃ سے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔ کل متصلین پر تاکید ہے کہ اگر ان
مقررہ وظائف مین کوئی شخص کمی کریگا تو اُس کا مال واسباب سرکار مین ضبط ہوجائیگا۔
شہر کے باشندے نہایت آسودگی اور آسائش سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اہل شہر کی
ضرورت کے سامان پر کوئی محصول نہین ہے۔ سلطان کو اس آبادی سے بجز اوقاف مقررہ
اور جزیۂ یہود ونصارا کے اور کچھ فائدہ نہین ہے۔ زکوۃ سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اُسکے پانچ
پانچ حصے امورات خیر مین دیے جاتے ہین۔ اور تین حصے سلطان کو بچتے ہین۔ سلطان
صلاح الدین ابو المظفر یوسف بن ایوب نے باوجود اپنی عدم موجودگی کے نہایت عمدہ قانون

اور قواعد یہان جاری کئے ہین۔ ان رسوم خیر کی بابت ایک واقعہ سنا گیا کہ کسی صحبت
سلطان کی خدمت مین یہ گذارش کی کہ اکثر لوگ بلا ضرورت کاہلی کے سبب سے روٹیان
لیتے ہین تاکہ فکر معاش مین کوشش نہ کرنا پڑے۔ اس بات کا کچہ اثر سلطان کے قلب پر
بھی ہوا۔ اتفاق سے ایک روز سلطان شہر سے باہر سیر کو گئے۔ راہ مین مسافرون کی ایک
جماعت سے سامنا ہوا جو طرابلس کی جنگل کی راہ سے آتے تھے بھوک اور پیاس کی شدت سے
انکی صورتین متغیر ہوگئی تھین۔ جب انکا حال اور مقصد دریافت کیا تو معلوم ہوا بیت المقدس
کو جاتے ہین اور جنگل کی راہ سے بہت سختیان اور صعوبتین اٹھا کر یہان تک آئے ہین۔
اس حالت کے معائنہ سے سلطان پر بڑا اثر ہوا۔ اور خیال کیا کہ جب یہ لوگ ایسی مشقتین گوارا
کرکے بے راہ یہان آتے ہین تو انسے وظیفہ مقررہ مین دریغ کرنا کسیطرح جائز نہین۔ گو انکے
پاس ہر شخص کے ہموزن ہی چاندی سونا کیون نہو۔ اور جو شخص اپنے رسوخ کے واسطے ایسے
کار خیر کے انقطاع کی کوشش کرے اُسپر سخت افسوس ہی۔ غرضکہ یہ بادشاہ عدل و انصاف اور
اشاعت احکام دین مین شہرۂ آفاق ہی۔ اس شہر مین یہ بھی ایک نئی بات ہی کہ دن کی طرح
شب کو بھی لوگ چلتے پھرتے ہین۔

یہان مسجدون کی تعداد بھی ہر جگہ سے زیادہ ہی۔ مگر مسجدون کی تعداد مین یہان کے
لوگ بہت کمی بیشی ظاہر کرتے ہین۔ بعض بارہ ہزار اور بعض آٹھہ ہزار مسجدین بتاتے ہین
بعض مقامات پر گو مسجدین قریب قریب ہین مگر سب درست اور آباد ہین۔ تمام مساجد کے
اماموں کے خزانۂ شاہی سے وظیفے مقرر ہین۔ پانچ دینار مصری جو دس دینار رومنہ کے

مساوی ہین عام وظیفہ ہی۔ مگر بعض کو اس سے کم و بیش بھی وظیفہ ملتا ہے۔ اس قسم کے بہت سے اوصاف اِس بادشاہ کے احاطۂ انحصار سے باہر ہین۔

آٹھوین تاریخ (۳ر اپریل) یکشنبہ کی صبح کو ہم اسکندریہ سے روانہ ہوئے اور دمنہور مین منزل کی۔ یہ شہر اسکندریہ سے تھوڑے فاصلے پر مصر کی راہ مین ملتا ہے۔ ایک فراخ قطعہ زمین پر آباد ہی۔ پختہ فصیل ہے۔ اور فصیل کے گرد نیل کا پانی جاری ہے۔ دمنہور تا مین راہ مین بہت سی گاؤن آباد ہین۔ دوسرے روز دوشنبہ کو بصّا مین کشتی کے ذریعے سے رودنیل کو عبور کیا۔ اور رات موضع برمہ مین بسر کی۔ برمہ بڑا گاؤن ہے۔ اُسمین بازار بھی ہے اور ضرورت کا سب سامان ملتا ہے۔ سہ شنبہ کو عید قربان تھی۔ نماز کے واسطے موضع بطندتہ مین جمع ہوئے۔ یہ گاؤن خوب کشادہ منظر ہی۔ اور بھی بہت سے آدمی آگئے۔ خطیب نے نہایت بلیغ خطبہ پڑہا۔ شب کو موضع سُبک مین قیام ہوا۔ راہ مین ایک نہایت خوبصورت گاؤن ملا اُسکو یہانکے لوگ ملیج کہتے ہین۔ راستے بھر ہمین قریب قریب آبادیان اور گاؤن ملتے رہی۔ چہارشنبہ کو صبح کے وقت سب سے زیادہ ایک خوشنما مقام پر گذر ہوا۔ اس کا نام قلیوب ہی۔ اور یہانسے قاہرہ چھ میل ہے۔ اُسکا بازار نہایت خوبصورت اور جامع مسجد بہت نفیس اور وسیع ہی۔ اسکے بعد منیہ مین پہنچے۔ یہ بھی بہت صاف اور پاکیزہ مقام ہے۔ یہانسے چلکر قاہرہ مین داخل ہوئے۔ قاہرہ بہت پر لطف اور نفیس شہر ہے۔ اور آبادی نہایت وسیع ہی۔ آج مقام جیزہ مین دوبارہ کشتی مین نیل کی دوسری شاخ کو عبور کرنا پڑا۔ ۱۱ تاریخ کو عصر کے وقت (۶ر اپریل) بدہ کے دن ہم مصر محروسہ مین

داخل ہوئے - اللہ تعالیٰ یہان ہمین خیر و برکت عطا کرے - اور مقاصد دلی پر کامیاب فرمائے
سرائے ابی الثنا کے دروازے کے اُوپر کے ایک کمرے مین ہم مقیم ہین - یہ سرائے
کوچہ قنادیل مین عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی مسجد جامع کے متصل واقع ہے -

مصر اور قاہرہ کے چند عجائبات

سب سے پہلے زیارات مقدسہ کا ذکر کیا جاتا ہے جنکے باعث یہ بستیان آباد ہین
اُنمین سے ایک عظیم الشان مشہد قاہرہ مین ہے - اس مشہد مبارک مین حضرت سیدنا
حسین ابن علی علیہ السلام کا سر مقدس چاندی کے تابوت مین دفن ہے - تابوت پر
ایسی عمدہ عمارت بنی ہوی ہے جسکا وصف احاطۂ ادراک سے باہر ہے - دیبائے
خالص کی پوشش ہے اور بڑے بڑے ستونون کی طرح چاندی کی لگنون مین سفید بتیان
لگی ہوئی ہین - بعض لگنون پر سونا چڑھا ہوا ہے - چھت مین چاندی کے قندیل آویزان
ہین - اور سونے کے گولے سیبون کی طرح لٹک رہے ہین - عمارت کچھ ایسی خوشنما تعمیر
ہوئی ہے کہ نظر اُس سے جُدا ہونا نہین چاہتی - عمارت مین طرح طرح کے پتھر عجیب و غریب
صنعت کے اور مختلف نقش و نگار کے بہت خوبی سے لگائے ہین - ایک مسجد مین ہو کر
مشہد مقدس مین جانے کی راہ ہے - وہ مسجد بھی اپنی خوبی اور زیبائی مین بےمثیل ہے
مسجد کی دیوارین سنگ رخام کی ہین اور اُنپر طرح طرح کے نقش و نگار ہین - ایسی ہی دو اور
خوشنما عمارتین روضہ مقدس کے دہنے اور بائین ہین - اُن مین سے بھی روضہ مبارک
مین جانیکی راہ ہے - دیبائے نادر کے سب مکانون مین پردے ہین - داخلی کو وقت

سامنے کی دیوار پر ایک سیاہ پتھر لگا ہوا نظر آتا ہے اُسکی چمک ایسی تیز تھی کہ اُسے صیقل شدہ آئنہ ہندی کہتے تھے۔ روضۂ شریف کے گرد بہت آدمی جمع تھے۔ کوئی سنگِ تربت کو بوسہ دیتا تھا کوئی سر جھکاتا تھا۔ کوئی قبر پوش کو آنکھوں سے لگاتا تھا اور کوئی طواف کرتا تھا۔ تمام حاضرین دردناک آواز سے روتے تھے اور روضۂ مقدسہ کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے۔ اُنکی گریہ وزاری سے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے اور پتھر پگھلتے تھے گو ایسے مقدس مقام کی تعریف بشر کے امکان سے باہر ہے تاہم اس مختصر بیان سے اُسکے اوصاف کا استدلال ہو سکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہمنے اس خوبی کا کوئی روضہ اور اس نادر صنعت کی کوئی عمارت ابھی تک نہیں دیکھی۔

آج کی شب ہمنے قرافہ کے قبرستان مین بسر کی۔ یہ قبرستان بھی دنیا کے عجائبات سے ہے۔ اسلئے کہ اُسکے چاردن طرف انبیا علیہم السلام۔ اہل بیت کرام۔ صحابہ۔ تابعین۔ علما زہاد اور اولیا صاحب کرامات مشہورہ کے مزار ہین۔ ہمنے اس مقام کے جسقدر اوصاف سُنے تھے وہ سب مشاہدہ کئے۔ یہان صالح علیہ السلام کے فرزند کا مقبرہ۔ رویل بن یعقوب علیہ السلام کی تربت۔ آسیہ زنِ فرعون کی قبر۔ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مین سے چودہ مرد اور پانچ عورتون کے مزار ہین۔ ہر مزار پر نفیس اور مستحکم عمارتین بنی ہوئی ہین۔ اور حفاظت کے واسطے ملازم مامور ہین اور رات دن دہین رہتے ہین۔ محافظین اور مزارات کے مصارف کے لئے ماہواری وظیفے مقرر ہین۔

تفصیل زیارات ذکور اہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت علی ابن الحسین بن علی۔ حضرت جعفر بن محمد الصادق کے دو صاحبزادے۔ حضرت قاسم بن محمد بن جعفر الصادق بن محمد بن علی زید العابدین اور اُنکے دو صاحبزادے حسن حسین۔ حضرت عبداللہ بن قاسم حضرت یحیی بن قاسم حضرت علی بن عبداللہ حضرت عیسی بن عبداللہ حضرت یحیی بن حسین بن زید بن حسن۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد الباقر بن علی زین العابدین حضرت علی بن حسین کی ذرّیات سے جعفر بن محمد جنکو امام مالک کا غیر حقیقی بیٹا (ربیب) کہتے ہیں۔

تفصیل زیارات اناث اہل بیت رضی اللہ عنہا

حضرت ام کلثوم بنت قاسم بن محمد بن جعفر۔ حضرت زینب بنت یحیی بن زید بن حسن۔ حضرت ام کلثوم بنت محمد بن جعفر الصادق۔ حضرت ام عبداللہ بن قاسم بن محمد۔ حضرت مریم بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مزار بھی لوگ یہیں بیان کرتے ہیں مگر ہمنے نہیں دیکھا باقی سب مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوے۔ صاحب مزارات کے نام پاک قبروں کے کتبوں سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان ناموں کی صحت کی تصدیق روایات متواترہ سے ہو چکی ہے۔

مزارات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی نشان برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ صاحب بردۂ رسول اللہ حضرت ابی الحسن صائغ۔ حضرت ساریۃ الجبل۔ حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق اور اُنکی اولاد۔ حضرت احمد بن ابوبکر الصدیق۔ حضرت اسما بنت ابی بکر الصدیق

حضرت ابن زبیر بن عوام حضرت عبداللہ بن خذافۃ السہمی - ابن حلیمہ سعدیہ برادر رضاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

مزارات آئمہ زہاد رضی اللہ عنہم

سب سے عظیم الشان عمارت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کی ہے - مزار کے سامنے بہت بڑا مدرسہ بنا ہوا ہے - شہر مین کوئی مدرسہ اس وسعت اور خوبی کا نہین ہے چارون طرف پھر کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بجاے خود ایک شہر ہے - تمام ضروریات کے سوا مدرسے مین حمام بھی ہے اور گھڑی بھی لگا دی ہے - مدرسے کی تعمیر مین بیحد روپیہ صرف ہوا ہے اور اُسکے متولی امام عالم وزاہد شیخ نجم الدین خبوشانی ہین سلطان صلاح الدین نے متولی کو اجازت دیدی ہے کہ مدرسے کی زینت اور خوبی کی ترقی مین پوری کوشش کرین اور مصارف کا کچھ لحاظ نہ فرمائین - اللہ اللہ ! یہ بادشاہ امورات دین مین اس بامسمّی ہے - ہمنے اندلس مین شیخ خبوشانی کی تعریف سُنی تھی - اسلئے تبرکاً اُنسے ملنے کو گئے - قاہرہ مین ایک مسجد خاص اُنہین کی ہے وہین ملاقات ہوئی - اُنکے رہنے کا ایک تنگ و تاریک مکان داخل مسجد ہے - تھوڑی دیر بیٹھے پھر رخصت ہوکے چلے آئے شیخ نے ہمارے حق مین دعا کی - اِن بزرگوار کے سوا مصر مین ہم اور کسی سے نہین ملے - اس مقبرے کے علاوہ مزنی صاحب امام شافعی - اشہب اصبغ - اور عبدالرحمن بن قاسم صاحبان امام مالک - قاضی عبدالوہاب - عبداللہ بن عبدالحکم - محمد بن عبداللہ - ابوالحسن دینوری واعظ - بنان عابد - ایک مرد صالح

ملقب بہ صاحب الابریق جنکی کرامتون کے عجیب وغریب واقعات ہین - ابومسلم خولانی
ایک عورت صالحہ جو عینار کے لقب سے مشہور ہے - رؤ باری - محمد بن مسعود
بن محمد بن ہارون الرشید جو سبتی کے لقب سے معروف ہین - مقبل الحبشی - ذی النون
مصری - قاضی الانباری - قبر ناطق جنکے دفن کے وقت آواز آئی تھی - اللھم انزلنی
منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین - ایک نبی بی لبھن کی قبر جسکی زیارت کے وقت
عجیب وغریب کرامتین شہر پر ظاہر ہوئین - صامت جنکی نسبت مشہور ہی چالیس برس
تک خاموش رہے - عصافیری - عبدالعزیز بن احمد بن علی بن حسن خوارزمی - افضل الجوہری
واعظ اُنکے مزار کے سامنے اُنکے مریدون کی قبرین ہین - شیخ ذی النون مصری کے
پیر شقران ایک مرد صالح اقطع المغربی - مقری درّش - طبری - اور شیبان الراعی کی
مزارات ہین - انکے سوا اور بھی بہت سے مزارات اس قبرستان مین ہین - مگر ہمنے
جن مزارات کی زیارت کی ہے اُنھین کے نام لکھے ہین -

قرافہ کے سامنے ایک وسیع میدان مین اُن شہدا کے مدفن ہین جو حضرت سارہ
رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے - صرف قبرون کے نشان بنے ہوے ہین
کوئی عمارت نہین ہے - قرافہ کے کل مساجد اور مقابر مین غربا - فقرا - علما - اور صلحا
مسکن گزین ہین - ہر مقبرے کے واسطے سلطان کی طرف سے مصارف مقرر ہین -
اِسی طرح قاہرہ اور مصر کے کل مدرسون کا خرچ خزانۂ شاہی سے عطا ہوتا ہی - کہتے ہین
اِن مصارف مین دو ہزار دینار مصری جو چار ہزار مؤمینہ[1] کے برابر ہین ماہواری صرف

[1] عبدالمومن والی اندلس کے نام سے اندلس کے دینار مؤمینہ کہلاتے ہے -

ہوتے ہین۔ جامع مسجد عمر بن العاص کی آمدنی تیس ۳۰ دینار روزانہ ہے جو اُسکی درستی مرمت۔ خدام۔ امام۔ اور قاریون کی تنخواہ مین صرف ہوتی ہے۔

قاہرہ مین چار جامع مسجدین ہین اُن مین سے ایک مسجد مین آج کل خطبہ ہوتا ہے خطیب کے خطبہ پڑھنے کا ڈھنگ بالکل سُنّی طریقہ پر ہے۔ صحابۂ کرام۔ ازواج مطہرات عمین مکرمین۔ اور تابعین ابرار کے ذکر و دعا کے بعد مسلمانون کو پند و نصیحت اس خوبی سے کرتا ہے کہ قلبون مین رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگتے ہین۔ عباسیون کی رسم کے موافق خطبہ کے وقت خطیب کا سیاہ لباس ہوتا ہے۔ لباس مین سیاہ کپڑے اور اُسپر سیاہ رنگ کی چادر ہوتی ہے جسکو مغرب الاحرام کہتے ہین اور سیاہ ہی عمامہ ہوتا ہے۔ گلے مین تلوار حمائل کئے ہوئے جب خطیب منبر پر چڑھتا ہے تو منبر کے زینے پر تلوار کی کوٹھی زور سے لگائی جاتا ہے۔ یہ آواز حاضرین کے خموش کرنے کے لئے گویا ایک اشارہ ہے۔ خطیب منبر پر پہنچکر دونون طرف حاضرین کو سلام کرتا ہے اور دو سیاہ نشانون کے بیچ مین جنپر سفید نقاط ہوتے ہین کھڑا ہوتا ہے۔ یہ نشان منبر پر نصب ہوتے ہین۔ خطبہ کے بعد امام عباسی ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن امام ابو محمد الحسن المستضی باللہ بن امام ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ۔ اور ابو المظفر یوسف بن ایوب صلاح الدین اور اُسکے بھائی ابو بکر سیف الدین کے واسطے دعا کرتا ہے۔

قلعۂ سلطان صلاح الدین

اعلیٰ درجہ کی عمارتون مین یہان کا قلعہ بھی ہے۔ یہ قلعہ قاہرہ کے متصل نہایت مستحکم اور پائدار ہے۔ اور سلطان نے اپنے رہنے کے واسطے اسکو پسند کیا ہے قلعہ کی چار دیواری کو اسقدر وسعت دی ہے کہ مصر اور قاہرہ کی آبادیون کو ملا دیا ہے اس عمارت کو رومی قیدی بناتے ہین۔ اور اُنکی تعداد کثیر ہے۔ یہ قیدی پتھر تراش کر زمین پر بچھاتے ہین اور فصیل کے گرد خندق کھودتے ہین۔ پتھر و سنگ تراش کر خندق نہایت صنعت سے بنائی ہے۔ درحقیقت اِن لوگون کے سوا اور کوئی ذریعہ اس عمارت کے بنانے کا نہ تھا۔

علاوہ اس قلعہ کے ایک اور عمارت بھی سلطان کے قیام کی ہے۔ اُسکی درستی وغیرہ بھی اِنھین قیدیون سے متعلق ہے۔ اگر کوئی مسلمان منفعت عامہ کا کوئی کام اِن قیدیون سے لینا چاہے تو سلطان کے ہان سے اجازت ملجاتی ہے اور اجرت نہین دینا پڑتی۔

شفاخانۂ قاہرہ

ان عمارتون کے علاوہ قاہرہ مین ایک بہت بڑا شفاخانہ ہے۔ اُسکی عمارت نہایت وسیع ہے۔ ایک طبیب حاذق جسکو ادویہ کی ترکیب مین پوری دستگاہ ہے اس شفاخانہ کا نگران ہے۔ دواؤنکے انبار لگے ہوے ہین۔ ہر مکان مین مریضون کے سونے اور آرام کرنے کے لئے تخت بچھے ہین۔ طبیب کی ماتحتی مین

ملازمین کی ایک بہت بڑی جماعت اس خدمت پر مامور ہے کہ مریضون کی حالت صبح و شام معائنہ کرکے اُنکے مناسب حال دوا اور غذا پہنچائین۔ اس عمارت کے سامنے ایک اور مکان محض مریض عورتون کے واسطے ہی۔ اُس مین بہت سی عورتین خدمت کے لئے ملازم ہین۔ اِن دونون عمارتون کے قریب نہایت وسیع اور کشادہ ایک دوسرا مکان ہے۔ اُسکے کمرون مین لوہے کی جالیان لگی ہین۔ یہ عمارت دیوانون کے واسطے مخصوص ہی۔ اُن کی خدمت کے واسطے بھی ملازم مقرر ہین۔ اور اُنکے حسب حال دوا اور غذا پہنچاتے ہین۔ سلطان کو اس شفاخانہ کی حالت کا ہمیشہ تجسس رہتا ہی۔ ہر ایک سے دریافت حال کرتے ہین۔ اور محافظین پر تیمارداری اور مستعدی کی تاکید رہتی ہے۔ اِسی وسعت اور انتظام کا ایک شفاخانہ مصر مین بھی ہے۔

جامع مسجد ابو العباس احمد بن طولون

مصر اور قاہرہ کے درمیان مین ایک عالیشان مسجد ہی جسکو مسجد جامع ابو العباس احمد بن طولون کہتے ہین۔ اُسکی عمارت نہایت دلفریب اور مستحکم ہی۔ سلطان نے غرباے مغرب کے رہنے کے واسطے یہی مسجد مقرر کی ہے۔ بہت سے فقیر اُس مین رہتے ہین اور حلقہ و مراقبہ کرتے ہین۔ اِن درویشون کے مصارف کے واسطے ماہانہ وظیفے مقرر ہین۔ ان سب باتون سے عجیب یہ واقعہ ہی کہ اس گروہ کی حکومت بھی خود اُنھین کے سپرد ہی۔ وہ جسکو چاہتے ہین آپس مین اپنا حاکم بنا لیتے ہین اور اپنے

معاملات مین اُنہی کے فتوے پر کاربند ہوتے ہین۔ راتدن نہایت فارغ البالی سے عبادت الٰہی مین مصروف ہین۔ اسلئے جس راہ مین اُنھون نے قدم رکھا ہی اُسکی معاونت کے اسباب سلطان کی عنایت سے اُنھین میسّر ہین۔ اس سے قطع نظر جس مسجد مقبرہ مسافر خانے۔ یا مدرسے مین کوئی شخص آکر ٹھہرے یا قیام اختیار کرے اُسکے مصارف بیت المال سے مقرر ہو جاتے ہین۔ اس سلطان کو اہل اسلام کی خدمت کا از حد خیال ہی۔ ایک خاص عمارت یتیم اور مفلس بچّون کے واسطے بنائی ہے۔ وہان کلام اللہ پڑہانے پر معلّم مامور ہین اور اُنکے معقول وظیفے مقرر ہین۔

رود نیل کا پُل

اس بادشاہ کی اعلیٰ یادگارون مین سے رود نیل کا پل بھی ہی۔ یہ پل مصر کے غرب مین واقع ہی۔ پُل سے سات میل تک مصر کے مقابل نیل کے کنارے ایک مستحکم بند بنایا ہے جو بجائے خود ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہی۔ پل مین بڑی بڑی چالیس محرابین ہین۔ اور پل کا دوسرا کنارہ اُس جنگل سے جا ملا ہے جسمین ہوکر اسکندریہ کو راہ ہے۔ یہ بند اس غرض سے بنایا ہے کہ اگر اسکندریہ پر کوئی حملہ آور ہو اور نیل کی طغیانی سے تمام سطح زمین زیر آب ہو اور فوج کی روانگی ناممکن ہو تو اس بند کے ذریعے سے فوج عبور کر سکے۔ مگر اہل مصر اس پل کی بابت اور ہی پیشین گوئی کرتے ہین اُنکا خیال ہی کہ اسکی تعمیر گویا حدود شرقیہ اور مصر پر موحدین[1] کے

[1] یوسف ابن تاشفین کے عہد مین جو سلاطین اندلس مین المرابطین یا ملثمین مین سے تھا۔ ایک شخص محمد بن تومرت پیدا ہوا جسے کہتے ہین سید تھا۔ اُسنے بہت کچھ علم حاصل کیا اور زہد و تقویٰ اور وعظ و نصیحت مین زندگی بسر کرنے لگا۔ اُسکے بہت سے پیرو ہو گئے اور اُسے مہدی قرار دیا۔ اور عبدالمومن بن علی اُسکا خلیفہ ہوا۔ رفتہ رفتہ جمعیت اُنکی بہت

قابض ہونے کی بنیاد ہے۔

اس پل کے قریب اہرام مصری ہین۔ یہ عمارت بہت مستحکم اور بلند ہے۔ خصوصًا دو مینار نہایت ہی اونچے ہین۔ اُنکی بلندی فضاے آسمانی کو محیط ہی۔ اُن مین سے ایک مینار کا ایک ضلع تین سو چھیاسٹھ قدم ہے۔ اُنھین بڑے بڑے خوشنما ترشے ہوے پتھرونسے بنایا ہے۔ پتھرونکے جوڑ اس کاریگری سے ملائے ہین کہ نہ کوئی درز معلوم ہوتی ہے اور نہ جوڑنے کے مصالحہ کا نشان نظر آتا ہی۔ یون دیکھنے مین اوپر کا حصہ بہت تنگ معلوم ہوتا ہے لیکن ہزار دشواری اوپر چڑھ کر دیکھا تو بہت وسیع اور کشادہ پایا۔ اگر ان مینارون کی عمارت مین کوئی نقصان آجائے تو موجودگانِ عالم اسکی مرمت نہین کرسکتے ان عمارتون کی منشاے تعمیر مین اختلاف ہی۔ بعض کہتے ہین حاد اور اسکے بیٹون کی قبرین ہین اور بعض کچھ اور تعبیر کرتے ہین۔ لیکن واقعہ اصلی پر کسیکو اطلاع نہین ہی۔

بڑے مینارون مین سے ایک مینار مین زمین سے قدآدم بلندی پر ایک دروازہ ہی اُسکے اندر پچاس بالشت مربع کا ایک کمرہ ہے۔ اُسکے وسط مین ایک لمبی چٹان پتھر کی جو فدار بیلہ[1] (گل دان) کی شکل کی لگی ہوئی ہے۔ اسی جوفدار چٹان کو قبر مشہور کرتے ہین۔ ان دو مینارونسے چھوٹے مینار کا ایک ضلع ایک سو چالیس قدم ہی۔ انکے سوا پانچ اور چھوٹے چھوٹے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۔ بڑھ گئی اور تومرت نے اُنکا نام الموحدین رکھا جب یوسف بن تاشفین مرگیا۔ اور اُسکا بیٹا امیر المومنین ہوا فرقہ موحدین نے اُس سے جنگ کی۔ پہلے پہلے شکستین کھاتے رہے۔ بالآخر عبد المومن علی ابن یوسف کو ۵۳۹ھ مین اور اُسکے بھائی اسحٰق کو ۵۴۲ھ مین قتل کیا۔ اور المرابطین کی حکومت اسّی برس کے بعد ختم ہوگئی۔ اور موحدین نے تمام اندلس پر قبضہ کیا۔

[1] غالبًا بیلہ اٹلی کے لفظ پیلا Piala سے معرب ہوا ہی جسکے معنے کٹھلے اور کونڈے کے ہین۔

مینار ہین۔ اُن مین سے تین مینار برابر برابر ہین اور دو مینار ذرا بچے ہوے ہین۔
مینارون سے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر گرجا کی طرح پتھر کا ایک ہول ناک اور بلند بت بنا ہوا ہے
اُسکا منہ میناروں کی طرف ہی اور پشت نیل کے مقابل ہے۔ اُسے یہانکے لوگ ابوالاہوال[۱]
کہتے ہین۔
مصر کی جامع مسجد کی طرح ایک مسجد عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی اسکندریہ مین بھی ہی۔ مالکی مذہب
کے لوگ اُس مین نماز پڑھتے ہین۔ خاص مصر مین ایک ویرانہ کا نشان ہی۔ یہ وہ مقام ہے
جہان سلطنت عبیدیہ کے انقلاب کے وقت ۵۶۴ھ مین بہت عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا
تھا۔ مگر اب اس ویرانہ کا بہت سا حصہ درست ہو کر نئی عمارتین بن گئی ہین۔
مصر بہت قدیمی شہر ہے۔ چارون طرف بکثرت آثار قدیمہ موجود ہین۔ آبادی کے اِدہر
اُدہر بہت سے ٹیلے ہین۔ اُنسے قیاس ہوتا ہے کہ کسی زمانے مین یہ شہر بہت ہی
بارونق اور آباد ہوگا۔ شہر کے غرب مین نیل کے دوسرے کنارے پر جیزہ[۲] نامی ایک بڑا
گانون ہے۔ اس گانون اور مصر کے درمیان مین ایک جزیرہ ہی۔ اُس مین اُونچے اُونچے

---

[۱] اہرام کے قریب ایک بہت بڑا بت ہی جسکو ابوالہول کہتے ہین۔ اسکا سارا دھڑ زمین کے اندر ہے۔ گردن سر اور دونون
ہاتھ ٹیلے ہوے ہین۔ چہرہ پر کسی قسم کا مُرخ روغن ملا ہی جسکی آب اسوقت تک قائم ہی۔ اِن اعضا کی مناسبت سے اندازہ
کیا جاتا ہی کہ پورا قد ساٹھ ستر گز سے کم نہوگا۔ باوجود اس غیر معمولی درازی کے تمام اعضا کی باہمی تناسب مین بال برابر فرق نہین
صبیح اللطیف بغدادی سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپنے دنیا مین سب سے عجیب تر کیا چیز دیکھی؟ اُسنے کہا ابوالہول کے اعضا
کا تناسب۔ کیونکہ عالم قدرت مین جس چیز کا نمونہ موجود نہین اُسمین ایسا تناسب قائم رکھنا آدمی کا کام نہین ہے
(سفرنامہ روم و شام و مصر مولانا شبلی) دراصل یہ یونانیون کی ایک دیبی کی شکل ہی جسکا نام سفنکس Sphinx
ہی۔ عموماً اس دیبی کا سینہ اور سر تو آدمی کا سا باقی دھڑ شیر کا سا ہوتا تھا یون تو اُسکی بہت سی مورتین یونانی
سلطنت مین جابجا ہین مگر سب مین بڑی یہی مورت ہی۔

[۲] انگریزی مین اُسکو گیزہ Geezeh کہتے ہین اور اہرام مصری اسی جگہ ہین۔

مکان اور اُن مین خوبصورت دریچیان ہین۔ یہ جزیرہ محض سیر و تفریح کی جگہ ہے۔ جزیرہ اور مصر کے درمیان مین ایک میل کے قریب لمبی ایک جھیل ہے۔ جزیرہ مین جامع مسجد بھی ہے اور ہر جمعہ کو خطبہ ہوتا ہے۔

نیل کی طغیانی ناپنے کی مقیاس

جزیرہ کی مسجد کے متصل نیل کا پانی ناپنے کا ایک آلہ ہے۔ اِسی آلے سے ہر سال پانی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ دریائے نیل کی طغیانی جون مین شروع ہوتی ہے۔ اگست انتہائی ترقی کا زمانہ ہے۔ اور اکتوبر مین پھر اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ یہ پیمانہ سنگ سفید کا ہشت پہلو ایک عمود ہے اور پانی کے اندر نصب ہے۔ عمود کا طول بائیس ہاتہ (ذراع) ہے اور ہر ہاتہ کے چو مین حصے ہین جنکو انگل کہتے ہین۔ انتہائی طغیانی انیس ہاتہ ہے۔ اتفاقاً کبھی اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ مگر اوسط طغیانی سترہ ہاتہ ہے۔ اس مقدار کو اہل مصر پہلی مقدار سے بہتر سمجھتے ہین۔ جب دریا کی طغیانی سولہ ہاتہ ہو جاتی ہے اُسوقت سلطان زرلگان وصول کرنے کا مستحق ہوتا ہے۔ اس مقدار سے جسقدر پانی بڑہتا جاتا ہے اُسکی بابت روزانہ مبارک سلامت ہوتی ہے۔ روزانہ کی طغیانی کا حساب انگلیون کی شمار پر ہوتا ہے۔ اگر سولہ ہاتہ سے پانی کم رہے تو اُس سال کی پیداوار اور خراج مین سلطان کا کوئی حق نہین ہے۔

کہتے ہین جزیرہ کی آبادی مین حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اُسکی آبادی کے وسط مین چند پتھرون پر نہنگ دریائی کی شکلین بنی ہوئی ہین۔ اُن تصویرون کا یہ تصرف ہے کہ جو رستہ نیل سے گانون کو آتا ہے اُس سے تین میل تک نیچے اُوپر کوئی

نہنگ نظر نہین آتا۔

عبیدیون کے عہد حکومت مین حاجیون پر ساڑھے سات دینار مصری جو پندرہ دینار مومنیہ کے مساوی ہین محصول مقرر تھا۔ اس مواخذہ سے سبکدوش ہونے مین بوجہ سختی۔ نقصان۔ اور ہج مقاصد کے اُن لوگون کو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی کیونکہ بعض کے پاس بقدر زاد راہ کے ہی خرچ ہوتا تھا اور بعض کے پاس اسقدر بھی نہوتا تھا۔ یہ لوگ مقام عیذاب مین روکے جاتے تھے اور ادائے محصول کے واسطے انھین طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے۔ کسیکے فوطہ باندھے جاتے تھے اور کسیکے ساتھ اور حرکات قبیح کیجاتی تھین۔ اور اس سے زیادہ مقام جدہ مین اُن لوگون کو عذاب دیا جاتا تھا۔ جنکے پاس ادائے محصول کی رسید نہین ہوتی تھی۔ مگر اس بادشاہ عادل نے اس رسم بد کو موقوف کرکے اُسکے عوض مین اہل حجاز کا وظیفہ مقرر کیا۔ اور اس کام کے واسطے ایک ضلع کے تمام محاصل وقف کر دیے۔ حجاز تک اس وظیفے کے پہنچانے کا بہت ہی خوب انتظام ہی۔ اور اس مراسلت کا نام میرۃ المکہ والمدینہ رکھا ہے۔ اس قاعدہ کے جاری ہونے سے حجاج کو سفر مین بہت آسانی ہوگئی ورنہ پہلے قاعدے کی وجہ سے یہ سفر قریب الانقطاع ہو چکا تھا۔ اور لوگونکے ارادے سُست ہوگئے تھے۔ اس بادشاہ کے ہاتھون مسلمانون کی آسائش کے بہت بڑے بڑے کام انجام کو پہنچے۔ جنکی برکتین تمام آفاق پر حاوی ہین۔ ہر شخص پر جو حج کو ارکان خمسہ مین سے جانتا ہی اس بادشاہ کی ترقی دولت کی دعا واجب ہی۔

اللہ تعالیٰ اُسے جزاے خیر عطا فرمائے۔

علاقہ مصر مین ہر ادنیٰ و اعلیٰ چیز کی خرید و فروخت پر محصول مقرر تھا۔ یہانتک کہ خوش وقتی ہونے کے سبب سے نیل کے پانی پر بھی محصول تھا۔ اس عہد مین یہ ناموزون رسم بھی موقوف ہوگئی۔ اور عدل و امن کے قواعد جاری ہوئے۔ بادشاہ کی معدلت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ اہل بلاد نے شب خوابی کا لباس پہننا چھوڑ دیا ہے شب کو جو ضرورت پیش آتی ہے بلا تکلف باہر جاتے ہین اور رات کی تاریکی سے کچھ خوف نہین کرتے۔ مصر اور اسکندریہ کے باشندون کی ہمنے بچشم خود یہ حالت دیکھی۔

حالات ماہ محرم ۵۷۹ھ

۲۶۔ اپریل کو نگل کی شب چاند نظر آیا۔ اتوار کے دن ۱ محرم کو (یکم مئی) ہم صبح کے وقت براہ صعید مصر قوص کو روانہ ہوئے۔ راہ مین دریا کے کنارے قریب قریب بہت سے گانون ملتے ہین۔ پہلے روز بائین طرف نیل کے شرقی کنارے پر اسکون نامی گانون ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہین پیدا ہوئے تھے اور یہین اُنکی مان نے اُنھین دریا مین ڈالا تھا۔ اسی طرح ہمارے دہنی طرف نیل کے غربی کنارے پر گانون ملتے ہین۔ دریاے نیل کے دہنے بائین جسقدر راہ مین بستیان ملتی ہین اُن سب کے حالات کچنر کی اس کتاب مین گنجائش نہین ہے۔ اسلئے صرف بڑے بڑے مقامات کے تذکرے پر اکتفا کی۔

دوسرے روز راہ مین ایک بہت پُرانا شہر نظر آیا جسمین زندان یوسف علیہ السلام ہے شہر کی عمارت بالکل منہدم ہوگئی ہے۔ اُسکے پتھر سے قاہرہ مین ایک وسیع اور مستحکم

قلعہ بن رہا ہے۔ اسی جگہ وہ مقام بھی ہے جہان یوسف علیہ السلام نے غلہ جمع کیا تھا۔ کہتے ہین انبار خانہ کی عمارت کھنڈ نکے طرز پر بنی ہوئی ہے۔ اتوار کی شب مین ۱۳ محرم کو منیہ ابن الخصیب قصبہ داہنی طرف دریا کے کنارے ملا۔ قصبہ کی بہت بڑی آبادی ہے۔ بازار اور حمام وغیرہ تمام شہری ضروریات کے سامان موجود ہین۔ آج ہمین مصر سے چلے ہوے آٹھہ روز ہوے۔ راہ مین ہوا کم ہوگئی تھی اسلئے کچہ ٹھہرنا پڑا۔ اس قصبے سے تھوڑے فاصلے پر بائین طرف ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہی یہانکے لوگون کا بیان ہی کہ صحن مسجد مین حضرت خلیل اللہ کی سواری۔ کے چوپایہ کے قدم کا نشان ہی۔ اس مقام سے آگے بائین طرف اَنْصِنا ہی۔ اسکی آبادی وسیع اور خوبصورت ہی۔ اور آثار قدیمہ بھی بہت ہین۔ کسی زمانے مین بہت اچھا شہر تھا۔ اور چار دیواری بہت مضبوط تھی۔ سلطان صلاح الدین نے اُسے توڑ کر پتھر قاہرہ مین منگا لیا۔ دوشنبہ کی صبح کو ۱۴ تاریخ بائین طرف دریا کے کنارے پر جبل المقلہ نظر آیا۔ یہ پہاڑ مصر اور قوص کے بیچ مین ہی۔ مصر سے یہان تک تیرہ منزل (برید[1]) راہ طے ہوئی ہے اور تیرہ منزل اور باقی ہے۔

حائطۃ العجوز

ایک حیرت انگیز دیوار بائین طرف نیل کے مشرقی کنارے پر مصر سے اسوان تک برابر چلی گئی ہے۔ مگر بعض جگہ منہدم ہوگئی ہی۔ اور بعض جگہ باقی ہے۔ اسوان سے

[1] دو فرسخ یا بارہ میل کا ایک برید ہوتا ہی۔

قوص تک صرف آٹھ منزلین باقی رہتی ہین۔ اس دیوار کے باری مین مختلف اقوال ہین اور اُسکو حائط العجوز کہتے ہین۔ غالباً یہ عجوز وہی ساحرہ[1] ہی جسکی نسبت کتاب المسالک والممالک مین لکھا ہی کہ مدّت تک اُسکی حکومت ان ممالک پر رہی ہی۔

اسوقت ایک بھولا ہوا واقعہ یاد آیا

ہمنے اسکندریہ پہنچکر سب سے اول ایک جماعت کثیر کو دیکھا جو رومی قیدیون کو دیکھنے کے واسطے جمع ہوئے تھے۔ قیدی اونٹون پر اُلٹے سوار تھے اور اُنکے پیچھے نقارے بجتے ہوئے شہر مین داخل ہوے۔ اُنکے حالات سُنکر خوف و ہراس سے کلیجہ مُنہ کو آتا تھا۔ یہ قیدی شام کے نصرانیون مین سے تھے۔ اِنھون نے بحر قلزم کے کنارے کشتیونکے واسطے تختے بنوائے اور اُس سامان کو ہمسایہ عربون کے اونٹ کرایہ کرکے ساحل تک لیگئے۔ ساحل پر تختون سے کشتیان بناکر دریا مین ڈالین اور اُن مین سوار ہوکر حجّاج کو لوٹتے ہوے بحر نعم تک پہنچے۔ وہان سوار کشتیون کے قریب جلادین۔ پھر وہانسے عیذاب مین آئے اور حجاج کی ایک کشتی کو جو جدہ سے آتی تھی لوٹ لیا۔ اور ایک قافلہ خشکی کی راہ سے قوص سے عیذاب کو جاتا تھا اُنھی

---

[1] فرعون کے غرق کے بعد حکومت مصر کے واسطے ایک شخص کو منتخب کرنے کا مشورہ ہوا۔ باتفاق لوگون مین سے دلو کر بنت زبا ایک عقیل و فہیم عورت تھی اُسکو حاکم بنایا۔ اسوقت اُسکی عمر ایک سو ساٹھ برس کی تھی اُسنے اس خیال سے کہ یہ ملک نہایت سرسبز و شاداب ہی۔ اطراف کے حکمران طمع کرینگے تمام ملک کے گرد حصار بنایا حصار کے گرد نیل کے پانی کی جھیل بنادی۔ اور حصار مین تین تین میل کے فاصلے پر ایک ایک قلعہ اور ایک ایک میل پر حفاظت کی چوکیان بنائین۔ چوکیون مین گھنٹے لگادیے تاکہ خطرے کے وقت گھنٹا بجادیا کرین اور ان گھنٹون کے ذریعہ سے فوراً دارالخلافت تک اطلاع ہو جائے۔ (خطط و الآثار مقریزی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۹۹)

لوٹا اور قافلے مین سے کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑا۔ دو جہاز سودا گرون کے یمن سے آتے ہوئے لوٹ لئے۔ اور ساحل پر میرۃ المکہ والمدینہ کی جسقدر جنس وغیرہ جمع تھی جلادی غرض کہ ان لوگون نے اس قسم کی بدکاریان اختیار کین کہ نہ اہل اسلام مین سُنین اور نہ رومیون سے ظہور مین آئین۔ سب سے بدتر خباثت اس جماعت کی یہ ہے جسکو کان برداشت نہین کرسکتے۔ اُنکا قصد تھا کہ مدینہ منورہ جاکر حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو ضریح مقدس سے نکال لائین۔ یہ تذکرہ اُنکی زبانون ہی پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی بیباکی کا مواخذہ کیا۔ اور قضا و قدر نے اُنکے مقاصد مین جس معاملہ کو حائل کیا تھا وہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے اُنکو ایک دن کی راہ باقی تھی۔ کہ خداوند کریم نے اُنکی شر کو دفع کیا۔ اصل کیفیت یہ ہے کہ لولو حاجب کی کشتیان جنمین دلیران مغربی سوار تھے اس گروہ سے دو چار ہوئین۔ یہ لوگ ڈیڑھ مہینے سے اس جماعت کی متلاشی تھے۔ اُنکی کشتیان گھیر لین۔ بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کیا قیدیون کی کئی جماعتین بناکر بڑے بڑے شہرون کو قتل کے واسطے روانہ کین عنقریب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو قتل کے لئے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے اسلام اور اہل اسلام کو اس فساد سے محفوظ رکھا۔ اب ہم دوبارہ منازل سفر کی حالات بیان کرتے ہین۔

ہم جبل مقلہ سے گذر کر موضع منفلوط کے قریب پہنچے۔ یہ موضع دہنی طرف مغربی کنارے پر ہے۔ موضع مین بازار وغیرہ اور تمام ضرورت کی سامان موجود ہین۔ کل صعید مصر مین

اسکے مقابل کوئی سرسبز و شاداب مقام نہین ہی۔ گیہون بہت عمدہ اور وزنی ہوتا ہی اور مصر کو بکثرت جاتا ہی۔ اسکے آگے مغربی کنارے پر اسیوط[1] ہی۔ یہ شہر نہایت خوش منظر اور صعید کے مشہور مقامات مین سے کنارے سے تین میل کے فاصلے پر ہی۔ چاردیواری بہت بلند اور مستحکم ہی اور شہر کے چارون طرف خرمے کے باغات ہین۔ اسی کنارے پر ابی شیخ نامی ایک مقام ہے اُسمین بھی بازار موجود ہے اور تمام شہری سامان میسّر آتا ہے۔ اسکے آگے شرقی کنارے پر اخمیم[2] شہر ہے۔ یہ جگہ نہایت پرانی اور بارونق ہی اور اُسمین ذی النون مصری اور ایک مرد صالح داؤد نامی کی مسجدین ہین۔ لوگ اُنکو متبرک جانتے ہین۔ ہفتہ کے دن ۱۹ محرم کو ہمنے بھی تبرکاً ان مسجدون مین نماز ادا کی۔ شہر مین قبطیون کے آثار قدیمہ بہت ہین۔ ذمی قبطیون کے عبادت خانے اب بھی معمور و برقرار ہین۔ عبادت خانون کی عمارتین قابل دید ہین۔ سب سے بڑی عمارت بربا نامی گرجا کی ہی۔ شہر کے شرقی حصے مین یہ گرجا واقع ہی۔ اور دنیا کے بڑے گرجون مین شمار ہوتا ہے۔ اُسکا طول دو سو بیس ہات اور عرض ایک سو ساٹھ

---

[1] انگریزی مین تین طرح لکھا جاتا ہی۔ Asiout - Ossyut - Assyut عربی مین مع الف اور بغیر الف دونون طرح درست ہی۔ اعلاے صعید مصر کا ایک شہر دریاے نیل کے بائین کنارے پر آباد ہی۔ اب ریل بھی جاری ہوگئی ہے۔ ریل کی وجہ سے اب بولاق سے ۲۲۹ میل کا فاصلہ ہی۔ آبادی ۲۵ ہزار کے قریب ہی۔

[2] انگریزی مین اکھمین اور اخمین Akhmin - Ekhmin لکھتے ہین۔ اعلاے صعید مصر مین دریاے نیل کے داہنے کنارے سے تھوڑے فاصلے پر اور سہاگ سے دو مین میل اوپر یہ شہر واقع ہی۔ تین اور چار سو کے درمیان مین آبادی ہی۔ چند مسجدین اور دو قبطی گرجا ہین۔ شہر سے باہر دونون گرجا ہین جنکو ہمارے سیاح اور دیگر عربی مورخون نے بربا لکھا ہی۔ اسکی جمع پرابی آتی ہی۔ بربا قبطی زبان مین آثار قدیمہ کو کہتے ہین۔ اسکا قدیمی نام چنوپولیس ہی (دیکھو جام جم دانسائکلوپیڈیا)

ہات ہے - عمارت کے اندر پتھر کے چالیس ستون ہین - اور ہر ستون کا محیط پچاس بالشت ہی - دو ستونونکے درمیان مین تیس ۳۰ بالشت کا فاصلہ ہی - بلندی نہایت موزون اور استحکام بے نظیر ہے - تراش و خراش مین یہ صناعی کی ہے گویا سانچے مین ڈہالا ہے - سب ستونون پر لاجوردی رنگ کا کام ہے - اور دیوارین اُوپر سے نیچے تک طرح طرح کے نقوش سے آراستہ ہین - اور اُنکا آثار اٹہارہ بالشت ہی - دو دو ستونونکے درمیان مین محراب کی جگہ پتھر کی چٹانین جہین بالشت طویل دس بالشت عریض اور آٹہہ بالشت کی موٹی لگائی ہین - چہت بالکل پتہر کی ہے - مگر اس خوبی سے جڑی ہے کہ ایک ڈال چٹان کی معلوم ہوتی ہے - چہت مین بھی نقش و نگار اور تصویرین بہت خوب بنائی ہین - دیکھنے والے کو لکڑی کی منقش چہت کا دہوکا ہوتا ہے ہر پتھر مین نئی قسم کی تصویر ہی - کہین کہین اس صنعت سے پرندون کی تصویرین بنائی ہین کہ گویا پر کہولے ہوئے اُڑنے کو تیار ہین - بعض پتھرون مین خوبصورت انسانون کی شبیہین ہین - کسیکے ہاتہ مین ہتہیار ہے - کسیکے ہاتہ مین پیالہ ہی - کوئی پرند لئے ہوئے ہے - کوئی تصویرین دیکھ رہا ہے - اور کوئی اشارہ کر رہا ہے - غرض کہ ہر تصویر اصلی معلوم ہوتی ہے - عمارت کے اندر باہر اُوپر نیچے اسقدر تصویرین ہین جنکی تفصیل کی عبارت مین گنجائش نہین ہے - اِن تصویرون مین بعض مہیب تصویرین انسانی شکل کے خلاف بھی ہین جنکو دیکہکر خوف و عبرت پیدا ہوتی ہی - اس عمارت مین بال برابر جگہ تصویر یا نقش و نگار سے خالی نہین ہے - حقیقتاً جسطرح اس

سخت پتھر مین نقاشی کی ہے ویسی نرم لکڑی مین بھی ہونی دشوار ہے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تصاویر کی ترتیب و زینت کے واسطے ایک زمانۂ دراز درکار ہے اس عمارت کے بالائی حصے مین بھی اس قسم کے پتھر لگائے ہین۔ اُسکی بلندی اور رفعت سے عقل حیران ہوتی ہے۔ گرجا مین مکانات۔ آمد و رفت کی راہین اور اوپر چڑھنے کی سیڑہیان اس کثرت سے ہین کہ اگر چند آدمی اندر جاتے ہین تو ایک دوسرے سے بچھڑ جاتے ہین اور بغیر آواز دیے باہم جمع نہین ہو سکتے۔

غرضکہ یہ عمارت عجائبات دنیا سے ہے اور اُسکی تعریف احاطۂ تقریر سے باہر ہے۔ اس مختصر بیان کو اُسکے اوصاف کا ایک ادنیٰ نمونہ سمجھنا چاہیئے۔ ناظرین اس تحریر کو مبالغہ پر محمول نکرین۔ کیونکہ کوئی کیسا ہی سحبان بیان ہو مگر اس عمارت کی تعریف سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا۔

صعید کے بڑے بڑے مقامات مین مثل اخمیم۔ منیہ ابن الخصیب اور قوص وغیرہ کے حجاج اور دیگر مسافر و نیز محصول کے سبب سے جو جو سختیان ہوتی ہین اُنکا بیان نہایت ہی مکروہ ہے۔ جابجا جہاز روکے جاتے ہین۔ اُنکی تلاشی ہوتی ہے۔ لوگونکی بغلین اور کمرین ٹٹولتے ہین قسمین دیجاتی ہین۔ ان سب صورتون مین ظاہر ہے کہ حجاج کی کمال توہین اور رسوائی ہے۔ لیکن یہ ساری خرابیان اس وجہ سے ہین کہ سلطان کو ان امور کی اطلاع نہین ہے۔ اگر اُسے خبر ہوتی تو یہ قبیح رسمین ہرگز باقی نہ رہتین اور محصول لینے والونکا پورا انداز کرتا۔ اسلئے کہ سلطان نے اس سے بہت بڑے بڑے نازیبا امور کو بیخ

موقوف کردیا - حق یہ ہے کہ ایسی قوم پر جہاد واجب ہی - جو مسافران راہ خدا پر جور و تعدی کرتے ہین - اگر خوش نیتی سے انتظام کیا جائے - اہل مقدرت سے خوش اسلوبی کے ساتہ محصول لین - غربا سے جنکے ساتہ سلوک کرنا واجب ہی تعرض نہ کرین بلکہ انکی جان و مال کی حفاظت مین ساعی رہین تو محصول کی آمدنی مین فراوانی اور آسانی ہو جائے اور اُس بادشاہ پر بھی کوئی الزام نہ آئے جسکا عدل و داد ایک عالم کو محیط ہی -

یہ کیسی بُری بات ہی کہ کچہ سرکش لوگ ہاتھون مین دستے دار سوٹے لیئے ہوے جہاز پر تجسس کے واسطے چڑہ آتے ہین - اور ہر ایک خورجی اور گٹھری مین سوٹے چبہو چبہو کر دیکہتے ہین کہ سوائے سامان زاد راہ کے اور کوئی چیز تو نہین ہے - تلاشی لینے والون پر اکثر احادیث مین لعنت کی گئی ہے - اور اللہ تعالی نے تلاشی کو منع فرمایا ہے - مگر ان لوگون پر افسوس ہے کہ مہمات خلائق پر مامور ہین اور مومنین کی بلا رضامندی اُنکے اسباب کو دیکہنے کی کوشش کرتے ہین - اُمید ہی کہ اللہ تعالی اُنھین ایسے عادل بادشاہ کے ہاتہ سے اُنکے اعمال کی سزا دلائے -

قصہ کوتاہ اخمیم کے آگے ایک مقام منشاۃ السودان نیل کے غربی کنارے پر ہمین ملا - یہ گاؤن خوب آباد ہے کہتے ہین کسی زمانے مین بہت بڑا شہر تھا - اُسکے سامنے پہر کا ایک بہت بلند بند بنا ہوا ہے - نیل کا پانی بند سے اونچا نہین ہوتا ہے - اور گاؤن سیلاب سے محفوظ رہتا ہے - تھوڑی دور اور آگے اسطرف یعنی غربی کنارے پر ایک اور خوش قطع آبادی ہے - اُسکا نام بُلینہ ہے اور یہانسے قوس چار منزل ہی - اسکے آگے شرقی

کنارے پر دشنہ نامی ایک مقام ہے آبادی کی شہر پناہ پختہ ہے اور ہر قسم کا شہری سامان ملتا ہے۔ یہانسے قوص دو منزل ہے۔ اِسکے آگے ایک خوش منظر شہر نیل کے غربی کنارے پر ملتا ہے۔ کنارے سے بہت قریب ہے اور اُسکا نام بَدْنْدَرَہ ہے۔ خرمے کے درخت کثرت سے ہین۔ یہان کا خرما تمام صعید مصر سے بہتر ہوتا ہے قوص یہانسے ایک منزل ہے۔ اس شہر کا گرجا خیم کے گرجے سے بھی بڑا ہے اور یہانکے لوگ اُسے بربا کہتے ہین۔ یہانسے تھوڑے فاصلے پر نیل کے شرقی کنارے شہر قِفا ہے۔ صعید کے نادر شہرون مین محسوب ہوتا ہے۔ عمارتین بہت خوش وضع اور پر فضا ہین۔ یہان عورتین گھرونسے باہر نہین نکلتی ہین۔ گلی کوچون مین ہمنے کوئی عورت نہین دیکھی۔ یہی کیفیت مقام دشنہ کی عورتون کی سُنی جاتی ہے۔ نیل کے اسی شرقی ساحل پر قفط کنارے سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ شہر بھی خوشنما اور خوش قطع ہے۔

۲۴ محرم کو (۱۹ مئی) جمعرات کے دن ہم قوص مین داخل ہوے۔ دریا مین ہمنے اٹھارہ دن سفر کیا اور اُنیسوین روز قوص مین پہنچے۔ یہ شہر بہت آباد ہے۔ بازار نہایت پاکیزہ اور مکانات خوب کشادہ ہین۔ حجاج کی آمد و رفت کا یہ خاص مقام ہے۔ یمن۔ ہند۔ اور حبش کے تاجرون کی فرودگاہ ہے۔ مغرب۔ مصر اور اسکندریہ کی حجاج کے ملنے کی جگہ ہے۔ تمام قافلے یہین ٹھرتے ہین۔ اور پھر یہانسے عیذاب کو جاتے ہین ہم یہان ابن العجمی کی سرائے کے سامنے پڑاؤ مین مقیم ہین۔ یہ سرائے شہر کے باہر ہے۔

حالات ماہ صفر ۱۲۷۹ھ

بدھ کی شب کو (۲۵ ربیع) صفر کا چاند نظر آیا۔ ہنوز ہم قوص مین مقیم ہین اور سفر عیذاب کا بندوبست کر رہے ہین۔ دوشنبہ کے دن ۱۳ صفر کو (۶ جون) ہمنے اپنا اسباب شہر کے سامنے ایک کھلے میدان مین نکال کر رکھا۔ میدان کے چارون طرف خرمے کے درخت ہین۔ حجاج کے قافلے جمع ہونے کی یہی جگہ ہے۔ یہان اسباب کو درست کر کے مضبوط باندھتے ہین۔ اور تولنے کی چیزین وزن کر کے سارباتون کے سپرد کر دیتے ہین اسکے بعد یہانسے کوچ ہوتا ہے۔ عشا کی نماز کے بعد یہانسے کچھ آگے بڑھ کر کنوین کے کنارے جسکا نام حاجز ہے قیام کیا۔ منگل کی صبح کو کچھ ساربان جنکے گھر یہانسے قریب ہین۔ اپنی ضرورتون کی وجہ سے گھر ڈیرہ کو گئے اسلیے آج یہان قیام کرنا پڑا۔ ۱۵ صفر کو بدھ کی شب مین خسوف کامل ہوا اور اول شب سے سونے کے وقت تک برابر رہا۔ بدھ کو ہمنے قاع الصفاع کی طرف کوچ کیا اور رات محط الرحال مین بسر کی۔ یہ مقامات جنگل مین ہین اور امنین سے کوئی آباد نہین ہے۔

پنجشنبہ کی صبح کو ایک کنوین کے کنارے مقام ہوا۔ یہ کنوان عبیدین یعنی دو غلاموں کے نام سے منسوب ہی۔ سنا ہی وہ دونون غلام غلبۂ تشنگی سے اس کنوین تک پہنچتے پہنچتے مر گئے تھے۔ انکی قبرین اسی جگہ ہین۔ ہمنے یہانسے تین روز کا پانی بھر کر ۱۸ صفر کو جمعہ کی صبح سے صحرا کو طے کرنا شروع کیا۔ جہان رات ہو جاتی تھی وہین قیام کر دیتے تھے عیذاب اور قوص کے آنے جانے والے قافلو نسے تمام پڑاؤ بھرا جاتا تھا اور ہر قسم کا

امن وامان تھا۔ دوشنبہ کو ن ۱۲ صفر کو دنقاش مین ایک کنوین کے قریب قیام کیا۔ اس کنوین سے اسقدر انسان وحیوان سیراب ہوتے ہین جنکا شمار بیان سے باہر ہے۔ اس صحرا کا سفر بغیر اونٹ کے دشوار ہے اسلئے کہ اونٹ کو پیاس کی بہت برداشت ہی۔ اونٹ کی سواری مین سب سی بہتر شُقدُف ہی۔ وہ چوڑی خورجی کی طرح ہوتا ہے۔ اور دو دو شقدف باہم مضبوط رسیون سے باندھکر اونٹ پر کھینچ دیتے ہین۔ اُوپر ایک پردہ ہوتا ہے جس سے چارون گوشے ڈھکے رہتے ہین۔ اور اُسکے سایہ مین آفتاب کی تمازت سے بچاؤ رہتا ہی۔ اسیطرح دوسرے حصے مین دوسرا شخص سایہ مین تکیہ لگاکر بیٹھا رہتا ہی۔ دونون آدمی آپسمین ضروری چیزون کا لین دین باسانی کرسکتے ہین۔ کلام الٰہی کی تلاوت بھی کرتے ہین۔ تفریح کے واسطے شطرنج کھیلنا چاہین تو یہ بھی ممکن ہے۔ غرضکہ یہ سواری تکالیف سفر سے بہت راحت دینے والی چیز ہے۔ جو مسافر اپنے اسباب کے اونٹون پر سوار ہوتے ہین اُنھین دھوپ کی شدت سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ القصہ اس کنوین پر بہت ہجوم تھا۔ قبیلہ قضاعہ کی شاخون مین سے قبیلہ بُلَیّ کے چند ساربان عیذاب کو جانے والے قافلے کے ہمراہ یہان اُترے ہوئے تھے اُنسے اور قوم اغزاز کے چند ترکون سے پانی پر بہت جھگڑا ہوا۔ فساد کی نوبت آگئی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس قضیہ کو بعافیت دُور کیا

قوص سے عیذاب کو دو راستے جاتے ہین۔ ایک وہ جسے ہم طے کر رہے ہین یہ راہ بہت سیدھی ہی اور اسے عبدین کہتے ہین۔ دوسری راہ قفط کے نام سے مشہور ہے

فی نیل کے کنارے ایک گاؤن ہے۔ یہ دونون راہین دنقاش کے قریب ملتی ہین۔ اور انکا دوسرا میل شاغب ہین دنقاش سے ایک منزل آگے ہوتا ہی۔ رات کو اُنھون نے کا پانی بھر کر دنقاش سے کوچ کیا۔ چہارشنبہ کو دن ۲۲ صفر کو زوال سے قبل شاغب مین پہنچے۔ پہلے یہان تھوڑا پانی تھا اسلئے لوگون نے دوبارہ اُسے کھودا ہی۔ مگر تھوڑا ہی کھودنے سے پانی خوب ہوگیا ہے۔ پنجشنبہ کی صبح کو یہانسے تین روز کے خرچ کا پانی لیکر بامتان کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسری راہ سے ایک مقام[1]... یہانسے ایک ہی منزل ہی مگر اُسکا بہت کھاری پانی ہے۔ اور اونٹون کے واسطے دشوار گذار راہ ہے۔ اسلئے اُسکو چھوڑدیا۔ ۲۶ صفر کو اتوار کے دن زوال سے پہلے بامتان مین پہنچے۔ آج مینے کلام الٰہی کے حفظ کرنے سے فراغت پائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔ یہانکے کنوین کو اللہ تعالیٰ نے خاص برکت عطا فرمائی ہے۔ تمام راہ کے کنوؤنسے شیرین ہے۔ پانی بہت کثرت سے نکلتا ہی۔ سب آدمی اور تمام اونٹ رستی بھر کے ایسے پیاسے کہ ٹھرکو منہ لگائین تو ایک قطرہ نچھوڑین۔ اُس سے سیراب ہوتے ہین قافلون کی آمدورفت کی یہ کثرت ہی کہ راہ مین ہرچند ہمنے اُنکی شمار کا اہتمام کیا مگر کامیاب نہوئے۔ خصوصًا عیذاب کی طرف سے آنے والے قافلون کی بہت کثرت تھی جو یمن اور ہند سے اسباب لاتے ہین۔ اکثر اونٹون پر سیاہ مرچین لدی ہوئی تھین اُنکی افراط سے خیال ہوا کہ شاید وہان مرچون کی قیمت مٹی سے بھی کم ہے۔ تعجب کی

[1] عربی کے مطبوعہ نسخہ مین مقام کا نام نہین لکھا ہی۔ غالبًا اصل کتاب مین اتو مٹا ہوا ہوگا یا نسخہ دیمک خوردہ ہوگا۔

بات تو یہ ہے کہ اونٹون کی ماندگی کے سبب سے اکثر لوگ مرچین وغیرہ سامان سرراہ ڈال جاتے ہین اور پھر اگر صحیح سالم اٹھالیجاتے ہین۔

دوشنبہ کی صبح کو یہانسے کوچ کرکے مقام مجاج مین پہنچے۔ یہانسے چار روز کا پانی بھرکر شنبہ کو بعد زوال موضع عشار کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مقام سے ایک منزل آگے عیذاب ہی۔ یہانسے ہماری راہ کشادہ میدان مین ہے۔ یہ میدان ریگستان ہی اور بحر جدہ تک چلا گیا ہے۔ دہنے بائین جہانتک نظر جاتی ہے ریت ہی ریت نظر آتا ہے۔ عیذاب تک اسی ریگستان مین چلنا ہوگا۔

حالات ماہ ربیع الاول ۱۲۷۹ھ

شب جمعہ کو (۱۴ جون) چاند دکھائی دیا۔ ہم ابھی عیذاب سے تین منزل دور اسی میدان مین ہین۔ جمعہ کی صبح کو عشار مین داخل ہوئے۔ یہان عشر (مدار) کے درخت بکثرت ہین۔ اسکے درخت ترنج کی طرح کے ہوتے ہین۔ مگر کانٹا نہین ہوتا۔ یہان پانی ایک گڑھے مین ہی اور خوب شیرین بھی نہین ہے۔ ہمنے جاکر دیکھا تو ریت نے تمام سطح آب کو چھپالیا تھا۔ ساربانون نے اسکی درستی اور پانی نکالنے کا انتظام کیا۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہوی اور کل قافلے مین پانی ختم ہوگیا۔ مجبور ہوکر اسی روز ہفتہ کی شب مین کوچ کیا۔ ہفتے کے دن زوال سے پہلے مقام خبیب مین پہنچے۔ عیذاب یہانسے سامنے نظر آتا ہے حوض کی طرح یہان ایک بہت بڑا کنوان ہی اور تمام قافلے اور آبادی کو پانی دیتا ہی۔ یہانسے روانہ ہوکر عشا کے وقت عیذاب مین داخل ہوئے۔

عیذاب بحر جدہ کے کنارے آباد ہے۔ شہر پناہ نہین ہی۔ مکانات اکثر خس پوش ہین مگر اب پختہ عمارتین شروع ہوگئی ہین۔ دنیا کی مشہور بندرگاہون مین یہ بندر ہے۔ ہند اور یمن کے جہاز حجاج کی وجہ سے بکثرت آتے ہین۔ ریگستان کے سبب سے یہان کوئی چیز پیدا نہین ہوتی۔ کل ضرورت کی چیزین باہر سے آتی ہین۔ لیکن یہانکے باشندے حجاج سے بہت آسائش ہی۔ اسلئے کہ اُنکے ساتھ خورد و نوش وغیرہ ہر طرح کا سامان ہوتا ہے۔ اور حجاج کے مال پر بھی بہت کم محصول لیا جاتا ہے۔ اسکے سوا جو جہاز جدہ کو آتے جاتے ہین اُنکے کرایہ کی آمدنی بھی ہے اور اُس سے اُنھین بہت کچھ مل رہتا ہے جس شخص کے پاس ایک یا دو جہاز ہین وہ بڑا مرفہ الحال ہے۔ ہم یہان ایک حبشی ہیج نامی کے مکان مین مقیم ہین۔ یہ لوگ یہان ساربانی کرتے ہین مگر بڑے قزاق اور ڈکیت ہین۔ اُنکے ہاتھون ہزارون آدمی۔ جہاز۔ اور مسافرخانے تباہ ہوتے ہین۔

یہانسے قریب ہی چند جزیرون مین موتیون کا معدن ہے۔ غوطہ خور کشتیون مین جاتے ہین اور جو کچھ قسمت سے ملتا ہی نکال کر لاتے ہین۔ موتی نکالنے کا زمانہ جون اور جولائی ہے۔ اس زمانے مین جو موتی نکلتے ہین نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہین۔ یہ معدن بہت عمیق نہین ہے۔ اُسمین سے سیپ زندہ نکلتی ہے گویا ایک قسم کی مچھلی ہے۔ شکل و شباہت مین کچھوے سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ جب اُسے شگاف کرتے ہین تو دو لب اندر سے چاندی کی ڈبیا کی طرح نظر آتے ہین۔ اور اُس مین سے موتی کا دانہ گوشت مین لپٹا ہوا نکلتا ہی۔ یہ دانے حسب مقدر ہر شخص وہانسے لاتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایسی بستی سے جہان کوئی رطب و یابس چیز میسّر نہین آتی یہانکے باشندہ بڑا اُنس ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت ہے کہ اُسنے وحشیون کو بھی حُبِّ وطن عطا کیا ہے۔ جدّے سے عیذاب کو آنے مین ایک سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے ہوا کے زور سے بہت سے جہاز عیذاب کے جنوب مین ریگستانی ساحلون پر جا لگتے ہین وہان قریب کے پہاڑون مین وحشیون کی ایک جماعت رہتی ہے جنکو بُجاۃ کہتے ہین یہ لوگ اپنے اونٹ لیکر وہان پہنچتے ہین اور کرایہ وغیرہ ٹھہراکر اونٹون پر سوار کراکے ایسی راہ سے عیذاب کو لاتے ہین جہان پانی نہین ملتا ہے آخر وہ بیچارے شدّت تشنگی سے مرجاتے ہین۔ اور مسافرون کا مال و اسباب اُنکے ہتے چڑھتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ پاپیادہ اس راہ کو اختیار کرتے ہین اور راہ بھول کر پیاس کے صدمے سے مرجاتے ہین۔ اگر کوئی شخص اس مہلکہ سے بچ کر عیذاب تک پہنچ بھی جاتا ہے تو صورت سے یہ معلوم ہوتا ہے گویا ابھی قبر سے اُٹھکر آیا ہے۔ ہمنے ایسے لوگو نکو عیذاب مین آتے ہوے دیکھا۔ اُنکی صورتین بالکل مسخ ہوگئی تھین جنکو اللہ تعالیٰ اس بلاے ناگہانی سے بچاتا ہے اُنکا جہاز سیدہا عیذاب کے ساحل پر آتا ہے۔ مگر ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ اس خودسر دریا مین چلنے والی جلّاب نامی کشتیان نئی قسم کی ہوتی ہین لوہے کی کیلین اُنمین بالکل نہین لگاتے ہین۔ ناریل کی چھال کو کوٹ کر رسّی بناتے ہین اور اُس رسّی کو لکڑی کی میخون سے تختون کے سوراخون مین ڈالکر سب کو خوب جکڑکر کشتی بنالیتے ہین۔ پھر اُسکو انڈی یا قرش کے تیل سے چکنا کرتے ہین۔ قرش ایک بڑی

قسم کی مچھلی کا نام ہے جو دریا کے ڈوبے ہوئے بکھ کو نگل جاتی ہے۔ کشتی کی یہ ترکیب اسلئے ہے کہ دریا کی تہ مین بہت سی پہاڑیان ہین وہ کشتی کی رفتار مین حارض ہوتی ہین - تیل کی وجہ سے کشتی کی لکڑی نرم اور چکنی رہتی ہے اور یک بیک خفیف صدمے سے نہین ٹوٹتی - اِس دریا مین کیلون والی کشتی کا چلنا محال ہے۔ کشتی کی لکڑی اور ناریل کی چھال ہند اور یمن سے آتی ہے۔ اور اُسکے بادبان مقل (گوگل) کے پتون کے بُنے ہوئے ہوتے ہین - یہ بھی ایک حسن اتفاق ہی کہ سر سے پا تک اس کشتی کی ترکیب نہایت موزون واقع ہوی ہے۔ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا یہ ایک نمونہ ہے کہ ایسی پُرخطر حالتون مین بھی وہ اپنی مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے۔ اہل عیذاب کشتیون مین اسقدر آدمی بھرتے ہین کہ آدمی پر آدمی سوار ہوتا ہے اور کشتیان کُرٹکلون کی طرح بھر جاتی ہین - دریا کے نشیب و فراز کا کچھ خیال نہین کرتے کرایہ کی حرص مین لوگونکو اس تہلکہ مین پھنساتے ہین اور اسی کوشش مین رہتے ہین کہ ایک ہی پھیرے مین کشتی کی قیمت وصول ہو جائے۔ بلکہ اُنکا یہ قول ضرب المثل ہے۔ "تختون کی ہماری ذمہ داری ہے اور جانون کی تمہاری" سب سے پہلے جہاد کے قابل یہی آبادی ہے۔ جس کسیکو شام اور عراق کی راہ سے بغدادی قافلے کے ہمراہ آنا ممکن ہو تو بہتر ہے کہ اس بستی کی صورت نہ دیکھے۔ اگر آتے وقت اسکا انتظام نہو سکے تو واپسی مین ضرور امیر حاج بغداد کے ہمراہ جائے۔ پھر بغداد سے مکّے کو اور وہان سے اسکندریہ یا صقلیہ وغیرہ کو جائے۔ اور کیا عجب ہی کہ اُسے کوئی جہاز روم سے سبتہ

دغیرہ کو جاتا ہوا بھی ملجاتے۔ عیذاب کی مصیبتونسے اس گردش مین مسافت کثیرہ طے کرنی بہتر ہے۔

اس نواح کے باشندے سودانی جنکو بُجاۃ کہتے ہین اکثر جانورون سے بدتر ہین نہ اُنکا کوئی دین ہے اور نہ مذہب ہی۔ اظہار اسلام کے واسطے صرف کلمہ توحید جانتے ہین۔ اِسکے سوا اُنکے تمام عقائد اور اخلاق فاسد اور ناپسندیدہ ہین اس قوم کے زن و مرد سب برہنہ پھرتے ہین۔ ستر عورت کی قدر فقط ایک کپڑا ہوتا ہے اور اکثر کے پاس اتنا بھی نہین ہوتا۔ اُنکا حاکم اسی قوم مین سے قریب ہی ایک پہاڑ مین رہتا ہے۔ کبھی کبھی اظہار اطاعت اور حصول قربت کے واسطے والیِ عیذاب کے پاس بھی آتا ہے۔ سوائے بعض کے کل مفاد اس آبادی کے اسی حاکم کو ہین غرض کہ یہ وہ قوم ہے جن مین کوئی بھی اخلاق نہین ہے۔ اور نہ اُنپر لعنت کرنے سے کوئی گناہ ہے۔

دوشنبہ کے دن ۲۵ ربیع الاوّل (۱۸ جولائی) کو ہم کشتی پر سوار ہوے۔ ہوا کے سکون اور خلاصیون کی عدم موجودگی کے سبب سے یہ تمام دن لنگرگاہ مین گذرا۔ منگل کی صبح کو جدّے کی طرف روانہ ہوے۔ عیذاب مین ۲۳ روز بڑی سختی اور مصیبت سے بسر کیے۔ اور غذا کی ناموافقت کی وجہ سے کچھ طبیعت بھی ناساز رہی ایسے مقام مین جہان کل چیزین یہانتک کہ پانی بھی باہر سے آئے وہان طبیعت کا صحیح رہنا محال ہے۔ ہمنے اپنے قیام کا یہ زمانہ بدن کو جھلسانے والی ہوا اور معدے

کو معطل کرنے والے پانی پر بسر کیا۔ کسی نے اس آبادی کی شان میں سچ کہا ہے
مصرع۔ آب او جملہ جحیم است و ہوایش چو جحیم۔ راہ خدا میں جسقدر سختیاں پیش آتی
ہیں انمیں سب سے بڑی مصیبت اس جگہ کا آنا ہے۔ اور حجاج جسقدر ان مصائب
پر صبر کرتے ہیں انکا اجر اور زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً یہاں کی مصیبتیں انمیں اور بھی
مستحق ثواب کرتی ہیں انمیں وجہ سے اس آبادی کی لوگ مذمت کرتے ہیں یہانتک
کہ اُسے زندان سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس راہ کے بدلے
حجاج کے لئے کوئی دوسری راہ صاف فرمائے۔ جو راہ مصر سے مدینہ منورہ کو آیا ہے
کی گہائی میں ہو کر گئی ہے۔ وہ بہت قریب ہے۔ دریا اس رستے کے دہنی طرف اور
جبل طور العظم بائیں طرف رہتا ہے لیکن اسکے قریب فرانسیسیوں کا ایک قلعہ ہے
وہ راہ چلنے کے مانع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُن پر نصرت عطا فرمائے۔
منگل اور بدھ کے روز ہمارا جہاز سست ہوا کے ساتھ برابر چلتا رہا۔ جمعرات کو عشا
بعد مشرق کی طرف حجاز کی سمت بجلی چمکتی نظر آئی۔ اسکے بعد ابر گھر آیا۔ تمام افق پر تاریکی
چھا گئی اور ہوا تیز ہو گئی۔ ہوا کے باعث جہاز اُلٹا بھنے لگا۔ تاریکی کی وجہ سے ستون
کی بھی تمیز نہ رہی۔ بادبان ستول سے گر گیا اور ستول آڑا ہو گیا۔ یہ رات یاس و
ہراس میں بسر ہوئی اور بحر فرعون نے اپنے اوصاف دکھلائے۔ تھوڑی دیر میں
ایک آدھ تارا نظر آیا اور اُسکے ذریعہ سے کچھ رستے کا پتا چلا۔ صبح کے قریب
اللہ کی عنایت سے ہوا تھم گئی۔ ابر چھٹ گیا۔ اور مطلع صاف ہو گیا۔ دن میں مشرق

کی طرف سے حجاز کی پہاڑیان نظر آئین ناخدا (رنبان) کا بیان ہے کہ ان پہاڑیون اور حجاز کے درمیان مین دو منزل کا فاصلہ ہے۔ ہمارا جہاز دن بھر بہت دھیمی ہوا کے ساتھ چلتا رہا۔ راہ مین بہت سی گہاٹیان پانی کے اندر ملین جنسے پانی ٹکرا کر منتشر ہوتا تھا اور جہاز کو صدمہ پہنچاتا تھا۔ مگر ناخدا اپنے کام مین بہت ہوشیار تھا۔ ان گہاٹیون مین بڑی احتیاط سے جہاز کو چلاتا رہا۔ شام کو ایک چھوٹے سے جزیرے مین جہاز کو ٹھہرایا اور رات وہین بسر کی۔ جمعہ کی صبح کو ہوا بالکل بند تھی۔ ایک طرف سے کچھ تھوڑی سی رمق آتی تھی مگر وہ ہمت ہمارے مخالف تھی اسلئے آج یہین قیام کیا ۱۲ ربیع الاول کو ہفتہ کے دن ہوا چلی اور ہمارا جہاز اس جزیرے سے روانہ ہوا اس جزیرہ کو عائقۃ السفن کہتے ہین۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسنے ہمین اس نام کی بدفالی سے محفوظ رکھا۔ آج ہمارا جہاز آہستہ چل رہا ہے اور دریا بالکل ساکن ہے گویا آئینۂ آبی کا ایک سطح ہے۔

حالات ماہ ربیع الآخر ۵۷۹ھ

اتوار کی شب مین چاند دیکھا۔ چونکہ بلند اور روشن تھا اسلئے ثابت ہوا کہ کل کا چاند ہے۔ کل کسیقدر ابر وغیرہ تھا اسلئے نظر نہین آیا۔ اتوار کے دن شام کو ایک بندرگاہ مین پہنچے۔ اس جگہ کا نام ابجر ہے اور بحر جدہ کی ایک کہاڑی کے کنارے واقع ہے۔ بندرگاہ مین آسائش کی جگہ جہاز کا لنگر ہوا۔ پیر کی صبح کو یہانسے روانہ ہوے۔ دن بھر ہوا سست رہی۔ شام کو ایک مقام پر ٹھہرے۔ یہان سے

جدہ سامنے نظر آتا ہے منگل کی صبح کو جدّہ کے بندرگاہ مین داخل ہونے سے قبل ہوا کا رُخ بدل گیا۔ ان بندرگاہون مین داخل ہونا سخت دشوار ہے۔ اسلئے کہ دریا مین بکثرت پہاڑیان پانی کے اندر چھپی ہوئی ہین۔ گمرنا خدا کی ہوشیاری اور خلاصیون کی چابکدستی قابل تحسین ہے۔ نہایت تنگ گہاٹیون سے جہاز اس طرح گہاکر نکالتے ہین جسطرح کوئی چابک سوار شائستہ گھوڑے کو کاوے دیتا ہے۔ !!!

منگل کے دن ۴ ربیع الآخر (۲۶ جولائی) کو زوال کے بعد جدہ مین پہنچے اور اپنی سلامتی پر شکر ادا کیا۔ آٹھہ روز ہمین دریا مین گذرے۔ ایک تو ہوا کی اختلاف کی وجہ سے دریا کا انقلاب دوسرے جہاز کا سامان پُرانا۔ بار بار پردی اُتارنے چڑہانے مین رسیان ٹوٹتی تھین۔ اسکے سوا بعض اوقات گھاٹیون مین جہاز کے ٹکرانے سے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ یہ سب ایسی خوفناک حالتین تھین جس سے کبھی مرتے تھے اور کبھی جیتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسنے ورطہ ہلاکت سے ساحل مراد پر پہنچایا۔

یہان ہم سردار جدہ کے مکان مین مقیم ہین۔ امیر مکہ کی طرف سے یہان کی حکومت اُسکے سپرد ہے۔ قیام گاہ کا مکان خس پوش ہے۔ یہان اکثر اُوپر کی منزل پر چھپر ہوتے ہین۔ اور شب کو کھلی ہوئی چھتون پر سوتے ہین۔ ہمنے جدہ مین داخل ہوتے وقت عہد کر لیا ہے کہ بغیر کسی اشد ضرورت کے واپسی مین اس راہ سے

ہرگز نجا ئینگے۔

جدّہ کے حالات

جدّہ ایک گاؤن ہی۔ اکثر مکان خس پوش ہین۔ مسافرخانے پتھر اور مٹی کے ہین۔ اور اُنکے بالاخانون پر چھپر پڑے ہین۔ کچھ کھلی ہوئی چھتین بھی ہین۔ شب کو کھلی چھتون پر سوتے ہین۔ یہان پُرانی عمارتون کے آثار بھی ہین اور شہر کی چارد یواری کی بنا دین ہنوز باقی ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر بہت پُرانا ہے۔ چونے کا ایک نہایت پختہ گنبد بنا ہوا ہے۔ اسکو حضرت حوّا علیہا السلام کا قیام گاہ بتاتے ہین۔ ایک مسجد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی ایک اور مسجد ہے جسکے اندر آبنوس کے دو ستون ہین۔ اُسکو بھی بعض حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض خلیفہ ہارون الرشید سے منسوب کرتے ہین۔ خاص یہان کے اور اکثر گرد و نواح کے باشندے پہاڑی شریف اقوام مین سے ہین کچھ علوی۔ کچھ حسنی۔ کچھ حسینی اور کچھ جعفری ہین۔ لیکن اُنکی معیشت کی حالت دیکھکر دل پھٹتا ہے۔ تنگی معاش کے باعث ذلیل سے ذلیل پیشے اختیار کر لئے ہین جو ساربانی اور سقائی کرتے ہین۔ دودھ اور لکڑیان بیچتے ہین۔ اور جنگل سے کھجورین لاتے ہین۔ اکثر عورتین بھی یہی کام کرتی ہین۔ اسمین کوئی کلام نہین کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے دنیا سے آخرت کو بہتر کیا ہے۔ بیرون شہر بہت سی پُرانی عمارتین ہین جنسے قیاس ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین یہ شہر بہت آباد ہوگا۔ کہتے ہین یہ مقام

اہل فارس کی آبادیون مین سے ہے۔ آبادی کی کبھی یہ کثرت تھی کہ بیرون شہر تین سو ساٹھ کنوین تھے! اور اسیقدر شہر کے اندر تھے! ہمنے بہت سے کنوین دیکھے۔ پتھر کو سرنگ سے اڑا کر کنوین بناتے ہین۔ اس بستی مین اس قسم کے عجائبات بہت ہین۔

اہل حجاز کے اکثر علحدہ علحدہ فرقے اور گروہ ہین۔ اُنکا کوئی مذہب نہین ہی۔ متفرق مذہب اختیار کرلئے ہین۔ حجاج کو یہ لوگ زمیوں سے بدتر جانتے ہین۔ اور اُنھین اپنی کمائی کا ذریعہ بناتے ہین۔ طرح طرح سے اُنکے لوٹنے کی فکرین کرتے ہین اور مال چھین لینے کی تدبیرین عمل مین لاتے ہین۔ مگر حجاج وطن کی واپسی تک برابر اُنسے سلوک کئے جاتے ہین۔ اور اُنکی تمام سختیان سہتے ہین۔ اگر اللہ تعالی نے سلطان صلاح الدین کو مسلمانون کا کفیل نہ کیا ہوتا۔ تو حجاج پر وہ وہ سخت ظلم ہوتے جنکی نظیر قیامت تک نہ پیدا ہوتی۔ اس بادشاہ نے حجاج سے محصول معاف کراکر اُسکے عوض امیر مکّہ کے واسطے دو ہزار دینار اور دو ہزار اردب گیہون مقرر کردیے ہین۔ دو ہزار اردب آٹھ ہزار قفیز[1] (اشبیلی) کی قریب

[1] ایک قفیز بارہ صاع کا۔ ایک صاع چار مدّ کا۔ اور ایک مدّ دو مٹھی یا ایک لپ کی برابر ہے۔ بحوالہ حاشیہ مالابد محررہ مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم ایک صاع لکھنوی وزن کے موافق تین سیر ایک چھٹانک اور ۷ ماشہ کا ہوا۔ اس حساب سے بارہ صاع یا ایک قفیز ۳۶ سیر اور ۱۲ تولہ کا ہوا۔ اور آٹھ ہزار قفیز کے (۲۸۸۰۰۰) من ہوتے۔ منتخب اللغات کے موافق ایک اردب ۲۴ صاع کا ہوتا ہی۔ سلہ ایک اردب ایک من ۳۶ سیر اور ۲۴ تولہ کا ہوا۔ اور دو ہزار اردب کے (۷۲۰۰۰) من ہوئے۔ مصنف فرا شبیلی قفیز لکھتے ہین۔ معلوم نہین وہ حجاز سے کسقدر کم زیادہ ہے

ہوتے ہین اِس وظیفے کے وصول مین اگر دیر ہوتی ہے تو امیر مکّہ حجاج سے محصول
وصول کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ ہمین جدّہ مین اسی وجہ سے توقف کرنا پڑا کہ امیر مکّہ
نے سردار جدّہ کو حکم بھیجا تھا کہ "حجاج کی باہم ضمانت لیکر مکّہ معظمہ روانہ کرین۔ اگر سلطان
صلاح الدین کا وظیفہ مقررہ آگیا تو خیر ورنہ مین اپنا مال حجاج کے ذمّے بخشوڈون گا"
یہ اُسکی زبان کے الفاظ ہین۔ گویا حرم بیت اللہ اُسکو میراث مین ملا ہے اور اُسکا
کرایہ لینا جائز ہے۔ اس زمانے مین سلطان صلاح الدین شام کی طرف اہلِ فرانس
سے جنگ مین مشغول ہے۔ اسلئے وظیفے کے آنے مین دیر ہوئی اور امیر مکّہ کو
حجاج کے ساتھ اس قسم کے سلوک کی دسترس ہوئی۔ ایسی قوم کی کثافت قلبی کو آبِ تیغ
سے دھونا اور اُنکی نجاست جبلّی کو سیلِ خون مین بہانا لازم ہے۔ کیونکہ یہ لوگ
قبولِ اسلام سے باہر ہو گئے ہین۔ اور حجاج کے خون کو مباح اور اُنکے مال کو
حلال جانتے ہین۔ فقہاے اندلس نے جو اس فریضے کے ساقط ہونے کا
اعتقاد کر لیا ہے اِن وجوہ سے اُنکا عقیدہ بہت صحیح ہے۔ غرضکہ حجاج کے ساتھ
رضاے الٰہی کے خلاف سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اس راہ کا چلنے والا ہر وقت
معرضِ خوف و خطر مین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر ان قباحتون کے اس فرض کے
ادا کرنے کی رخصت عطا فرمائی ہے تو ایسی حالت مین بدرجۂ اولیٰ رخصت ہے
کیونکہ بیت اللہ شریف آجکل ایسی قوم کے قبضے مین ہے جو اُسے معاش کا ذریعہ
جانتی ہے اور اس پردہ مین حجاج کا مال چھینے۔ اُنسے تاوان لینے۔ اور ذلیل و

خوار کرنے کا شیوہ اختیار کیا ہی - اللہ تعالیٰ جلد اس بدعت نا فقہ کو موحدین
کی آب تیغ سے پاک و صاف فرمائے - کیونکہ یہ موحدین فوج حق - دین اسلام
کے حامی - محرمات شرعی مین غیرت مند - صاحب صدق و صفا - محافظ حرم کلمۃ الحق
کا اعلان اور دعوت اسلام کی تبلیغ کرنے والے ہین - سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ
مین سوائے بلاد مغرب کے اور کہین اسلام نہین ہی - وہانکے لوگ کعبلے راستے پر ہین
اور اُسمین کوئی نئی بناوٹ نہین ہی - ان ممالک شرقیہ کے باشندون کا مسلک بالکل
خواہشات اور بدعات پر مبنی ہے - اُنکے تمام فرقے گمراہ ہین مگر جس کسیکو خدا اچھا
رکھے - کسیکی صورت سے دینداری - عدل اور حق پرستی کے آثار ظاہر نہین ہوتے
یہ باتین موحدین مین موجود ہین - وہ لوگ اس زمانہ کے عادل امام ہین - اُنکے سوا اس
زمانہ کے تمام بادشاہ مسلمان تاجرون سے ناواجب عشر لیتے ہین - گویا اپنے خیال
مین اُنکو ذمی قرار دیا ہے - بہرصورت اُنکا مال چھین لینے کی تدبیرین کرتے ہین اور
ظلم و بیداد کے ایسے طریقے جاری کئے جاتے ہین جو کسی زمانہ مین نہین سُنے گئے
مگر سلطان صلاح الدین اس فرقے سے علیحدہ ہی جسکی ہم پہلے بھی تعریف کر چکے
ہین - اگر اُسکے اہلکار بھی عدل و انصاف پر مائل ہوتے تو کوئی خرابی باقی نہ رہتی -

اِن ممالک کے باشندون کے اشارے اور کنایے سے ہمین ایسے
عجیب و غریب حالات منکشف ہوتے جنسے دولت مومنہ موحدیہ کی ترقی کی بشارت
پائی جاتی ہے - یہانکے اکثر باشندے ان ممالک پر اہل مغرب کی استیلا کے منتظر

ہین۔ بعض پیشین گوئیون کے موافق جو واقعات ہوئے ہین اُنسے اور بھی اس خیال کو تقویت ہوگئی ہے۔ ابن طولون کی جامع مسجد اور قاہرہ کے درمیان مین نہایت مستحکم دو بُرج برابر برابر بنے ہوے ہین۔ دونون پر دو مورتین ہین۔ ایک بُرج کی مورت کا مُنہ شرق کو اور دوسری کا غرب کو ہے۔ اُنکی نسبت یہ مشہور ہے کہ جسوقت اُن مین سے کوئی مورت گِرے گی اُسوقت مورت کے مقابل والے ملک کی قوم اِن ممالک پر قابض ہوجائے گی۔ چنانچہ جسوقت شرقی مورت گِری قوم غز نے دولت عبیدیہ کو مغلوب کرکے تمام ممالک پر قبضہ کرلیا۔ اس اعتبار سے اب لوگ مغربی مورت کے گِرنے کے انتظار مین ہین۔ اور تمام آثارون مین سے اب یہی امر باقی ہے اسلئے اکثر آدمی بہت صبح سے اُس مورت کو دیکھنے جاتے ہین اور وقت موعود کے منتظر ہین جسکی بابت اُنھین بالکل شُبہ نہین ہے۔ ہمنے خود ان حالات کو مصر اور اسکندریہ مین دیکھا اور اکثر لوگون سے سُنا۔ اِن بیانات کے تواتر سے یقین ہوتا ہے کہ شاید خدا کو یہی منظور ہو اور اِن لوگون کے خیالات ہی صحیح ہون۔ ہمین یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض فقہا اور علما نے بادشاہ کے واسطے خطبے بھی تیار کرلئے ہین۔ یہ بادشاہ بھی وقت مقررہ کا منتظر ہے اور انقلابات قدرت کو صبر و تمکین کے ساتھ دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اقبال و دولت مین روز افزون ترقی فرمائے۔

۱۱ ربیع الآخر (۲ اگست) کو منگل کی شام کے وقت جدّہ سے روانہ ہوئے حجاج نے باہم ایک دوسرے کی ضمانتین کین اور سردار جدّہ علی موفق کے پاس اُنکی

نام لکھے گئے - یہ ضمانتیں اُس حکم کے موافق لی گئیں جو امیر مکّہ مکشر بن عیسی نے سردار جدّہ کو بھیجا تھا - امیر مکّہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں ہے - مگر جسکے نیک اعمال نہوں وہ اولاد میں شمار نہیں ہو سکتا - ہم لوگ رات بھر چلتے رہے صبح کو قرین میں پہنچے - یہ جگہ حجاج کے پڑاؤ کی ہے - یہیں احرام باندھتے ہیں اور دن بھر آرام کرکے عشا کے وقت یہاں سے روانہ ہوکر صبح کو حرم شریف میں پہنچتے ہیں - اسی طرح حج سے واپسی میں بھی اس جگہ ٹھہر کر جدّہ کو جاتے ہیں - یہاں نہایت شیریں پانی کا ایک کنواں ہے اور اسوجہ سے حجاج کو ایک شب کے خرچ سے زیادہ پانی لینا نہیں پڑتا - غرضکہ بدھ کے دن ہمنے قرین میں آرام کیا - رات کو یہاں سے عمرہ کو گئے - تمام رات راہ میں گذری صبح کے وقت حرم محترم کے قریب پہنچے - دنکی روشنی کا تھوڑی دیر انتظار کیا - جب دن نکل آیا پہلی ساعت میں ۱۳ ربیع الآخر (۴ اگست) کو باب عمرہ سے مکّہ معظمہ میں داخل ہوے - شب گذشتہ کا لطف اور غلبۂ شوق کی کیفیت بیان سے باہر ہے - شب کا سہانا وقت - ماہ کامل کی روشنی گویا چادر نور کا شامیانہ تھا یا لیلۃ القدر نے نقاب سے اپنا مُنہ کھولا تھا - کانوں کو صدائے لبیک کے سرور نے مدہوش کر دیا تھا - اور زبانیں ترانۂ تہلیل سے مست تھیں - رات کیا تھی گویا عروس شبہای جوانی یا حاصل ایام زندگانی تھی -

کعبۂ بیت الحرام کو عروس دلفریب کی طرح پایا جسکے لباس عنبرین نے دل و دماغ کو معطّر اور پرتو جمال نے چشم یقین کو منوّر کر دیا - پہلے داخلی کا طواف کیا - پھر مقام کریم میں

نماز پڑہی - اسکے بعد ملتزم کے پاس خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی - یہ مقام حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہین ہے اور قبولیت دعا کے واسطے مخصوص ہے -
قبۂ زمزم مین جاکر آب زمزم پیا - پہر صفا اور مروہ کے درمیان ہین دوڑے - اسکے بعد سر کے بال مُنڈوائے - اور احرام کہولا - اللہ کا شکر ہی کہ اُسنے ہمین اس مقام عالی تک پہنچایا - اور دعوت ابراہیمی سننے والون مین داخل فرمایا - یہان ہم حرم شریف کے قریب ایک مکان مین مقیم ہین جو حلال سے منسوب ہی - اس مکان کے ایک کمرے مین ہمارا قیام ہی - اور یہ کمرہ حرم اور کعبہ شریف کے سامنے اور باب سدہ سے قریب ہی

حالات ماہ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ

۲۲ - اگست کو پیر کی رات چاند دکھائی دیا - ایسا مبارک چاند ہمنے تمام عمر نہین دیکہا تھا اسلئے کہ ہم اٹھارہ روز سے جائے قیام خلیل اللہ علیہ السلام - مولد سرور انام صلی اللہ علیہ وسلم - مقام نزول وحی - اور مہبط جبریل علیہ السلام مین مقیم ہین - اللہ تعالیٰ اس نعمت کا شکر ہمارے دلون مین پیدا کرے اور درجۂ قبولیت عطا فرمائے -

حالات مسجد الحرام و بیت العتیق

خانہ کعبہ کے چار زاویے ہین اور قریب قریب مربع شکل ہی - خانہ کعبہ کی خدمت شیبی محمد بن اسمعیل بن عبد الرحمن سے متعلق ہی اور وہ عثمان بن طلحہ بن شیبہ بن طلحہ بن عبد الدار صاحب رسول اللہ کی اولاد مین ہین - اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ اس مکان مقدس کی ایک سمت کی بلندی جو باب الصفا کے سامنے حجر اسود سے رکن یمانی تک ہی انیس ۱۹ ہاتہ ہے

باقی تینون اٹھارہ ہاتھ بلند ہین اسلئے کہ اُوپر کا سطح پرنالہ کی طرف ڈھلوان رکھا ہے۔
پھلا وہ کونا ہے جسمین حجر اسود نصب ہے اِسی کونے سے طواف شروع کرتے ہین
حجر اسود کے سامنے سیدھے کھڑے ہوکر تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر طواف کی ابتدا کرتے
ہین تاکہ تمام جسم اسکے مقابل ہوکر گذرے۔ اور خانۂ کعبہ طواف کرنے والے کے
بائین طرف رہتا ہے۔ اسکے بعد رُکن عراقی ملتا ہے۔ اُسکا رُخ شمال کو ہے پھر رکن
شامی ہے اُسکا رُخ مغرب کو ہی۔ اور پھر رُکن یمانی ہے اُسکا رخ جنوب کو ہی۔ ہر پھیرے
مین اسیطرح ملتے ہین۔ اور ہر دور رکن اسود کے پاس آکر ختم ہوتا ہے۔ اس رُکن کا
رُخ مشرق کی طرف ہی۔

بیت اللہ شریف کا دروازہ رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان مین حجر اسود
سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔ اِسی فاصلے کا نام **ملتزم** ہے اور یہ جگہ خاص
دعا کے واسطے مخصوص ہی۔ دروازہ زمین سے گیارہ بالشت اونچا ہی۔ چوکھٹ چاندی
کی ہے اور اُسپر سونا چڑھا ہوا ہے۔ چوکھٹ مین نہایت اعلیٰ درجہ کی صناعی کی ہے جسکے
نظارہ سے نگاہ کو سیری نہین ہوتی۔ دروازہ کے اُوپر دو بالشت کی چوڑی سونے
کی تختی نصب ہی۔ دروازہ مین چاندی کے دو کُنڈے ہین اُنمین قفل پڑے رہتے ہین
دروازہ کا رُخ مشرق کو ہے۔ اور اسکا طول تیرہ بالشت اور عرض آٹھ بالشت ہی۔
جس دیوار مین دروازہ لگا یا ہے اُسکا آثار پانچ بالشت کا ہی۔ مکان مقدس کے
اندر دو رنگے پتھر کا فرش ہی۔ اوپر کی جانب آدھی آدھی دیوار دن پر چاندی کی

تہ دیکر موٹا موٹا سونا چڑہایا ہے۔ دیکھنے مین سارا سطح سونے کا معلوم ہوتا ہے۔
چھت ساگ کی لکڑی کے تین ستونون پر قایم ہے۔ اور یہ ستون عمارت کی لمبائی
مین اس طور پر واقع ہوئے ہین کہ درمیانی ستون وسط مین ہی۔ اور ایک ستون ارکان
یمانی اور اسود کی دیوار کے مقابل دیوار سے تین قدم کے فاصلے پر اور دوسرا ستون
ارکان عراقی اور شامی کی دیوار کے مقابل ہے۔ ہر ستون کے درمیان مین چار قدم کا
فاصلہ ہے۔ چھت بالکل رنگین ہی اور ریشمی کپڑے کی چھت گیری لگی ہوی ہے۔ باہر کا
رخ چار و نظر فے سبز حریر کے پردونسے ڈھکا ہوا ہے۔ پردون کا تانا سوت کا اور بانا
ریشم کا ہے اور اُسپر ریشم کے خطوط مین یہ آیت لکھی ہوئی ہے "ان اوّل بیت
وضع للناس للذی ببکة الخ" اور غلاف کے بانی خلیفہ الناصر لدین اللہ کا نام
بھی بقدر تین ہاتہ کے چوڑی جگہ مین ریشم سے لکھا ہوا ہے۔ اسکے سوا بہت سی نقش و نگار
اور بصرہ کی صنعت کی محرابین جنہین ذکر خدا اور ناصر عباسی کے واسطے دعائین منقوش
ہین پردون مین بُنی ہوئی ہین۔ مگر تمام نقوش کا رنگ یکسان ہی۔ کل پردے تعداد
مین چونتیس ۳۴ ہین۔ دو بڑے ضلعون کے اٹھارہ اور دو چھوٹے ضلعون کے سولہ پردے
ہین۔ مکان متقدس مین پانچ روشندان ہین اور اُنپر منقش عراقی شیشے لگے ہوے
ہین۔ چار چارون کونو نپر ہین اور ایک وسط سقف مین ہی۔ مگر ایک کونے کا روشندان
جو زینے (قبو) کے اندر ہے نظر نہین آتا۔ ستونون کے درمیان مین تیرہ ہانڈیان
(اکواس) آویزان ہین۔ ایک تو سونے کی ہے اور باقی چاندی کی ہین۔ کعبہ کی داخلی کے

رفت پہلے بائین جانب رکن اسود مین دو صندوق ملتے ہین جنمین کلام اللہ شریف
ہین۔ یہ صندوق رکن اسود مین فرش سے قد آدم بلندی پر چاندی کی دو چھوٹی چھوٹی
کھڑکیون مین رکھے ہین۔ رکن یمانی مین بھی اسی قسم کی کھڑکیان ہین۔ لیکن ان دونون
کے چاندی کے کواڑ اکھڑ گئے ہین فقط چوکھٹ باقی ہے۔ ارکان شامی اور عراقی
مین بھی ایسی ہی کھڑکیان نصب ہین اور وہ ہنوز باقی ہین۔ رکن عراقی مین ایک دروازہ
ہے اسکو باب الرحمۃ کہتے ہین۔ اسی دروازے سے چھت پر جانے کا رستہ ہے
یہ زینہ (قبو) چارون طرف سے بند تہ خانے کی شکل پر ہے اور اسکے اندر سیڑہیان
ہین۔ زینے کی بلندی چھت کے قریب تک ہے۔ زینے کی وجہ سے رکن عراقی کی
دونون دیوارین آدہی آدہی ڈھک گئی ہین اور اسی سبب سے مکان مقدس کے
پانچ رکن نظر آتے ہین۔ دو ثلث کے قریب زینہ ریشمی پوشش سے ڈھکا ہوا ہے
اسکے اندر گھستے ہی ایک چھوٹا سا گھر مقام کریم کے رکھنے کا بنا ہوا ہے۔
مقام کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی چیز ہے۔ یہ تین بالشت
کا بلند اور دو بالشت کا چوڑا پتھر چاندی سے منڈا ہوا ہے۔ بلا تشبیہ کمہار کی بھٹی
کی سی شکل ہے درمیان مین نیچے کے حصے سے بھی تنگ ہے ہمنے اس سے مس کیا
چوما۔ اور آب زمزم اسپر ڈال کر پیا۔ حضرت خلیل علیہ السلام کے دونون قدم اور
انگلیون کے اسپر نشان ہین۔ قادر بیچون کی کیا شان ہے کہ سنگ خارا کو انکے قدم
سے نرم کر دیا اور نرم ریت مین کوئی اثر نہ ہونے دیا۔ یہ صرف عبرت کے واسطے ایک

نشانی ہے۔ مقام کریم اور مکان مقدس کو دیکھنے سے ایک ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے عقل کو حیرت اور طبیعت کو توحش ہوتا ہے آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہین۔ زبان الحاح وزاری مین مصروف ہو جاتی ہین۔ گوشۂ چشم سے زیادہ دیکھنے کی جرأت نہین ہوتی۔ دروازۂ مقدس کے بازو سے رکن عراق کی طرف کو بارہ بالشت کا لمبا ساڑھے پانچ بالشت کا چوڑا۔ اور بالشت بھر کا اونچا ایک حوض بنا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین اسی جگہ مقام کریم رکھا جاتا تھا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام کریم کو خانۂ اقدس کے باہر مصلّے کے قریب رکھوا دیا تھا۔ حوض مین خانۂ کعبہ کے غسل کا پانی جمع ہوتا ہے اسی جگہ کو وضۂ فردوس کا ایک حصّہ سمجھتے ہین اور اُسمین نمازین پڑھتے ہین۔ تہ مین سفید ریت بچھا ہوا ہے۔ اب مقام کریم کی جگہ کعبہ شریف کی باہر دروازے اور رکن عراقی کی دیوار کے سامنے مصلّے کے پاس ہے۔ مقام کریم پر لکڑی کا منقش قبہ قدآدم بلند لگا دیا ہے۔ اور اُسکے اندر مقام کریم رکھا ہے۔ قبہ کے چارون ضلع برابر ہین اور ہر ایک ضلع چار بالشت کا ہے۔ اُسکے گرداگرد پتھرون کا کٹہرا بالشت بھر اونچا۔ پانچ قدم لمبا اور تین قدم چوڑا حوض کی طرح بنا دیا ہے۔ اس قبہ اور خانۂ کعبہ کے درمیان مین ساڑھے ستّرہ قدم کا فاصلہ ہے اور ہر قدم تین بالشت کا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ مقام کریم کا ایک قبہ لوہے کا بھی قبۂ زمزم کے پاس رکھا ہوا ہے۔ ایام حج مین آدمیون کی کثرت کے سبب سے لکڑی کا قبہ علٰحدہ کر لیتے ہین اور لوہے کا رکھ دیا جاتا ہے۔

رکن اسود سے رکن عراقی تک چون۵۰ بالشت کا فاصلہ ہے۔ حجر اسود زمین سے چھ بالشت بلند لگا ہوا ہے۔ دراز قد آدمی بآسانی اُس تک پہنچ جاتا ہے اور پستہ قد اُچک کر بوسہ دیتا ہے۔ رکن عراقی سے رکن شامی تک اڑتالیس بالشت کا فاصلہ ہے مگر اس سمت کا یہ فاصلہ داخل حجر ہے۔ بیرون حجر کا فاصلہ چالیس۴۰ قدم یا ایک سو بیس۱۲۰ بالشت ہے۔ طواف بیرون حجر کرتے ہین۔ رکن شامی سے رکن یمانی کا فاصلہ رکن اسود اور رکن عراقی کے برابر اور رکن یمانی سے رکن اسود کا فاصلہ رکن عراقی اور رکن شامی داخل حجر کی برابر تصور کرنا چاہیئے۔ طواف کی زمین پر پتھر کی بڑی بڑی چٹانون کا فرش ہے پتھر سیاہ۔ سفید اور بھورے رنگ کے ہین۔ طواف کے فرش کی زمین بیت اللہ شریف کی دیوار سے نو قدم تک چوڑی ہے۔ مگر مقام کریم کی جانب نو قدم سے چوڑائی بڑہا کر اسکو بھی شامل کر لیا ہے۔ باقی حرم شریف کی کل صحن اور سب دالانون مین سفید ریت بچھا ہوا ہے عورتین فرش سنگین کے باہر طواف کرتی ہین۔ رکن عراقی اور حجر کے درمیان مین حجر کے اندر داخل ہونے کا راستہ چار قدم یا چھ ہاتھ چوڑا ہے۔ اتنی جگہ مین دیوار اسواسطے نہین بنائی کہ اہل قریش نے اس مقام کو کعبہ شریف مین داخل نہین کیا۔ روایات صحیحہ مین بھی اس مقام کا چھ ہاتھ فاصلہ لکھا ہے۔ رکن شامی کی طرف بھی اتنا ہی چوڑا راستہ ہے۔ میزاب کے نیچے کی دیوار سے حجر کی سامنے والی دیوار کا فاصلہ بخط مستقیم چالیس۴۰ بالشت کا ہے۔ اور اسکی چوڑائی مدخل سے مدخل تک یعنی رکن عراقی سے رکن شامی تک سولہ قدم ہے۔

حجرکی دیوار کے دورمین بڑی صنعت سے مینا کار پتھر لگائے ہین اور انمین محرابین
اور زرد پٹیان چار خانے کی قطع کی بنائی ہین۔ آفتاب کی شعاع سے انمین ایسی چمک پیدا
ہوتی ہے کہ نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ یہ دیوار ساڑھے پانچ بالشت بلند۔ اور ساڑھے
چار بالشت چوڑی ہے۔ اور اسکی شکل دو ثلث دائرے کے طور پر واقع ہوی ہے
اندر کا فرش بھی مینا کار پتھر و نسے بنایا ہے۔ گول گول پتھر بعض ہتیلی کی برابر اور بعض دینار
کی برابر اور کچھ اس سے بھی چھوٹے تراش تراش کر اس خوبی سے جوڑے ہین کہ مینے کا
کام معلوم ہوتا ہے۔ اُن پتھرون مین شطرنجی۔ اور انگشتری وغیرہ کے نقشے کچھ اس نادر
صنعت سے بنائے ہین کہ دیکھنے سے طرح طرح کے پھولون کا فرش معلوم ہوتا ہے
محرابین بالکل کمان کی طرح خمیدہ بناکر انمین یہ نقش و نگار بھرے ہین۔ میزاب کے مقابل
کی دیوار کے قریب دو پتھرون مین درخت۔ شاخین اور پتے اس خوبی سے بنائے ہین
کہ کاغذ کے ترشے ہوے بھی ایسے نازک نہین ہو سکتے۔ وسط حجر مین میزاب کے ساتھ
ایک پتھر عجیب و غریب نقوش کا دیوار مین نصب ہے اور اسکی پیشانی پر نہایت عمدہ
جلا کر کے یہ عبارت لکھی ہے۔ امر بعمله عبد الله وخليفه ابو العباس
احمد الناصر لدين الله امير المؤمنين في سنة ٥٧٦ھ (اسکی تعمیر کی بابت
بندۂ خدا خلیفہ ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ امیر المومنین نے ۵۷۶ھ مین حکم دیا)
میزاب یا پرنالہ حجر کی جانب کی دیوار پر نصب ہے۔ دیوار سے چار ہاتھ حجر کی طرف باہر نکلا
ہوا ہے اور ایک بالشت چوڑا ہے۔ اُسپر زرد رنگ کا روغن ہے۔ میزاب کے نیچے

کی جگہ قبولیت دعا کے واسطے مشہور ہے۔ یہی خصوصیت رکن یمانی کو بھی ہے اسلئے
کہ وہ رکن شامی کی طرف سے میزاب کے متصل ہے اور اسی وجہ سے اُسے مستجار
کہتے ہین۔ حجر کے صحن مین میزاب کے نیچے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قبر ہے
قبر کے نشان کے واسطے ایک سبز رنگ کا لمبا محرابدار پتھر لگا ہوا ہے۔ اور اُسکے قریب
ایک گول پتھر ہے۔ دونون پتھر فرش مین ہموار لگے ہین اور اُنپر ندی مائل نقطے اسطرح
کے ہین جیسے سونے کی معدن کے پتھر مین سے سونا نکال لینے کے بعد کچھ سنہری دھبے
رہجاتے ہین۔ اس قبر شریف کی برابر رکن عراقی کی جانب اُنکی والدہ حضرت ہاجرہ کا مزار
ہے۔ اُسکے نشان کے واسطے بھی سبز رنگ کا ڈیڑھ بالشت چوڑا پتھر لگا ہوا ہے۔
دونون قبرون کے درمیان مین سات بالشت کا فاصلہ ہے۔ ان دونون مقامون پر لوگ
نماز پڑھتے ہین اسلئے کہ یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ مقام حجر احاطہ بیت اللہ شریف مین
سے ہے۔ دوسرے اِن اجساد مقدسہ کا مدفن ہے۔ وہان جو کوئی نماز پڑھتا ہے
اُسکو نفع پہنچتا ہے۔

چاہ زمزم کا قبہ رکن اسود کے سامنے چوبیس ۲۴ قدم کے فاصلے پر ہے۔ اس قبہ کے
دہنی طرف دس قدم کے فاصلے پر مصلے کی جگہ ہے۔ قبہ کے اندر بالکل سفید پتھر کا
فرش ہے۔ اور رکن اسود کے مقابل کی دیوار کے قریب یہ کنوان ہے۔ کنوین کی گہرائی
گیارہ قامت اور پانی کا عمق سات قامت ہے۔ قبہ کا دروازہ شرق کی طرف ہے۔ اور
کنوین کا سن سنگ رخام کا اس استحکام کے ساتھ بنایا ہے کہ مدتون تک نقصان کا

اندیشہ نہین ہے۔ ہر تہر کے جوڑ مین سیسا پگھلا کر ڈالا ہے۔ گولے کے اندر بھی سیسے سے جوڑ ملائے ہین سیسے کی تہیں ۳۲ سلاخین گولے سے ملا کر پانی کے اندر تک لگائی ہین۔ اور من کے اوپر اُنکے سر سے خوب اچھی طرح جما دیئے ہین۔ من کا محیط چالیس بالشت اور بلندی ساڑھے چار بالشت اور چوڑائی ڈیڑھ بالشت ہی۔ قبہ کے اندر بالشت بھر چوڑا دو بالشت گہرا زمین سے پانچ بالشت اونچا سقایہ بنا ہوا ہے۔ اُسمین وضو کے واسطے پانی بھرا رہتا ہی۔ سقایہ کے چارون طرف چبوترہ ہے اُسپر بیٹھکر وضو کرتے ہین۔

اس قبہ کے پیچھے قبۃ الشراب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے پہلے اس مکان مین حجاج کو پانی پلایا جاتا تھا۔ اب بھی اُس مین دنکو زمزم کا پانی سرد کرکے شام کو حجاج کے پلانے کے واسطے باہر نکالتے ہین۔ آب زمزم دستے دار گھڑونین ہوتا ہے اُنکو یہان دورق کہتے ہین۔

قبۂ عباسیہ کے عقب مین کسیقدر آڑا قبہ یہودیہ ہے۔ ان دونون قبون مین حرم شریف کی روشنی وغیرہ کا سامان۔ وقف شدہ کلام اللہ اور کتابین رہتی ہین۔ دونون کے دروازے شمال کی جانب ہین۔ قبۂ یہودیہ کی کعبہ رخ دیوار کا کونا قبۂ عباسیہ کی مشرقی دیوار کے بائین کونے سے ملا ہوا ہے۔

حجر اسود سمت شرقی کے کونے پر نصب ہی۔ کہتے ہین دو ہاتہ کے قریب دیوار مین دبا ہوا ہے۔ دو ثلث بالشت کی قدر چوڑا اور ایک بالشت اور ایک بند انگشت کی برابر لمبا ہی چارون ٹکڑے جنکو قرمطی نے توڑا تھا چاندی کے پترون سے باہم جڑے ہوئے ہین

چاندنی کی سفیدی سیاہی کی چمک مین ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے کہ نگاہ کو نظارہ سے سیری نہین ہوتی۔ بوسہ دیتے وقت کچھ اس لطف کی ملائمت اور رطوبت لبون کو محسوس ہوتی ہے کہ اُس سے منہ علیحدہ کرنے کو جی نہین چاہتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایتون کی خصوصیات سے ایک خاصیت ہی۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے۔ "ان یمین اللہ فی ارضہ یصافح بھا عبادہ کما یصافح احدکم اخاہ" (بیشک اللہ کا داہنا ہاتھ زمین پر ہے۔ اُس سے وہ اپنے بندون سے اسطرح مصافحہ کرتا ہے جیسے تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کرتا ہی۔) اللہ تعالیٰ ہمین بھی اس سعادت سے مشرف فرمائے۔ حجر اسود کے سالم ٹکڑے مین جو مقابل کھڑے ہونیوالے کے دہنی طرف ہوتا ہی ایک سفید چمکتا ہوا نقطہ ہی۔ گویا وہ اس صفحہ کا خال ہے۔ اس نقطہ کی نظارے سے نگاہ روشن ہوتی ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اُس نقطے کے چومنے کی کوشش کرے۔

مسجد الحرام کی چار سمتون مین تیھرا دالان ایک دوسرے سے اسطرح ملا ہوا ہے گویا ایک ہی دالان ہے۔ درمیان مین بہت بڑا صحن چارسو ہاتھ طویل اور تین سو ہاتھ عریض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ صحن کم تھا اور چاہ زمزم اُس سے باہر تھا۔ رکن شامی کے سامنے اُس زمانے کے ایک ستون کی بنیاد باقی ہے اور وہ رکن شامی سے بائیس قدم کے فاصلے پر ہے۔ پہلے کعبہ شریف کے چارون طرف اسقدر وسعت تھی۔ دالانون کے ستون ہمنے خود شمار کئے۔ پتھر کے ستونون کی تعداد چارسو اسّی ہے

دارالندوہ کے چوتنے کے ستون اس شمار سے علیحدہ ہین - دارالندوہ حرم شریف مین بڑہالیا ہے - مغرب کی طرف سے شمال کو جو سلسلہ عمارت کا آتا ہے - اُسمین یہ داخل ہے - والان مین ہوکر اُسکے اندر جاتے ہین - والان کی دیوارین سراسر محرابین بنی ہوئی ہین اور اُنکے نیچے چبوترے ہین - اِن چبوترون پر بیٹہکر کچہ لوگ لکہتے پڑہتے ہین اور کچہ کپڑے سیتے ہین - تمام حرم مقدس مین جابجا اہل علم اور اصحاب درس کے حلقے ہوتے ہین - اِسیطرح اُسکے سامنے کے والان کی دیوارین جو جنوب سے مشرق کو آتی ہے محرابین اور چبوترے ہین - باقی والانون کی دیوارونکے نیچے بغیر محرابون کے صرف چبوترے ہین اور یہ عمارت مکمل ہوچکی ہے - باب ابراہیم کی طرف مغرب سے جنوب کو آنے والی لائن مین بھی والان ہے - ابی جعفر بن علی الفنکی القرطبی نے اپنی کتاب مین چارسو اَسّی ستون لکہے ہین - لیکن ہمنے ابھی باب الصفا کے باہر کے ستون شمار نہین کیئے ہین -

مغرب سے شمال کو جو لائن آئی ہے اُسکی دیوار پر یہ عبارت تحریر ہے -

"امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المؤمنین اصلحہ اللہ بتوسیعہ المسجد الحرام لحاج وعمارۃ فی سنۃ ۱۶۷ھ" (محاج بیت اللہ کے واسطے توسیع مسجد الحرام کا بندۂ خدا محمد المہدی امیر المومنین نے ۱۶۷ھ مین حکم دیا) حرم شریف کے سات مینار ہین - چار چارون کونون پر - ایک دارالندوہ مین - ایک باب ابراہیم پر اور ایک باب الصفا پر - یہ آخری مینار اسی دروازہ کے نام سے مشہور ہے اور سب سے

چھوٹا ہے۔ تنگی کی وجہ سے اُسپر چڑہنا دشوار ہے۔ باب الصفا جنوب سے مشرق کو جانے والی سلسلۂ عمارت مین رکن اسود کے مقابل ہے۔ اس دروازے کے سامنے کے والان مین جو رکن اسود کے محاذات مین ہی دو ستون ہین اور انپر یہ عبارت لکہی ہوی ہی۔

«امر عبد الله محمد المهدی امیر المومنین اصلحه الله باقامه هاتین الاسطوانتین علما لطریق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی الصفا لیتأسی به حاج بیت الحرام وعمارة علی یدی یقطن بن موسی وابراهیم بن صالح فی سنة ۱۶۷ه» (سنہ ۱۶۷ھ مین معرفت یقطن بن موسیٰ و ابراہیم بن صالح امیر المومنین محمد المہدی نے حجاج کی آگاہی اور پیروی کے واسطے اِس راہ مین جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا کو تشریف لیجاتے تھے یہ دو ستون بنوائے) کعبہ شریف کے دروازے پر سونے کے پانی سے جلی حرفون مین نہایت خوشخط یہ عبارت لکہی ہی

امر بعمله عبد الله وخلیفه الامام ابو عبد الله محمد المقتضی لامر الله امیر المومنین صلی الله علیه وعلی ائمة ابائه الطاهرین وخلد میراث النبوة لدیه وجعلها کلمته باقیه فی عقبه الی یوم الدین فی سنة ۵۵۰ه» (بموجب حکم امیر المومنین ابو عبد اللہ محمد المقتضی لامر اللہ کے سنہ ۵۵۰ھ مین تعمیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ میراث نبوت کو اُسکے قبضے مین اور اس کار خیر کو قیامت تک برقرار رکھے) دروازے کی چوکہٹ پر موٹے موٹے چاندی کے پتر جڑے ہوے ہین۔ باہین جانب کے کواڑ مین چاندی کی منقش بینی لگی ہوی ہی۔

اور اُسپر سونا چڑھا دیا ہے۔

کعبہ شریف کے غلاف کے چونتیس ۳۴ ٹکڑے ہین مگر اُنکو آپس مین اسطرح ملا دیا ہی کہ ایک ہی پردا معلوم ہوتا ہے۔ دیوار کے زیرین حصّے مین ایک بالشت اونچا اور دو بالشت چوڑا چونے کا گولہ بناکر اُسکے اندر لکڑی کا چوکھٹا جما دیا ہے۔ چوکھٹے مین لوہی کی کیلین ہین اور کیلون کے سر پر لوہے کے کُنڈے ہین۔ اِن کُنڈون مین چارون طرف موٹی ڈوری پڑی ہوی ہے۔ پردے کے دامن ڈوری کے نیچے سے نکالکر زینے کی طرح مضبوط ڈورے سے سی دیے ہین۔ کعبہ شریف کے چارون کونون پر قدآدم تک پردے باہم سِلے ہوے ہین۔ اور قدآدم سے اُوپر کھون سے جوڑ دیے ہین۔ خانۂ کعبہ کی اُوپر کی جانب دیوار مین بھی چارو نطرف نیچے کی طرح گولہ بناکر اُسمین لکڑی کا چوکھٹا اور کُنڈے لگائے ہین۔ اور اُسیطرح پردے کے دامن ڈوری مین سی دیے ہین۔ غرضکہ یہ پردے نہایت مضبوط سِلے ہوے ہین اور سال مین ایکبار بدلے جاتے ہین۔

کعبہ شریف کا دروازہ ہفتہ مین دو بار دوشنبہ اور جمعہ کو طلوع آفتاب کے وقت کھُلتا ہی۔ لیکن رجب کے مہینے مین روزمرہ کھولا جاتا ہے۔ داخلی کے وقت سب سے آگے خدّام ہوتے ہین۔ پہلے ایک شخص ایک بڑی سی کرسی لیجاکر درمقدس پر رکھتا ہے اس کرسی کی قطع منبر کی سی ہے۔ اُسمین لمبی لمبی نو سیڑہیان ہین اور لکڑی کے پائے ہین پایون مین چار پہیے لگے ہین اور اُنپر لوہا چڑھا ہوا ہے۔ پہیون کے ذریعہ سے یہ

کرسی زمین پر بآسانی چل سکتی ہے۔ جب یہ کرسی درمقدس پر لگائی جاتی ہے تو اسکی
اُوپر کی سیڑھی دہلیز کے قریب ہو جاتی ہے۔ اول بڑے شیبی صاحب اُوپر چڑھتے ہین
یہ صاحب خوشرو۔ وجیہہ اور اوسط عمر کے آدمی ہین۔ اُنکے ہاتہ مین قفل کی کنجی ہوتی ہے
ایک خادم ہمراہ ہوتا ہے۔ جب تک شیبی صاحب قفل کہولنے مین مصروف رہتے ہین
وہ خادم دروازۂ اقدس کے سامنے سیاہ پردے سے آڑ کئے کھڑا رہتا ہے۔ قفل کہولنے
کے بعد صرف بڑے شیبی صاحب دہلیز مبارک کو بوسہ دیکر اندر داخل ہوتے ہین اور دروازہ
بند کر لیتے ہین۔ دو رکعت نماز کے وقفے کے بعد دروازہ کہلتا ہے اور پھر سب خدمتی شیبی خانہ کعبہ
مین داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتے ہین۔ دوگانۂ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ کہولتے ہین اور
سب مخلوق کو داخلی کی اجازت ملتی ہے۔ اجازت سے پہلے سب حاضرین دست بستہ
درِ اقدس کے سامنے سر جہکائے کھڑے رہتے ہین۔ جسوقت دروازہ کہلتا ہے سب
لوگ باواز بلند تکبیر کہتے ہین اور چلا چلا کر یہ دعا پڑہتے ہین۔ "اللھم افتح لنا ابواب
رحمتك ومغفرتك یا ارحم الراحمین" (اے ارحم الراحمین اپنی رحمت اور مغفرت
کے دروازے ہم پر کہول) اسکے بعد خانہ کعبہ مین داخل ہوتے ہین۔ داخل ہونے والے
کے مقابل یعنی رکن یمانی اور رکن شامی کی دیوار مین پانچ پتہر کی چٹانین قد آدم بلند اور
پانچ پانچ بالشت چوڑی کواڑون کی طرح نصب ہین۔ انمن سے تین سُرخ اور دو سبز ہین اور
ہر ایک پر سفید مینا کیا ہوا ہے۔ اول سُرخ رنگ کا پتہر رکن یمانی سے ملا ہوا ہے اس سے
آگے پانچ بالشت کے فاصلے پر سبز ہے۔ اسی چٹان کے مقابل تین ہاتہ درے حضرت

سرورِ انام صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا مقام ہے۔ یہاں نماز پڑھنے کے لئے
بہت ہجوم ہوتا ہے۔ اس چٹان سے آگے اسی ترتیب سے ایک سُرخ اور ایک سبز
چٹان پانچ پانچ بالشت کے فاصلے پر نصب ہے۔ دونوں چٹانوں کے درمیان میں ایک
ایک نہایت سفید پتھر لگا ہوا ہے۔ اُس پر قدرتی نیلگوں نقش و نگار اور درخت وغیرہ بہت
خوشنما ہیں۔ اس سفید پتھر کے دونوں بازوؤں پر ایک اور مختلف نقش و نگار کا پتھر ہے
اِن پتھروں سے سُرخ اور سبز چٹانوں کے کنارے دو دو اُنگل اُونچے ہیں۔ اسی صورت
سے اِس دیوار میں سفید پتھروں کی چھ محرابیں ہیں۔ بائیں طرف کی دیوار میں یعنی رکن اسود
اور رکن یمانی کے مابین سفید پتھر کی پانچ محرابیں اور دو سُرخ اور دو سبز چٹانیں ہیں
رکن یمانی اور رکن شامی کی طرح یہ چٹانیں بھی دو دو اُنگل اُبھری ہوئی ہیں۔ دہنی طرف
یعنی رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان سنگ سفید کی چھ محرابیں اور ایک سبز اور
دو سُرخ چٹانیں ہیں۔ یہ وہ دیوار ہے جسمیں باب الرحمۃ ہے۔ دروازہ تین بالشت
چوڑا اور سات بالشت بلند ہے۔ اِس دروازے میں داخل ہونے والے کے دہنی طرف
کو بازو سے دو ثلث بالشت کے فاصلے پر سبز چٹان نصب ہے۔ رکن عراقی اور رکن شامی
کی دیوار میں بھی سنگ سفید کی تین محرابیں اور ایک سبز اور دو سُرخ چٹانیں ہیں
انمیں سے ہر پتھر کے اوپر سونے کے دوہرے دوہرے حاشیے ہیں اور انپر لاجوردی
بیل بوٹے بنائے ہیں۔ ہر حاشیہ کی بیل دو بالشت چوڑی ہے۔ اور نصف
دیوار تک جہاں سے سونے کا طمع شروع ہوا ہے۔ یہ حاشیے منتہی ہوئے ہیں۔ مگر دہنی

جانب کی دیوار کے پتھرون پر اکہرا ہی حاشیہ ہے۔ کہین کہین سے حاشیہ اڑ بھی گیا ہے۔ ہر کونے کے پائین مین دو چھوٹے چھوٹے سبز پتھر کونون کے حاشیے کے طور پر لگے ہوئے ہین۔ اسیطرح ہر کونے کے اوپر چاندی کی کہرکیون کے گرد سبز پتھر کا حاشیہ ہے۔ گویا کھڑکیون کے بازو سنگ سبز کے بنائے ہین ہر دیوار کے دونون کونون پر اول سرخ چٹانین ہین اور درمیان مین ترتیب وار ایک سبز اور ایک سرخ ہے۔ مگر بائین جانب کی دیوار مین رکن اسود کے قریب پہلے سبز چٹان ہے اور پھر حسب ترتیب بالا چٹانین لگی ہوئی ہین۔

بیرون کعبہ مقام کریم کے سامنے خطیب کے لئے ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ اور اُسمین چار پہئے ہین۔ جمعہ کے روز اس منبر کو رکن عراقی اور رکن اسود کی درمیان کی دیوار سے ملا کر رکھتے ہین۔ خطیب باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حرم شریف مین آتا ہے۔ یہ دروازہ شرقی و شمالی طرف کے دالان مین مقام کریم کے سامنے ہے۔ خطیب سیاہ زرین کپڑے پہنے تھا۔ سر پر زرنگار سیاہ عمامہ اور اوپر ہلکے رنگ کی سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ خطیب نہایت تمکین اور وقار سے دو سیاہ نشانون کے درمیان مین آہستہ قدمی سے چلتا تھا نشان دو مؤذنون کے ہاتھ مین تھے۔ ایک شخص آگے ہاتھ مین ایک سرخ لکڑی لئے ہوئے چلتا تھا۔ لکڑی مین ایک تسمہ بندھا ہوا تھا اور تسمے کے کنارون پر چھوٹی چھوٹی طرّیان تھین۔ وہ شخص تسمے کو ہلاتا تھا اور طرّیون کی آواز حرم شریف

کے اندر اور باہر سب لوگ سنتے تھے۔ گویا یہ آواز خطیب کے داخلے کی اطلاع ہے۔ اس آلے کا نام فرقعہ ہے۔ خطیب نے منبر کے قریب جاکر پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور دعا مانگی۔ پھر منبر کی طرف بڑھا۔ موذن الزمزی حرم کے تمام مؤذنوں کا سردار ہے وہ بھی سیاہ لباس مین کندھے پر تلوار رکھے ہوئے خطیب کے آگے آگے تھا۔ جب خطیب نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا مؤذن الزمزی نے خطیب کے گلے مین تلوار ڈالدی۔ ہر زینے پر قدم رکھنے سے تلوار کی کوٹھی منبر پر لگتی تھی اور آواز پیدا ہوتی تھی یہان تک کہ چوتھے زینے تک چار آوازین ہوئین۔ منبر کے اُوپر جاکر خطیب نے کعبہ شریف کی جانب منہ کرکے آہستہ آہستہ دعا مانگی۔ پھر دہنے اور بائین مڑ مڑکر سلام علیک کی۔ حاضرین سلام کا جواب دیکر خاموش ہوگئے۔ اور مؤذن خطیب کے سامنے کھڑے ہوکر ایک آواز مین اذان کہنے لگے۔ اذان کے بعد خطیب نے خطبہ شروع کیا۔ اول خطبے مین ذکر خدا اور پند و نصائح کے بعد بیٹھ گیا۔ اسکے بعد پھر تلوار کی کوٹھی سے منبر پر آواز ہوئی اور خطیب نے کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بعد صحابہ کرام خصوصاً خلفاے راشدین۔ ازواج مطہرات۔ عمین مکرمین حسنین شریفین۔ فاطمۃ الزہرا۔ اور خدیجۃ الکبریٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا۔ اور پھر خلیفہ ابو العباس احمد الناصر اور اسکے بعد امیر مکہ مکثر بن عیسیٰ بن فلیتہ بن قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی ہاشم الحسنی کے واسطے دعا کی۔ اور آخر مین صلاح الدین

ابی المظفر یوسف بن ایوب اور اُسکے بھائی ابی بکر بن ایوب کے لئے دعا کی۔
صلاح الدین کی دعا کے وقت تمام حاضرین کی زبانوں سے آمین نکلی۔

بندۂ خود را چو خالق بر گزید مہرش اندر جان عالم آفرید

درحقیقت ایسے بادشاہ کے لئے دعا کرنا گویا اُسکا حق ادا کرنا ہے اسلئے کہ اُسنے ان لوگوں کی کفالت مہمات مین بہت کوشش کی ہے۔ اور محصول کے ناجائز بار سے حجاج کو سبکدوش کیا ہے۔ چنانچہ آج ہی ہمین معلوم ہوا کہ سلطان صلاح الدین نے حجاج کی خدمت۔ درستی سامان۔ اور سپاہیون کے جبر وظلم سے حفاظت کی بابت امیر مکّہ کو ایک تحریر مین سخت تاکید لکھی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس مقصد شریف کی کوشش اور انتظام مین ہم تم دونون اللہ تعالی کے فضل وکرم کے اُمیدوار ہین۔ غرضکہ جب تک خطبہ پڑھا گیا دونون مؤذن منبر کے پہلے زینے کے دونون طرف سیاہ نشان لئے ہوئے کھڑے رہے۔ خطبہ کے بعد منبر کے دروازے کے دونون طرف دو حلقے تھے اُنمین نشان لگا دیئے۔ نماز سے فارغ ہوکر پھر دونون نشان مؤذن دہنے بائین لئے ہوئے چلنے لگے۔ اور فرقعہ کی آواز بھی اُسیطرح ہونے لگی۔ گویا اب نماز سے فارغ ہوکر واپسی کی اطلاع تھی اور منبر کو اُسی جگہ مقام کریم کے سامنے رکھدیا۔

جس روز جمادی الاولی کا چاند دکھائی دیا اُسکی صبح کو امیر مکّہ حرم شریف مین آیا۔ جب وہ مقام کریم کے پاس پہنچا کتان کا پانداز بچھایا گیا اور اُسپر اُسنے دو رکعت

نماز ادا کی۔ پھر حجر اسود کو بوسہ دیکر طواف شروع کیا۔ اسوقت ایک گیارہ برس کا لڑکا موذن الزمزمی کا بھائی زمزم کے قبہ پر چڑھ گیا۔ موذن زمزمی سب موذنوں کا پیشوا ہے اور تمام موذن اذان مین اُسی کا اقتدا کرتے ہین۔ وہ لڑکا سر پہ عمامہ باندھے اور مکلف لباس پہنے تھا۔ امیر کہ جب طواف کا ایک دور ختم کیا اُس لڑکے نے بلند آواز سے کہا "صبح اللہ مولانا الامیر سعادۃ دائمۃ ونعمۃ شاملۃ" اس دعا کے ساتھ جمادی الاول کی تہنیت کہی اور تین چار مدحیہ اشعار امیر مکہ اور اُنکے آبا و اجداد کی تعریف کے پڑھے۔ جسوقت امیر طواف کے دوسرے دور مین رکن یمانی سے گذر کر رکن اسود کی طرف بڑھا اُس لڑکے نے اُسی طرح سے پھر دعا دی اور اشعار سابق کے خلاف اور جنیہ مدحیہ شعرون پر دعا کو ختم کیا۔ طواف کے ساتون دور مین اُس لڑکے نے اسیطرح امیر مکہ کی دعا اور ثنا ادا کی۔ اثنائے طواف مین امیر کے آگے آگے قاری پڑھتے جاتے تھے۔ یہ حُسن انتظام۔ لڑکے کی خوش آوازی اور حسن کلام۔ اور قاریون کا کلام الٰہی کو بآواز بلند پڑھنا دل پر اثر کرتا تھا۔ اور آنکھون سے آنسو ٹپکاتا تھا۔ طواف سے فارغ ہوکر اُسنے ملتزم کے پاس دوگانہ ادا کیا۔ پھر مقام کریم کے پاس دوگانہ پڑھکر اپنے خیل وحشم کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اب یہ امیر اگلے چاند تک حرم شریف مین نظر نہ آئیگا۔

خانۂ کعبہ کی بنا مین بھورے رنگ کے بڑے بڑے سخت پتھر لگائے ہین اور

اُنھون اسقدر مستحکم کیا ہے کہ گردش زمانہ کا تصرف بھی دشوار ہے۔ رکن یمانی کا
پتھر کا ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا مگر اُسمین چاندی کی کیلین لگاکر پھر اصلی حالت پر درست
کر لیا ہے صرف کیلین نظر آتی ہین۔ وسط حرم مین خانۂ کعبہ بلا تشبیہ ایک بلند برج
کی طرح ہے۔ حرم شریف مین کبوترون کی بہت کثرت ہے اس لئے کہ یہان ہر قسم
کی ایذا سے اُنھین امن ہے۔ مگر بیت اللہ شریف کی چھت پر کوئی کبوتر نہین بیٹھتا
کبوترون کی ٹکڑی کعبۂ شریف کی چھت کے مقابل آکر دہنے بائین پھٹ جاتی ہے
یہی حال اور پرندون کا ہے ہمنے مکہ کے حالات مین پڑھا ہے کہ کعبۂ شریف
کی چھت پر وہ پرند اُترتا ہے جسکو کوئی مرض ہوتا ہے۔ اگر قضا ہی آئی ہے تو مرجاتا ہے
ورنہ اُسیوقت اچھا ہوکر اُڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اُسنے اپنی مخلوق
یہ بزرگیان عطا فرمائی ہین۔

خانۂ مقدس کی دوسری بزرگی یہ ہے کہ داخلی کے وقت سب آدمی اُس مین
داخل ہوتے ہین مگر مکان مین تنگی نہین ہوتی۔ زمین کے قطعہ قطعہ پر ہر شخص دوگانہ
ادا کرتا ہے۔ جس شخص سے دریافت کرو وہ یہی کہتا ہے کہ مین بھی آج داخل ہوا تھا
اور فلان فلان مقام پر نماز پڑھی تھی۔ اسکے علاوہ آٹھ پہر مین کوئی گھڑی ایسی نہین گذرتی
کہ خانۂ کعبہ طواف کرنیوالون سے خالی ہو۔ کوئی شخص تھا طواف کرنا نہین بیان کرتا
یہ قدرت الٰہی ہے کہ اُسنے اپنے مکان کو تا قیامت بزرگی عطا فرمائی ہے۔

حرم شریف کے چارون طرف دالانون کی چھتون پر چوگوشے گنگورے ہین۔

ہر کنگورے کے ہر ضلع مین تین تین کونے ہین۔ گویا ہر ضلع بجاے خود ایک کنگورہ ہے۔ ہر کنگورے کی کرسی کا گوشہ دوسرے کنگورے کی کرسی سے ملا ہوا ہے اور ہر ایک کنگورے کے نیچے ایک ایک بالشت گول روزن ہے۔ اور وہ روزن ہوا کا منفذ ہے۔ اُسپر جب آفتاب یا ماہتاب کی شعاع پڑتی ہے تو مثل چاند کے نظر آتا ہے۔ کنگورے ایسے خوشنما بنے ہوے ہین۔ گویا ایک سطح پر تراش کر بنائے ہین۔ ہر طرف کی چھت پر کنگورونکے درمیان مین تخمیناً تین بالشت چوڑے کا سطح سادہ چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ ہر ایک سادہ سطح خانۂ کعبہ کے ہر ایک ضلع کے مقابل ہے۔ مینار بھی عجیب صنعت سے بنائے ہین۔ نیچے آدھے آدھے مینار مربع ہین اور اُنپر منقش پتھر لگائے ہین۔ اور اُوپر کا نصف حصّہ عمود کے طور پر انٹونسے بنایا ہے اور نہایت عمدہ خاتم بندی کی ہے۔ عمود کے اوپر ایک گنبدی اور اُسکے چارون طرف لکڑی کی خوبصورت جالیان لگی ہین۔ ہر جالی کی علیحدہ قطع ہے۔ ایک کو دوسری سے مشابہت نہین ہے۔ قُبۂ زمزم۔ قُبۂ عباسیہ اور قُبۂ یہودیہ کے نصف اعلیٰ سطح پر لکڑی کے خوشنما بیل بوٹے بنائے ہین۔ چھت پر چارون طرف لکڑی کا کٹہیرا ہے اور اُسمین نہایت نفیس جالی تراشی ہے اس کٹہیرے کے اندر ایک ہموار سطح ہے اور اُسمین مینار کے طور پر گنبد ہے۔ یہان مؤذن زمزمی اذان کہتا ہے۔ گنبد کی چوٹی پر ایک لوہے کا ظرف ہے۔ رمضان شریف مین روشنی کے واسطے اُسمین مشعل لگائی جاتی ہے۔ اس قبہ

کی جو دیوار خانۂ کعبہ کی جانب ہی اُس مین لوہے کے ٹک لگے ہوئے ہین۔ اُن
شب کو لالٹینین روشن ہوتی ہین۔ قُبّہ کی ہر دیوار مین تین تین محرابین کنج کے چھوٹے
چھوٹے ستونون پر قائم ہین۔ بعض ستون بلدار ہین اور نہایت نادر صناعی کی ہی
خصوصًا حجر اسود کی طرف کے ستون بہت ہی خوبصورت ہین۔ ہر ستون کی چوٹی
پر تین تین چار چار محرابون کے کنارے آکر ملے ہین۔ اِن کنارونکے بیچ مین
عجیب و غریب نقش و نگار بنائے ہین۔ محرابون کے اوپر لوہے کی سلاخین لگی
ہوئی ہین۔ حجر اسود کی جانب کی دیوار کے نیچے پتھر کا ایک چبوترہ ہے وہان لوگ
بیٹھکر خانۂ کعبہ کی زیارت کرتے ہین۔ اور اہل نظر اس مقام کی شرافت سے مراتب
درجات آخرت کا اندازہ لگاتے ہین۔ اسلئے کہ اس مقام کے سامنے حجر اسود دہنی طرف
مقام کریم۔ بائین جانب باب الصفا اور عقب مین چاہ زمزم ہے۔ یہ جگہ انسان کے
اعزاز و شرف کے واسطے کافی ہے۔ قُبّۂ عباسیہ کی جالی کا کونا قبۂ یہودیہ کی
جالی کے کونے سے اسطرح ملا ہوا ہے کہ ایک چھت پر سے دوسری چھت پر
جا سکتے ہین۔ قبون کے اندر چونے کی استرکاری پر خوبصورت بیل بوٹی بنائی ہین۔
حرم شریف مین اہل سنّت کے چار امام اور فرقۂ زیدیہ کا ایک امام ہے
یہ آخری فرقہ تبرائی رُفاض کا ہے۔ اس شہر کے اکثر شرفا کا یہی مذہب ہی۔ اور
یہ لوگ اذان مین حي علی الفلاح کے بعد حي علی خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین
نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے۔ ظہر اور عصر ملاکر پڑھتے ہین۔ اور مغرب کی

نماز اہل سنت کے اماموں کے بعد ادا کرتے ہیں۔

اہل سنّت کے ائمہ میں سب سے پہلے امام شافعی کے مصلّے پر نماز ہوتی ہے یہ عباسی اماموں کے پیشوا ہیں۔ اُنکا مصلّے مقام کریم کے عقب میں ہے۔ اُنکے بعد مالکی نماز پڑھتے ہیں۔ مگر مغرب کی نماز وقت کی تنگی کی وجہ سے سب امام ایک ساتھ ہی ادا کرتے ہیں۔ اسوقت کی نماز میں تمام مقتدی اپنے اپنے مؤذن اور اماموں کی آوازوں پر بغور متوجہ رہتے ہیں اسلئے کہ چاروں طرف سے کان میں تکبیروں کی آواز آتی ہے اور نمازیوں کو دھوکا ہوتا ہے۔ کبھی مالکی۔ شافعی اور حنبلی مؤذنوں کی تکبیر پر رکوع و سجود کرتے ہیں اور کبھی اپنے امام کے خلاف دوسرے امام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہیں۔

مالکی کا مصلّی رکن یمانی کے مقابل ہے اور اُسمیں اس قطع کی پتھر کی محرابیں ہیں جیسی کہ آمد و رفت کی راہوں پر بنائی جاتی ہیں۔ مالکی کے بعد حنفیوں کے مصلّے پر نماز ہوتی ہے۔ یہ مصلّی میزاب کی طرف حطیم کے نیچے ہے۔ اس مصلّے میں شمع وغیرہ کا سامان بکثرت ہے۔ کیونکہ عجمی حکومتیں سب اسی مذہب پر ہیں۔ انکی نماز سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ حنبلیوں کا مصلّی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں ہے انکی نماز کا وقت مالکیوں کے وقت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز حنفیوں کے متصل مغربی اور شمالی دالان میں پڑھتے ہیں۔ حنفی اِن دونوں وقتوں کی نمازیں مغربی اور جنوبی دالان میں حنبلیوں کی محراب کے سامنے پڑھتے ہیں۔ اس

محراب پر حطیم نہین ہے۔ شافعیہ کا حطیم مقام کریم کے عقب مین اس قطع کا ہے کہ چھوٹے چھوٹے پیل پایون پر لکڑیان نصب ہین اور اُنمین ہاتہ ہاتہ بہر کے ڈنڈے سیڑہی کی طرح پڑے ہوئے ہین۔ اسیطرح اُسکے مقابل مین بھی دو لکڑیان ہین۔ اِن لکڑیون کے اوپر ایک لکڑی کیلو نسے جڑی ہوی ہے اور اُسمین آہنی ہک لالٹینون کے واسطے لگے ہوے ہین۔ اوپر کی لکڑی کے ادہر اُدہر محراب دار جالی ہے حنفیہ کے حطیم مین محراب بھی بنی ہوی ہے۔ حنفیون کے قریب حنبلیون کا ایک مصلّی بیکار پڑا ہے اور رامشت نامی ایک عجمی دولتمند کے نام سے منسوب ہی۔ اس عجمی کے بہت سے آثار خیر حرم شریف مین ہین۔ اسی طرح ایک مصلّی حجر کے ساتہ بیکار پڑا ہوا ہے اور کسی مجہول الحال مقدم نامی وزیر سے منسوب ہی۔ یہ تمام مقامات خانۂ کعبہ کے گرد مین ہین۔ انسے تھوڑے فاصلے پر لکڑی کے ستون نصب ہین۔ اور اُنپر لوہے کے ظروف مین مشعلین روشن کی جاتی ہین جنسے تمام حرم شریف منور ہو جاتا ہے۔ امامون کے سامنے شمعین روشن ہوتی ہین۔ مالکیون کے مصلّے مین آرائش اسوجہ سے کم ہے کہ اس مذہب کے لوگ اِن ممالک مین بہت تھوڑے ہین۔ تمام مخلوق شافعی مذہب کی مقلّد ہے۔ یہان کے بڑے بڑے علما اور فقیہ بھی اسی مذہب کے پیرو ہین۔ البتہ اسکندریہ کے باشندے اکثر امام مالک کے مقلد ہین۔ مالکی مذہب کے علما مین ابن عوف بہت بڑے فقیہ ہین۔

قبۂ زمزم کی چھت پر جو زینہ ہے مؤذن زمزمی ہر روز بعد نماز مغرب اُسپر چڑھ کر آواز

بلند امام عباسی احمد الناصر لدین اللہ امیر مکہ۔ اور سلطان صلاح الدین کے واسطے
دعا کرتا ہے۔ صلاح الدین کے نام پر ختم دعا کے وقت تمام طواف کرنے والے
صدق دل اور خالص نیت سے آمین کہتے ہین۔ اُنکے آمین اس خضوع اور خشوع سے
ہوتی ہے کہ قلب پر اثر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کی تعریف بانوں پر
اور محبت دلون مین پیدا کردی ہے۔ سلطان کی دعا کے بعد اُسکے امرای صلح۔
عمال یمن۔ حجّاج اور مسافرون کے واسطے دعا کیجاتی ہے۔

قبۂ عباسیہ کے تہ خانے مین ایک بڑے صندوق کے اندر خلفاے اربعہ مین سے
کسی صاحب کے ہاتہ کا قرآن شریف لکہا ہوا رکہا ہی اور اُسپر زید بن ثابت کے
ہاتہ کا سنہ تحریر ہی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اٹھارہ برس
بعد لکہا ہے۔ اُسکے بہت سے ورق جاتے رہے ہین۔ کلام اللہ لمبے چوڑے
ورقعون پر لکہا ہوا ہے اور لکڑی کی دفتیون مین مجلد ہے اور اُسپر برنجی قبضہ لگے
ہوے ہین۔ ہمنے اس کلام مقدس کی زیارت کی۔ بوسہ دیا۔ اور اُسکے نقوش کو
کو تبرکاً چہوا۔ قبہ کے متولی کی زبانی معلوم ہوا کہ اہل مکہ پر جب قحط وغیرہ کی کوئی
آفت آتی ہے تو خانۂ کعبہ کا دروازہ کہولکر اس کلام اللہ اور مقام کریم کو دہانیر پر رکہکر
تمام حاضرین سر برہنہ کہڑے ہوکر ان تبرکات کے وسیلے سے دعا مانگتے ہین
اُس جگہ سے ہٹنے بھی نہین پاتے کہ اللہ تعالیٰ مشکل آسان کردیتا ہی۔

حرم شریف کے سامنے دار زبیدہ۔ دار قاضی۔ اور دار عجلہ وغیرہ کی طرح بہت سے

مکان ہین اُنکے دروازون ہین سے حرم شریف کی راہ ہے - یہ جوار کریم رہنے کو واسطے
خوب ہی - اسکے سوا چار و نطرف حرم شریف کے بہت سے مکانات ہین - ان
مکانون کے جہروکے اور چھتین حرم شریف سے ملی ہوئی ہین اور اُنپر سے حرم
شریف کی چھت پر آنے کو راہین ہین - اِن مکانون مین لوگ رہتے - چھتو پر پانی
سرد کرتے ہین - راتدن بیت اللہ شریف کے نظارے سے بہرہ اندوز ہین اور
دائمی عبادت میسر ہے - اللہ تعالیٰ یہ ہمسائیگی اُنھین مبارک کرے - ہمنے زاہد ابی
جعفر الفنکی القرطبی کی تحریر مین دیکھا ہے کہ حرم شریف کا عرض وطول ہمارے
تحریر کے مطابق ہے - جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مقدس تین سو ہاتہ لمبی
اور دو سو ہاتہ چوڑی ہے اور اسکا کل مربع رقبہ چھ بیس مربع مغربی ہوا - اور ہر مربع
پچیس سو ہاتہ مربع کا ہوتا ہے - اور اُسمین تین سو ستون اور تین مینار ہین - مسجد
بیت المقدس جو اہل اسلام کے زمانہ مین درست ہوئی ہے اسکو سات سو اسّی
ہاتہ لمبا اور چار سو پچاس ہاتہ چوڑا لکھا ہے اور کل رقبہ ایک سو پینتالیس ۱۴۵ مربع مربع
ہوا - چار سو چودہ ستون اور پچاس دروازے ہین - پانسو قندیلین روشن ہوتی ہین

حرم شریف کے دروازے

حرم شریف کے اُنیس ۱۹ دروازے ہین - اور ہر دروازے مین متعدد مخرج ہین -
باب الصفا کے پانچ مخرج ہین اور اُسکا قدیمی نام بنی مخزوم ہے - باب الخلقیین
مین دو مخرج ہین یہ جدید دروازہ ہے اور اُسے جیاد الاصغر بھی کہتے ہین باب العباس

اور باب علی کے تین مخرج ہین - باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مخرج
ہین باب بنی شیبہ کے تین مخرج ہین - یہ دروازہ بنی عبد الشمس کا ہے
خلفاے عباسیہ اسی دروازے سے داخل ہوتے ہین - اس دروازے کے ساتھ
ایک چھوٹا سا دروازہ ہے اور دو مخرج ہین مگر اُسکا کوئی نام نہین ہے
باب دار الندوہ کے تین مخرج ہین - دو دار الندوہ سے ملے ہوے ہین -
اور تیسرا دار الندوہ کے مغربی گوشے مین ہے - اس تنہا مخرج کی وجہ سے حرم شریف
کے بیس دروازے شمار کئے جاتے ہین باب صغیر ایک کھڑکی کے طور پر ہے
اُسکا کوئی خاص نام نہین ہے - چونکہ رباط صوفیہ مین جانے کی راہ اسی دروازے
سے ہے اسلئے اُسکو باب الرباط کہتے ہین - اور باب بنی شیبہ کے سامنے ہے
باب صغیر دار عجلہ کے واسطے نیا بنایا گیا ہے - باب سدّہ - باب ابراہیم -
اور باب عمرہ کا ایک ایک مخرج ہے - باب حزورہ نام کے دو دروازے
ہین اور اُنکے دو مخرج ہین باب جیاد الاکبر کے نام سے دو دروازے ہین اور
اُنکے دو دو مخرج ہین - ایک دروازہ دقاقین سے منسوب ہے اُسکے دو مخرج
ہین لیکن ہمنے بڑی کوشش سے تحقیق کی تو ثابت ہوا یہ دروازہ بھی جیاد سے متعلق ہے
گویا چار دروازے جیاد کے ہین باب ابراہیم اُس بڑے وسیع گوشہ مین ہے جسمین
فقیہ مالکی مکناسی کا مکان ہے - اُس مکان مین ایک کھڑکی ہے اور اُس مین حرم شریف
کی کتب موقوفہ متعلق مذہب مالکی کا مخزن ہے - یہ گوشہ مغربی اور جنوبی دالان کے

قریب دالان کی حد سے خارج ہے۔ باب ابراہیم کے سامنے داخل ہونیوالے
کے دہنی طرف ایک مینار ہے۔ اسکی قطع اور مینارونسے جدا ہے۔ مینار کے
سطح پر لمبے لمبے شگاف محرابون کی طرح چونے سے بناکر اُنکے گرد بہت نادر
بیلین بنائی ہین۔ باب ابراہیم پر اسقدر بلند قبّہ ہے کہ اُسکی اونچائی مینار تک ہے
قبّہ کے اندر چونے کے بہت خوبصورت نقش و نگار ہین۔ قبّہ کے باہر بھی چھوٹے
چھوٹے گولے کئی دائرون مین بنائے ہین اور وہ مثل گول پایون کے نظر
آتے ہین۔ مینار کے زینہ کا ستون پیل پایون پر بنایا ہے۔ پیل پایون کے
درمیان مین خالی جگہ ہے۔ باب الصفا سب دروازون سے بڑا ہے۔ اُسی دروازے
صفا مروہ کو جاتے ہین۔ کیونکہ مستحب یہ ہی کہ عمرہ سے آکر باب بنی شیبہ سے
حرم مین داخل ہون اور باب الصفا کی راہ سے اُن ستونون پر ہوکر جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ کے نشان ہین صفا مروہ کو جائین رکن یمانی سے ان ستونون
تک چھیالیس قدم اور ستونون سے باب الصفا تک نیس قدم۔ اور باب الصفا سے
مقام صفا تک چھتر قدم کا فاصلہ ہے۔ صفا کی چودہ سیڑھیان ہین اُوپر کی سیڑھی چبوترے
کی طرح بہت چوڑی ہے۔ اور اُسپر اونچی اونچی تین محرابین ہین۔ یہ جگہ ستّرہ قدم چوڑی ہے
اور اُسکے اطراف مین لوگون کے مکانات ہین۔ صفا سے مروہ کو جاتے ہوے
پہلے دہنی طرف ایک میل (ستون) ملتا ہے یہ ستون اُوپر سے سبز رنگا ہوا ہے
اور حرم شریف کے رکن شرقی والے مینار کے کونے کے پاس پانی کی راہ کی گنا

پر نصب ہی۔ اسکے آگے دو سبز میل (ستون) ہین۔ ایک باب علی کے سامنے بائین طرف کو حرم شریف کی دیوار پر اور دوسرا اسی دروازے کے مقابل امیر مکہ کے برابر والے مکان پر ہی۔ ان دونون میلون پر ایک ایک لوح لگی ہوئی ہے اور اُنمین یہ عبارت تحریر ہے۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ امر بعمارۃ ھذا المیل عبد اللہ وخلیفتہ ابو محمد المستضی بامر اللہ امیر المومنین اعز اللہ نصرہ فی ۵۶۳ھ" (اس ستون کی تعمیر کے واسطے ۵۶۳ھ مین امیر المومنین خلیفہ ابو محمد المستضی بامر اللہ نے حکم دیا) مقام صفا سے اول میل تک ترانوے ۹۳ قدم کا فاصلہ ہے۔ اور وہانسے دونون میلون تک پچھتر قدم کا بعد ہے اول میل سے اُن دونون میلون تک کے فاصلے کو آمد و رفت مین دوڑ کرتے کرتے ہین اور اُن دونون میلون سے مروہ تک تین سو پچیس قدم کا فاصلہ ہے اس حساب سے صفا مروہ کے درمیان کا فاصلہ چار سو ترانوے قدم کا ہے مروہ کی پانچ سیڑہیان ہین اور اُنکی چوڑائی صفا کی طرح ستر قدم ہے اور سیڑہیونکے اوپر ایک بڑی محراب ہی۔ صفا اور مروہ کے درمیان کی زمین بارش کے پانی کی مرور کی جگہ ہی فی الحال یہان میوہ اور کہانے وغیرہ کا بہت خوبصورت بازار ہے صفا مروہ کے دوڑنے والون کو انبوہ کی وجہ سے بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس شہر مین بزازون اور عطارونکے بازار کے ایسا بارونق کوئی بازار نہین ہے۔ عطار اور بزازون کا بازار بھی باب بنی شیبہ کے متصل ہے اور اسی بازار سے ملا ہوا ہی۔

جبل ابی قبیس حرم شریف سے ملا ہوا ہے اور شرق کی جانب حجر اسود کے سامنے ہے۔ اس پہاڑ پر ایک رُباط اور مسجد ہے۔ مسجد کے پاس ایک قطعہ ہے وہاں سے تمام شہر کی عمارت کی خوبی۔ حرم شریف کی وسعت اور اُسکے درمیان مین خانہ کعبہ کا حسن و جمال بخوبی نظر آتا ہے۔ مینے اخبار مکہ مین ابی الولید ازرقی کی تصنیف مین دیکھا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام دنیا کے پہاڑون سے پہلے اِسی پہاڑ کو پیدا کیا طوفان نوح کے وقت حجر اسود اسی پہاڑ مین امانت رکھا گیا تھا اسلئے اہل قریش نے اُسکا نام امین رکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حجر اسود یہانسے صحیح وسالم ملا تھا اسی پہاڑ مین حضرت آدم علیہ السلام کا مزار ہے مکہ معظمہ کے گرد مین جو دو پہاڑ ہین وہ اخشبان کہلاتے ہین اُن مین سے ابو قبیس بھی ایک اخشب ہے اور دوسرا اخشب مغرب کی جانب قعیقعان کے قریب ہے۔ ہم جبل ابو قبیس پر چڑھے اور مسجد مبارک مین نماز پڑھی۔ یہان وہ بھی جگہ ہے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شق القمر کے معجزے کا اظہار فرمایا تھا۔ اس پہاڑ پر پختہ عمارتون کے نشان باقی ہین یہ عمارت عیسی امیر مکہ کی جاے پناہ تھی۔ عراق کے امیر حاج نے امیر مکہ کی مخالفت کی وجہ سے اُس عمارت کو منہدم کر دیا۔

باب الصفا کے باہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ کے ستونون کے مقابل جو داخل حرم ہین ایک ستون پر یہ عبارت ہے "امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المومنین اصلحہ اللہ تعالی بتوسعۃ المسجد الحرام مما یلی باب الصفا لتکون الکعبۃ

فی وسط المسجد فی سنۃ ۱۶۷ھ" (سنہ ۱۶۷ھ میں امیر المومنین محمد المہدی نے صفا کی طرف وسعت حرم کا حکم دیا تاکہ کعبہ وسط مسجد میں آجائے) اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے خانہ کعبہ وسط حرم شریف میں نہ تھا بلکہ کسیقدر باب الصفا کی جانب مائل تھا۔ اور اب بالکل وسط میں ہے۔ اس بنا پر ہمنے کعبہ شریف کی چاروں طرف پیمایش کی اور عبارت مذکورہ بالا کی تصدیق ہوی۔ اُس تحریر کے نیچے ستون کے پائین میں یہ دوسری عبارت لکھی ہوی ہے۔ "امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المومنین اصلحہ اللہ بتوسیع الباب الاوسط الذی بین ھاتین الاسطوانتین وھو طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الصفا" (امیر المومنین محمد المہدی نے اُن دو ستونوں کے درمیان کے دروازے کی وسعت کا حکم دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفا کو جانے کی راہ پر واقع ہین) اور اس ستون کے برابر کے ستون پر یہ عبارت ہے۔ امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المومنین اصلحہ اللہ بصرف الوادی الی مجراہ علی عھد ابیہ ابراھیم صلعم وتوسعتہ وبالرحاب التی حول المسجد الحرام لحاج بیت اللہ وعمارۃ" اس عبارت کے نیچے بھی وہی عبارت مرقوم ہے جو ستون اول کی پائین پر توسیع دروازے کے متعلق ہے۔ یہان وادی سے وہ وادی مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اللہ تعالی نے کلام پاک مین اس وادی کا تذکرہ ابراہیم علیہ السلام کے قول سے یون فرمایا ہے۔ "ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی

(زرع) (اے ہمارے پروردگار میںنے تیرے معزز گھر مین کعبہ کے پاس اُس بیابان مکہ مین جہان کھیتی نہین اپنی کچھ اولاد لاکر بسائی ہے۔ سورۂ ابراہیم آیت ۳۷) اس وادی کے پانی کا مرور باب الصفا تھا۔ بارش کے وقت حرم شریف کے چارون طرف پانی بہتا تھا اور حرم مین بھی آجاتا تھا۔ خلیفہ مہدی نے آبادی کی بلندی کی طرف ایک بند باندھا جسکو راس الردم کہتے ہین۔ مگر جب بارش زیادہ ہوتی ہے پانی اس بند سے بھی گذر کر اپنے قدیمی مرور مین آجاتا ہے اور باب ابراہیم کے سامنے مقام مسفلہ مین ہوکر شہر کے اندر ہوتا ہوا باہر نکل جاتا ہی۔

اخبار و آثار مکہ معظمہ

شہر کی آبادی دو پہاڑون کے درمیان مین ہے۔ اس وادیِ مقدس کا بہت بڑا قطعہ ہی یہان اس کثرت سے آدمی جمع ہوتے ہین کہ اُنکا شمار سوائے خدا کے کسیکو نہین معلوم ہے۔ شہر کے تین دروازے ہین۔ پھلا دروازہ باب المعلے جون مین ہے اس دروازے سے جبانۃ المبارک کو جاتے ہین۔ اسکے بائین طرف کی پہاڑ پر نہایت دشوار گذار راہ (عقبہ) ہے اور وہان برج کے طور پر ایک نشان بنا ہوا ہے وہین سے عمرہ کو جاتے ہین۔ اس رستے کا نام کداء ہے۔ اس مقام کو حسان اپنی ایک شعر مین لکھتا ہے۔ "تثیر النقع موعدھا کداء" (غبار اٹھتا ہی اور وعدہ گاہ کدا رہے) فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ادخلو من حیث قال حسان" (اُس سمت سے داخل ہو جسکو حسان نے

بیان کیا ہے) اس حکم کے موافق سب اسی عقبہ سے داخل ہوے - اس جگہ کا نام حجون ہے اسکی بابت حارث بن مضاض الجرہمی کہتا ہے -

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکة سامر
بلی نحن کنا اھلھا - فابادنا صروف اللیالی والجدود العواثر

(گویا حجون اور صفا کے درمیان مین کوئی انیس اور قصہ گو نہ تھا - نہین - ہمتوا سکے باشندے تھے - گردش زمانہ اور بدقسمتی نے ہمین تباہ کر دیا) جبانہ مین بہت سے صحابہ کرام تابعین - اولیا - اور صالحین کے مزارات ہین - مزار کہنہ اور بے مرمت ہو گئے ہین باشندون کو اہل مزار کے نام بھی یاد نہین رہے - اسی جگہ وہ مقام ہے جہان حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش کو لٹکایا تھا - اب تو صرف ایک نشان باقی ہے پہلے اُسپر بڑی عمارت تھی - اہل طائف نے اُسے منہدم کر دیا اسلئے کہ عمارت کو دیکھکر لوگ حجاج پر لعنت کرتے تھے اور حجاج اہل طائف سے تھا جبانہ سے درے داہنی طرف دو پہاڑون کے درمیان مین وہ مسجد ہے جسمین جنابِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف بیعت حاصل کیا تھا - اسی دروازے سے عراق - طائف - اور عرفات شریف کی جانے کی راہ ہے - اور یہ دروازہ گوشۂ شرق و شمال مین کسیقدر شرق کو بچا ہوا ہے -

دوسرا دروازہ باب المسفل جنوب کی طرف ہے - اس دروازے سے یمن کو جاتے ہین - خالد بن الولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسی دروازے سے داخل ہوے تھے -

تیسرا دروازہ **باب الزہرا** غرب کی جانب ہی۔ اس دروازے سے مدینہ منورہ جدہ اور شام کو جانے کی راہ ہے۔ اور اسی دروازے سے تنعیم کو جاتے ہین۔ عمرہ کو جانیوالے تنعیم مین احرام باندہتے ہین اسلئے اُسے باب عمرہ بھی کہتے ہین۔ تنعیم شہر سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اور راہ نہایت کشادہ اور عمدہ ہے راہ مین شیرین پانی کے کنوین ہین اُنکو شبیکہ کہتے ہین۔ شہر سے نکلتے ہی ایک میل کے فاصلے پر مسجد ہے مسجد کے سامنے چبوترہ کی قطع کا ایک پتہر راہ مین ملتا ہے اس پتھر کے اوپر دوسرا پتہر بطور تکیہ کے لگا ہوا ہی اُسمین پُرانے اور خراب شدہ کچھ نقوش ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ سے واپسی مین اس پتہر پر استراحت کے واسطے بیٹھتے تھے۔ لوگ اس پتہر کو بوسہ دیتے ہین۔ مُنہ رگڑتے ہین۔ اور تکیہ لگاتے ہین تاکہ تمام جسم اُس سے مس ہو جائے۔ یہانسے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر بائین طرف راستے کے کنارے دو قبرین ہین۔ اُنپر پتہرونکے بڑے بڑے ڈہیر لگے ہین یہ دونون قبرین ابولہب اور اُسکی بی بی کی ہین۔ زمانۂ قدیم سے اب تک لوگ ان قبرونپر سنگسار کرتے ہین اسلئے اُنپر پہاڑون کی طرح پتہرونکے انبار لگ گئے ہین۔ یہانسے ایک میل کے فاصلے پر ایک اور بارونق مقام ہے۔ رستے کے دونون جانب مکانات اور باغ ہین۔ یہ عمارتین ایک شخص کی ملک ہین عمرہ کو جانے والونکے واسطے وضو کے ظروف رکھے ہوے ہین اور سقاے بنا دیے ہین۔ راستے کے دونون طرف لمبے لمبے سایہ دار چبوترون پر لوٹے چُنے ہوے ہین اور پانی سے بھرے

ہوتی ناندین رکھی ہین۔ ناندون کی قطع دہوبیونکے کپڑے دہونے کے برتنون کی سی ہے۔ یہان میٹھے پانی کا ایک کنوان بھی ہے اسکے پانی سے یہ ظروف بھرے جاتے ہین۔ غرضکہ عمرہ والونکو اس جگہ طہارت و۔ وضو اور پانی پینے کی بڑی آسایش ہی اور صاحب مکان کو بیحد اجر و ثواب ملتا ہی۔ یہان رستے کے دونون طرف چار پہاڑ ہین۔ دو اسطرف اور دو اُسطرف پہاڑون پر پتھر کے میل بنے ہوے ہین۔ کہتے ہین یہ وہ متبرک پہاڑ ہین جنپر ابراہیم علیہ السلام نے پرندکے ٹکڑے کرکے پھینکے تھے اور پھر وہ پرند حکم الٰہی سے اُڑکر اُنکے پاس آگیا۔ اسکی خبر کلام اللہ مین بھی ہی۔ ان پہاڑونکے گرد اور پہاڑ ہین۔ انکی نسبت بیان کرتے ہین کہ حضرت خلیل اللہ نے پرندکے سات ٹکڑے کرکے ان سات پہاڑون پر پھینکے تھے۔ اس مقام سے گذر کر وہ میدان ملتا ہی جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہونے کے وقت مقیم ہوے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا تھا اور پھر مکہ مین داخل ہوے تھے۔ اس میدان کے اطراف کی کنوون کو شبیکہ کہتے ہین۔ یہان ایک مسجد حضرت خلیل اللہ کے نام سے منسوب ہی۔ اس راہ کے برکات مقدسہ حوض اور غور کے قابل ہین۔ اس میدان کے آگے ایک تنگ جگہ سے گذر کر چند میل ملتے ہین۔ ان میلونسے مکہ شریف تک کی کل جگہ داخل حرمت ہی اور میلونکے باہر داخل حلت ہی۔ یہ میل برجون کی طرح کچھ بڑے اور کچھ چھوٹے ہین اور ایک دوسرے کے مقابل قریب قریب واقع ہین رستے کے دہنے بائین دو پہاڑ ہین دہنے پہاڑ کے اوپر سے نیچے تک اور پھر وہانسے

باین سمت کی پہاڑ کی چوٹی تک برابر برابر میل بنے ہوے ہین۔ اور یہی جگہ عمرہ والون کے احرام باندہنے کی ہے۔ پتھر کی یہان کئی مسجدین ہین اُنمین نماز پڑہکر احرام باندہتے ہین۔ اِن نشانون یا میلون سے دو پرتاب تیر کے فاصلے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد ہے اس مسجد مین مالکی مذہب کے لوگ نماز پڑہکر احرام باندہتے ہین اُسکے سامنے ایک مسجد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

باب بنی شیبہ کی دہلیز بڑے بڑے لمبے پتھرونکی ہے یہ پتھر گویا دروازے کا چوکھٹ ہین۔ بعض لوگ کہتے ہین یہ پتھر اہل قریش کے بت ہین ایام جاہلیت مین اُنکی پرستش کرتے تھے۔ اِن مین سب سے بڑا بت ہُبل ہے۔ وہ سب کے بیچ مین اوندہا پڑا ہوا ہے اور آدمیونکے قدمونسے پامال اور اُنکی جوتیونسے ذلیل و خوار ہوتا ہے مگر اس بلا کو اپنے سر سے نہین ٹال سکتا۔ معبودیت اور یکتائی اللہ تعالی کی ذات کے واسطے زیبا ہے لیکن اس دہلیز کی نسبت یہ روایت غلط ہے اسلئے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن بتون کے توڑنے اور جلانے کا حکم دیا تھا۔ غالباً دہلیز کے بڑے بڑے پتھر دیکھکر اُنکو بتونسے مشابہ پایا اور اسطور پر مشہور کر دیا۔

مکہ معظمہ کے شرق مین تین میل کے فاصلے پر جبل حرا رہے۔ یہ پہاڑ نہایت بلند اور مناسے ملا ہوا ہے۔ اُسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر چڑہے ہین اور مشیر عبادت مین مشغول رہے ہین۔ قرآن شریف کی پہلی آیت اِسی پہاڑ پر نازل ہوئی تھی ایک مرتبہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پہاڑ پر تشریف لے گئے پہاڑ لرزنے

لگا آپنے ارشاد فرمایا۔ "ما اسکن حراء فما علیك الا نبی وصدیق وشهید"
(تھر اے حرا، تجھپر سوائے نبی۔ صدیق اور شہید کے اور کوئی نہین ہے) اُسوقت
حضرت کے ہمراہ صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ بعض روایتون مین آیا ہے کہ آپنے
صدیق وشہیدان فرمایا ہے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہمرکاب تھے۔ یہ پہاڑ
مغرب سے شمال کی طرف چلا گیا ہے اُسکے شمالی حصے کے پرے جبانہ ہے۔ مکہ کے چاروں
طرف پہاڑ محیط ہین چار دیواری کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ پہلے اُن تینون دروازونکے
قریب قریب کچھ چار دیواری تھی مگر اب منہدم ہوگئی ہے صرف نشان باقی ہین اور
دروازے ہنوز قائم ہین۔

حالات بعض زیارات مکہ معظمہ

اس آبادی کی اس سے زیادہ اور کیا شرافت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی نے اُسکو اپنے
مقدس مکان کے لئے مختص کیا۔ مقام دعوت ابراہیم علیہ السلام قرار دیا۔ اور جائے
حرمت وامن مقرر فرمایا۔ سب سے اعلی یہ بزرگی ہے کہ ولادت گاہ حضرت سرور انام
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام نزول وحی۔ اور مورد جبریل علیہ السلام ہے اسکے سوا
جمہور انبیا علیہم السلام کا مامن گروہ صحابہ کرام۔ اہل قریش۔ اور مہاجرین کا مسکن ہے
یہان مقامات متبرکہ اور زیارات بکثرت ہین جن مقامونکی ہمنے زیارت کی ہے
صرف انکا حال بیان کیا جاتا ہے۔

قبہ وحی۔ یہ عمارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی بنی ہوی ہے اور

خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے مکان مقدس مین واقع ہے۔ اس مکان مین ایک اور چھوٹا سا قبہ ہے۔ اُس جگہ حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور اُنکے دونون صاحبزادے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوے تھے۔ یہ عمارتین نہایت نفیس ہین اور ہمیشہ بند رہتی ہین۔

دوسرا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاے ولادت ہی یہان نہایت خوشنما اور نادر مسجد بنی ہوئی ہے اور اُسپر بکثرت سونے کا کام ہی۔ جس زمین پر ولادت کے وقت جسم مطہر نے مس کیا تھا اُسکے گرد چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے یہ مکان ربیع الاوّل مین پیر کے دن کھلتا ہی اور تمام مخلوق تبرکاً داخل ہوتی ہے۔ چونکہ پیر کا دن یوم ولادت ہی اس لئے یہ دن یہان بہت مشہور ہے۔ پیر کا دن سابق الذکر دونون قبہ بھی کھلتے ہین۔

ایک مکان دار الخیزران ہے یہ وہ جگہ ہے جہان ابتداے دعوت اسلام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند صحابہ سابق الاسلام کے ساتھ پوشیدہ عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام مین داخل ہوے علانیہ اظہار دعوت اسلام ہونے لگا۔

ایک مکان دار ابوبکر الصدیق ہی۔ یہ عمارت پرانی اور بے مرمت ہی۔ اُسکے سامنے ایک دیوار مین پتھر ہے اُسکے متعلق یہ روایت ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازے پر آواز

دی۔ مکان مین کوئی نتھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پتھر نے کہا یا رسول اللہ لیس بحاضرا (یا رسول اللہ یہان کوئی نہین ہے) اُس روز سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس طرف کو تشریف لیجاتے تھے یہ پتھر سلام علیک کرتا تھا۔

صفا مروہ کے درمیان مین ایک قبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی حضرت عمر اس جگہ بیٹھکر انصاف فرماتے تھے۔ مگر یہین ایک معتبر بزرگ کی زبانی تحقیق ہوا کہ یہ قبہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ہے اور اُنکے مکان کے سامنے ہی۔ یہ اُنکی اولاد یا ملازمونکے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ مگر جس زمانے مین وہ مکہ معظمہ کے متولی تھے اِسی قبہ مین انصاف اور قضا کے واسطے بیٹھا کرتے تھے۔ ہمنے اندر جاکر مکان دیکھا خوشنما اور ہموار جگہ ہے۔ کہتے ہین پہلے اس عمارت مین کنوان بھی تھا مگر اب نہین ہی۔

ہماری قیام گاہ کے قریب ایک مکان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہی۔ اُنکا لقب ذی الجناحین تھا۔

منتہاے شہر پر ایک مقام مسفل ہے یہان ایک مسجد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہی۔ مسجد کے چارو نطرف باغ ہی اور اُسمین خرمے۔ انار عناب۔ اور حنا کے درخت ہین۔ مسجد کے آگے ایک مختصر سے مکان مین محراب ہی حضرت صدیق اکبر اسی مکان مین مشرکونسے چھپ کر رہے تھے۔

یہانسے قریب حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے۔ جس گلی مین مکان واقع ہے اُسمین تکیہ دار ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس چبوترے پر بیٹھا کرتے تھے۔ یہان لوگ نماز پڑھتے ہین اور چبوترے کے کونونسے لپٹتے ہین۔

مکہ کے دہنی طرف آبادی سے تین میل پر جبل ثور ہی۔ اسی پہاڑ کے غار مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر کفار مکہ سے پوشیدہ ہوے تھے۔ اسکا ذکر اللہ تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے ابو الولید ازرقی کے اخبار مکہ مین مینے دیکھا ہے کہ اس پہاڑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیکر کہا۔ اِلیّ یا محمد الیّ یا محمد فقد اُدیت قبلک نبیاً۔ (میری طرف آیئے ای محمد میری طرف آیئے ای محمد۔ آپسے پہلے بھی نبیونکو مینے جگہ دی ہے) یہ غار بطور مسکان کے ہاتہ بھر لمبا اور دو ثلث بالشت کی برابر چوڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار مین داخل ہونے کے بعد اللہ کے حکم سے مکڑی نے اُسکے منہ پر جالا بنایا اور کبوتر نے گہونسلا رکہکر بچے نکالے۔ کفار قدم مبارک کے نشان کا کہوج لیتے ہوے جب غار پر پہنچے وہان نشان نظر نہین آیا۔ آپسمین کہنے لگے کہ یہان سے یا تو آسمان پر چلے گئے یا زمین مین دہنس گئے۔ غار کے دہن پر جالا اور گہونسلا دیکھکر اُنہین یقین ہوا کہ یہان کوئی نہین ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار کو دیکھکر عرض کیا کہ "اگر یہ لوگ غار مین آگئے تو ہم کیا کرینگے؟" آپ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "ہم اس راہ سے نکل جائینگے" بمجرد اشارہ مبارک کے قدرت الٰہی سے اُسطرف ایک دروازہ نظر آنے لگا۔ اکثر لوگ اس غار پر جاتے ہین اور

اس راہ کو چھوڑ کر جو اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کی ہے اس شگاف
سے داخل ہونے کی تدبیر کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدخل ہے
اس شگاف مین داخل ہونے والا زمین پر لیٹ کر پہلے دونون ہاتہ اور سر داخل
کر کے اندر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض لاغر اور ضعیف الجثہ تو اندر چلے جاتے
ہین مگر قوی الجثہ اور فربہ اندام بیچ مین پھنسکر بڑی تکلیف اور صعوبت پاتے ہین نہ تو اندر
ہی جا سکتے ہین اور نہ باہر آسکتے ہین۔ آخر باہر کے لوگ بڑی کوشش سے کہینچکر نکالتے
ہین۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنی جان کو ہرگز ہی مصیبت مین نہ ڈالے۔ اسکے علاوہ ان
لوگون مین یہ بات بھی مشہور ہے بلکہ رتبۂ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ جو شخص اس شگاف
مین نہ داخل ہو سکے اور درمیان مین پہنس جائے وہ اہل رشد و ہدایت سے نہین ہے
ایسی حالت مین کیا ضرورت ہے کہ باوجود اس مشقت اور تکلیف کے یہ الزام اور فضیحت اپنے
ذمے عائد کرے۔ اس سبب سے بعض لوگون مین یہ بات ضرب المثل ہے لیس
یصعد جبل ابی ثور الا ثور (جبل ثور پر سوائے بیل کے کوئی نہین چڑہتا) غار کے
قریب پہاڑ مین سے ایک قدرتی عمود قد آدم برابر اونچا ہے۔ اسکی چوٹی پر قبہ کی طرح کی ایک
چٹان ہے جسکے سایہ مین بیس آدمی بیٹہہ سکتے ہین اسکا نام قبہ جبریل علیہ السلام ہے۔
اُنیسوین جمادی الاولی کو (۹ ستمبر) جمعہ کے دن کچہ خفیف سے بادل اُٹھے
بارش کی اُمید پر انہین دیکہکر لوگ خوش ہوتے تھے۔ آخر کار بعد نماز عصر اُن بادلون سے
دریائے رحمت جاری ہوا۔ مقام حجر مین میزاب کے نیچے لوگ جمع ہوے۔ ہر شخص

پرنالے کا پانی اپنے مُنہ اور سر پر لیتا تھا اور رحمت الٰہی سے بہرہ اندوز ہوتا تھا
خلائق کے اژدحام سے بڑی کشمکش تھی۔ دعا اور گریہ وزاری کے سوا کچھ سُنائی نہیں
دیتا تھا۔ عورتیں حجر کے باہر با چشم پُرآب اس آرزو میں کھڑی تھیں کہ کاش ہم بھی
وہاں پہنچکر رحمت سرمدی سے مستفید ہوں۔ بعض اصحاب شفقت کپڑے تر کر کے
لاتے تھے اور عورتوں کے ہاتھوں پر نچوڑتے تھے۔ اس پانی کو وہ پیتی تھیں اور اپنے
مُنہ اور بدن پر ملتی تھیں۔ بعض نے برتنوں میں بھی پانی بھر لیا۔ مغرب کے قریب تک
پانی برسا کیا اور بدستور مخلوق کا جماؤ رہا۔ یہ ایک مبارک جلسہ تھا۔ ہر شخص کو نزول
رحمت اور اجابت دعا کا کامل یقین تھا اسلئے کہ جمعہ کا دن قبولیت دعا کے واسطے
مشہور ہے۔ اور نزول باران رحمت کے وقت آسمان کے دروازوں کا کھلنا صحیح اور
درست ہے۔ ادھر مقام زیر میزاب بھی قبولیت دعا کے واسطے مخصوص ہے۔ بندگان
خدا کا کعبہ کی دیوار کے سامنے آب رحمت ایزدی سے نہانا گویا نجاست معصیت سے
پاک ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی طہارت معصیت اور اختصاص رحمت سے سرفراز فرمائے
اُسکی رحمت بہت وسیع ہے اور ذات غفور الرحیم ہے۔ ہمنے سُنا ہے کہ امام
ابو حامد الغزالی نے کعبہ شریف میں حاضری کے وقت چند دعائیں مانگیں تھیں
اُنمیں سے ایک دعا نزول باران رحمت اور میزاب کے نیچے نہانے کی بھی تھی
اللہ تعالیٰ نے اُنکی چند دعائیں قبول فرمائیں مگر نزول باران کی دعا قبول نہوئی
ہمارے لئے بڑے شکر کی جگہ ہے کہ اپنے کسی خاص بندہ کے تصدق میں ہمارے

واسطے یہ کرامت بھی عطا ہوئی۔ اُمید ہے کہ ہماری دعاؤں کو بھی اپنے کرم سے شرف قبولیت عطا فرمائے

حالات خیر و برکات مکہ معظمہ

اس آبادی اور یہانکے باشندوں کے واسطے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین باظہار قول خلیل اسطرح پر تذکرہ فرمایا ہے۔ "فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون" تو ایسا کر کہ لوگونکے دل اُنکی طرف کو مائل ہون۔ دوسرے ملکون کی پیداوار سے انکو روزی دے تاکہ یہ تیرا شکر کرین سورۂ ابراہیم آیت ۳۷) دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے۔ او لم نمکن لھم حرما آمنا یجبی الیہ ثمرات کل شئی (کیا ہمنے اُنکو حرم مین جہان ہر طرح کا امن واطمینان ہے جگہ نہین دی کہ ہر قسم کے پھل یہان کھنچے چلے آتے ہین۔ سورۂ قصص آیت ۵۸) اس مضمون کی مصداق ظاہر ہے کہ اطراف عالم سے دور دور کے لوگ یہان جمع ہوتے ہین۔ طرح طرح کے میوے اور غلّے آتے ہین اسلئے یہان تمام شہرون سے زیادہ نعمتین۔ غلّے۔ اور میوے میسّر ہوتے ہین۔ سامان تجارت مثل جواہر۔ یاقوت۔ مشک۔ عنبر۔ عود۔ اور کافور کے ہند یمن۔ خراسان۔ عراق۔ اور مغرب وغیرہ سے بیشمار آتا ہے۔ اور منفعت کثیر کے ساتھ فروخت ہوتا ہے خصوصاً حج کے موسم مین جسقدر اسباب تجارت فروخت ہوتا ہے اگر اُسکو تمام ممالک پر تقسیم کرین

تو ہر شہر مین اسکے واسطے ایک جداگانہ بازار قائم ہوجاتے۔ مگر یہان یہ تمام مال حج کے بعد اسی روز مین فروخت ہوجاتا ہے سال بھر تک جو مال یہان کے صرف کے واسطے یمن وغیرہ سے آتا رہتا ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔ کسی ملک کی کوئی ایسی چیز نہین ہے جو یہان نہ ملسکے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر اور اس آبادی کی برکات کا نتیجہ ہے۔ میوے اور غلے کی وہ افراط ہے کہ کسی اور جگہ نہوگی۔ ہمکو خیال تھا کہ ان چیزونکے حق مین تمام ممالک سے بہتر ہے مگر یہانکے میوونکی خوبی اور فراوانی نے وہ خیال غلط کردیا۔ میوہ اور ترکاری کے اقسام مین ہمنے یہان انگور۔ انار۔ انجیر۔ بہی نرنج۔ شفتالو۔ اخروٹ۔ بقل (ایک قسم کا میوہ ہے بیر کی طرح) تربوز۔ ککڑی۔ کہیرا۔ کدو۔ بیگن۔ شلغم۔ گاجر۔ اور چقندر وغیرہ اور نیز تمام خوشبودار چیزین نہایت تازہ اور عمدہ پائین۔ خاصکر تربوز۔ ککڑی۔ اور بیگن بارہون مہینے ملتے ہین۔ اور بہ نسبت اور ممالک کے میوونکے بڑے اور خوشرنگ ہوتے ہین۔ انمین تربوز کو خاص ترجیح ہے۔ اسقدر بڑا اور خوشرنگ کہین دیکھنے مین نہین آیا۔ نہایت خوشبودار اور مزے مین گویا قند کو گھول دیا ہے یا شہد ملا دیا ہے۔ ناظرین خیال کرینگے کہ شاید توصیف مین مبالغہ کیا ہے۔ سبحان! جو کچھ بیان کیا ہے اُس سے یہانکی حالت کہین زیادہ ہے۔ یہان ایک قسم کا شہد نہایت خوشرنگ اور بامزا ہوتا ہے اسکو مسعودی کہتے ہین۔ اسیطرح دودھ کی قسمین بھی بہت لطیف اور نفیس ہین۔ جب دودھ سے مکھن نکالتے ہین تو اسکا رنگ اور ذائقہ بالکل شہد کا سا ہوتا ہے۔ اہل یمن مین سے ایک قوم سرد ہے یہ لوگ سرخ اور سیاہ خشک

انگور اور بادام لاتے ہین - یہ انگور بہت مزیدار ہوتا ہے - یہان گنا اور شکر بھی بہت آتی ہے - شکر سے طرح طرح کی مٹھائیان اور مزیدار حلوے بناتے ہین - شہد کے حلوے بھی عجیب و غریب ترکیب کے بنتے ہین - مٹھائی سے خشک و تر میوے خوشنما اور خوبصورت طور پر بناکر فروخت کرتے ہین - رجب - شعبان - اور رمضان ان تین مہینون مین صفا مروہ کے درمیان مین دکانین لگائی جاتی ہین - اس خوبی اور نظم کا بازار ہمنے نہ مصر مین دیکھا اور نہ کہین اور نظر آیا - بازار مین طرح طرح کی مٹھائیان اس انداز سے چنی جاتی ہین گویا پھولون کا گلدستہ ہی - شیرینی سے انسان اور حیوانون کی شکلین اور میوے بناکر خوانچون مین کچہ اس سلیقے سے لگاتے ہین گویا عروس کو رونمائی کے واسطے آراستہ کیا ہی - مٹھائیون کی خوبی نظر کو گرویدہ کرتی ہے اور دام و درم کو کہینچتی ہے

یہان بہیڑ اور دنبے کا گوشت تمام دنیا سے بہتر اور عمدہ ہوتا ہے - اور ملکون مین اگر اسقدر چکنا گوشت ہو تو منہ مین چمٹنے کی وجہ سے اگلنے کو جی چاہی اور دوبارہ ہرگز نہ کہایا جائے - مگر یہان کے گوشت مین باوجود اس چکنائی کے یہ خوبی ہی کہ منہ مین رکہتے ہی بغیر چبائے گہل جاتا ہی اور معدے مین پہنچتے ہی ہضم ہو جاتا ہی لطف یہ ہے جسقدر چکنائی زیادہ ہوتی ہے اسیقدر طبیعت کو مرغوب ہوتا ہی - یہ بات یہان کی چراگاہون اور آبادی کی برکت کے سبب سے ہے - اللہ تعالی اس بستی کی مشتاق اور مسافرون پر رزق اور نعمت کی فراوانی کرے -

اکثر میوے یہان طائف سے آتے ہین - طائف یہانسے ترم تین منزل ہے
اسکے علاوہ اور گرد و نواح کی بستیونسے بھی میوے آتے ہین - یہانسے قریب ہی
ایک مقام ہے جسکا فاصلہ ایک منزل سے کچھ زیادہ ہے اور اُس مین کئی گاؤن ہین
یہ گاؤن طائف کے مضافات سے ہین - چند گاؤن مضافات مکہ مین سے ہین انکا
فاصلہ ایک منزل سے کچھ کم ہے - اسیقدر فاصلے پر ایک اور جگہ ہے جسکو نخلہ کہتے ہین
چند قطعات آراضی کے عین سلیمان وغیرہ مکہ کے قریب ہین - اُن مین اہل مغرب نے
کھیتیان اور باغات تیار کئے ہین - مغربی فن فلاحت اور زراعت مین کامل دستگاہ
رکھتے ہین - اللہ تعالی نے اُنہین یہانکی فراوانی زراعت کا سبب بنادیا ہے -
یہانکے نادر میوون مین خرمۂ تر ہے - اُسکے ذائقہ کی تعریف سے زبان کو لطف آتا ہے
حقیقتًا ایسی لذیذ چیز ہمنے عمر بھر نہین کہائی - یہ خرمے سبز انجیرون کی طرح درختونسے چُن کر
توڑتے ہین - خوش ذائقہ ایسے کہ کہانے سے سیری نہین ہوتی - اُنکی تیاری کا وقت
اس ملک مین بڑی خوشی کا زمانہ ہے جسطرح کہ اہل مغرب انگور اور انجیر کے پکنے کے
وقت اپنے دیہات کو جایا کرتے ہین اُسیطرح یہانکے لوگ گروہ گروہ جمع ہوکر باغات کو
جاتے ہین - خرمے درختونسے توڑ کر پہلے زمین پر پھیلا دیتے ہین - جب وہ کسیقدر
خشک ہوجاتے ہین اُسوقت اُنہین بڑے بڑے کاسون اور برتنون مین بھر کر
رکھدیتے ہین -

ہمسے پہلے جو لوگ یہان آئے ہین اُنکی زبانی یہانکے چورونکی لوٹ مار اور غارتگری

کی شکایت بہت سنی۔ یہ لوگ حرم شریف مین جس کسیکو ذرا غافل پاتے ہین جو کچھ اُسکی جیب و کمر مین ہوتا ہے عجیب و غریب حیلونسے نکال لیجاتے ہین۔ اس قسم کے ہر شخص کا ہر وقت ایک ہاتھ جیب و کمر پر رہتا ہے۔ لیکن ابکی سال امیر مکہ کی تھدید سے اس گروہ کا زور بہت کم رہا۔ اور اللہ تعالی کے کرم سے اس سال گرمی کی شدت اور لُوؤن کی سختی بھی بہت کم رہی۔ شب کو ہمارے مکان کی چھت پر اتنی خنکی ہوتی تھی کہ بعض وقت عبا وغیرہ پہننے کی ضرورت پڑتی تھی اور اس ملک مین یہ بات بہت ہی عجیب ہے۔ اہالیان شہر بھی اس سال کے اعتدال۔ کثرت اجناس۔ اور میوے کی افراط کے مقر ہین۔ ابکے گیہون کا نرخ اور سالونسے ارزان ہے۔ ایک دینار مومنیہ کو چار صاع گیہون آتے ہین۔ چار صاع دو ادیہ مصری کے مساوی ہین۔ اور دو ادیہ مصری کے اڑہائی مغربی قدح ہوتے ہین۔ یہانکی گرانی کا یہ باعث ہی کہ یہان زمین زراعت کے قابل نہین ہے۔ دور و دراز مقامات سے کل سامان غلہ وغیرہ آتا ہے۔ لیکن ابکے سال ارزانی کا باعث خلائق کی کثرت ہے۔ اسلئے کہ جسقدر لوگ زیادہ جمع ہوتے ہین اُسیقدر اُنکے ہمراہ سامان وغیرہ زیادہ آتا ہے۔ ہمین ایک جماعت کی زبانی جو مدت سے یہان مقیم ہے معلوم ہوا کہ کئی سال سے اسقدر اجماع اُنھون نے نہین دیکھا تھا۔ اللہ تعالی اپنی عنایت و کرم سے اس مجمع کو مرحوم اور معصوم فرمائے۔ غرضکہ اس سال کی خوبیان سب کی زبانونسے سُنی جاتی ہین۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ ابکے آب زمزم کی شیرینی بھی کسیقدر زیادہ ہوگئی ہے۔ اور اس سے پہلے کبھی ایسا نہین ہوا۔

اس آب مقدس کی ایسی عجیب و غریب خاصیتین ہین جنکی تعریف بیان سے باہر ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین فرمایا ہے - اروی اللہ منہ کل ظامئی
الیہ بغرتہ وکرمہ - کہ اللہ تعالی اُسکے تشنہ کام مونکو اُس سے سیراب کرے آب زمزم
اگر کنوین سے نکالتے ہی پیا جاے تو اُسکا مزہ بالکل تھن تلے کے دودہ کا سا ہوتا ہے
اگر کثرت طواف یا عمرہ کو پیادہ پا جانے سے کوئی تکان یا سستی بدن مین پائی جائے
تو اس پانی کو بدن پر چھڑکنے سے رنج و تعب زائل ہو جاتا ہے اور فرحت و راحت
پیدا ہوتی ہے -

حالات جمادی الآخر ۱۰۷۹ھ

۲۱ ستمبر کو بدھ کی رات مین چاند دکھائی دیا - صبح کو امیر مکہ عادت قدیم کے موافق اپنے
حشم و خدم کے ساتھ حرم شریف مین آیا - موذن زمزمی دور طواف کے ختم پر امیر مکہ کی
دعا اور ثنا خوش الحانی سے کرتا تھا - قاری آگے آگے پڑھتے جاتے تھے اس
ترتیب سے طواف ختم کر کے مکان کو پلٹ گیا - یہانکے باشندون مین یہ نہایت عمدہ
اور پسندیدہ رسم ہے کہ ہر مہینے کا چاند دیکھکر باہم مصافحہ کرتے ہین اور مبارکباد
دیتے ہین - بعض لوگ دعوتین بھی کرتے ہین جسطرح کہ ہمارے ہان عید مین ہوا کرتی ہین
اس رسم سے آپسمین اخلاص بڑھتا ہے اور اُنکے اجتماع اور محبت سے رحمت الہی زیادہ ہوتی ہے
اس شہر مین دو حمام ہین - اُنمین سے ایک حمام فقیہ میانشی کے نام سے منسوب ہے - یہ صاحب
بزرگان حرم شریف مین سے ہین دوسرا حمام اس سے بڑا ہے اور جمال الدین وزیر مرحوم

کے نام سے مشہور ہے۔ اس شخص کے آثار کریمہ یہاں اور مدینہ منورہ مین بکثرت
ہین۔ اُسنے اِن شہرون مین پندرہ برس سے زیادہ زمانہ امور خیر اور رفاہ عام کی
کوششون مین صرف کیا۔ بہت سا روپیہ راہ خدا مین مسافر خانون۔ کنوئن اور حوضون
کی تعمیر مین صرف کیا عرفات مین پانی اسی شخص نے پہنچایا اور وہانکے باشندے
بنی شعبہ کا بہت بڑا وظیفہ مقرر کرکے اُنہین پانی روکنے سے ممانعت کی۔ اُسکی
وفات کے بعد وہ لوگ پھر اپنی عادت کے موافق حجاج کا پانی روکنے لگے۔ مدینہ منورہ
کی دوہری چار دیواری زر کثیر خرچ کرکے بنوائی۔ حرم شریف کعبۃ اللہ کے تمام دروازے
از سر نو درست کرائے۔ خانہ کعبہ کا نیا دروازہ بنا کر اُسے چاندی سے منڈھوایا
اور اوپر سونے کا کام تیار کرایا۔ چوکھٹ کے اوپر طلائی خالص کی ایک لوح لگائی جسکا
حال پہلے بیان ہوچکا ہے خانۂ کعبہ کے پرانے دروازے کا اپنے لئے تابوت
بنوایا۔ مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے اس تابوت مین رکھکر حج کے وقت عرفات کو
لیجائین اور وہان ایک طرف علحدہ رکھکر تابوت کا منہ کھولدین اُس شخص نے زندگی
مین حج نہین کیا تھا۔ مرنے کے بعد وصیت کے موافق اُسکا تابوت عرفات کو لیگئے
اور تمام مناسک حج سے فارغ ہوکر واپس لائے اور واپسی کے طواف کے
بعد مدینہ منورہ کو لیگئے۔ اُسکی خیرات وحسنات کے باعث وہان اُسکے تابوت کو
لوگ سرون پر رکھتے تھے۔ روضۂ مقدس کے سامنے اُسکا مقبرہ تعمیر ہوا اور اُسمین ایک
ایسا منظر کہا گیا کہ روضۂ مبارک سامنے سے دکھائی دیتا ہے افعال کریمہ کے

سبب سے یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے تربت مقدس اور جوار کریم عنایت فرمایا۔ اس نواح مین اس شخص کے امورات خیر اس کثرت سے ہین کہ اُس سے پہلے کسی وزیر یا خلیفۂ وقت سے صادر نہین ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ آجتک اُسکی تعریف اور دعا لوگون کی زبانپر باقی ہے۔ اسکی ساری ہمت اصلاح امور اہل اسلام اور حجاج کی راہ کی درستی پر متوجہ تھی۔ شام۔ عراق۔ اور حجاز کے رستون کو درست کیا۔ جا بجا پانی کے چشمے نکالے۔ کنوین بنائے جنگلون مین منزل گاہین قائم کین اور اُنمین مسافرون کے واسطے عمارتین بنائین تاکہ بے بضاعت مسافرون کو کسی طرحکی تکلیف نہو۔ منازل اور مسافرخانون کے محافظین کے لئے ہمیشہ کے واسطے اوقاف مقرر کئے جو آجتک برقرار ہین۔

ایک سوداگر نے جو موصل مین بہت رہا ہے اُسکی بود و باش کے حالات ہمسے اس طرح بیان کئے کہ یہ شخص ایک وسیع مکان مین رہتا تہا۔ ہر روز غربا کو اُسکی طرف سے اذن عام ہوتا تہا۔ بہت سے آب و خورش سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ہر مسافر کی فرودگاہ اُسی مکان مین تھی۔ زندگی بہر یہی حالت رہی اور مرنے کے بعد اپنا ذکر خیر خلائق کی زبانپر چھوڑ گیا۔ سچ ہے۔ اہل سعادت کا ذکر جمیل گویا اُنکے لئے حیات ثانی ہے اور اُنکے اعمال کی جزا کے واسطے اللہ تعالےٰ کافی ہے۔

کعبہ شریف کی ممنوعات مین سے ایک یہ امر بھی ہے کہ حرم شریف کے اندر جدید عمارت۔ مرمت۔ یا ایجاد کی اجازت نہین ہے۔ اگر ممانعت نہوتی تو صاحب حوصلہ

در و دیوار جواہر کے اور خاک مشک و عنبر کی بنا دیتے۔ جب کبھی کسی صاحب ثروت کو یہاں کسی عمارت کی درستی یا کسی رسم خیر کی ایجاد کی ہمت ہوتی ہے تو پہلے خلیفۂ وقت سے اجازت حاصل کیجاتی ہے۔ اگر اُس عمارت پر کوئی کتبہ ہوتا ہے تو اُسے خلیفہ کے نام اور حکم کے حوالے سے مزین کرتے ہیں۔ کارپرداز کا نام درج نہیں ہوتا ہے۔ لیکن ایسی اجازت حاصل کرنے کے وقت امیر مکہ کو بہت کچھ بطور ہدیہ دینا پڑتا ہے جسکی تعداد اُس کام کی لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ اور اسلئے کام کرنیوالے کو المضاعف خرچ کرنا پڑتا ہے سنا ہے امیر مکثر کے دادا کے زمانے میں ایک چالاک عجمی نے چاہ زمزم اور اُسکے قبہ کی مرمت کا قصد کیا۔ اُسنے امیر مکہ سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ سے اجازت منگادیں اور اپنی طرف سے ایک آدمی مقرر کردیں تاکہ وہ روزانہ عمارت کا صرف لکھتا جائے کام ختم پر زر لاگت کی برابر رقم میں آپکی نذر کرونگا۔ امیر مکہ نے جب اِس درخواست پر غور کیا تو ہزار دو دینار کا صرف معلوم ہوا۔ ایسی بڑی رقم کی طمع پر تعمیر کی اجازت ہوگئی۔ اور مصارف کی تحریر پر ایک آدمی بھی مقرر ہوگیا جب کامل استحکام اور عمدگی سے کام ختم ہوگیا (جسطرح کہ ہم قبہ زمزم کے حالات میں لکھ چکے ہیں) منشی نے حساب بناکر پیش کیا اور امیر مکہ نے عجمی کو طلب کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ عجمی اُسی شب میں اونٹ پر سوار ہوکر اپنے ملک کو چلا گیا۔ امیر مکہ کو اس صریح غبن کا کمال افسوس ہوا مگر مجبور تھا کہ حرم شریف کی عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ عجمی اپنی چالاکی سے مقصد پر کامیاب ہوا اور نقصان سے محفوظ رہا۔ اُسکی یہ چالاکی امیر مکہ کے حق میں عبرت کا باعث ہوئی اور اُسکا خلوص نیت

اُسکی ذات کے لئے اجر آخرت کا سبب ہوا۔ اللہ تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہے وَمَآ اَنفقتم من شیٔ فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین (اور تم لوگ کچھ بھی راہِ خدا مین خرچ کرو وہ اسکا عوض دیگا۔ سورۂ سبا آیت ۴۰) جو شخص آب زمزم پیتا ہے عجمی کے حق مین دعا کرتا ہے۔

حالات ماہ رجب المرجب ۱۲۷۹ھ

۲۰ اکتوبر کو جمعرات کے دن حرم شریف مین کسی نے چاند نہین دیکھا۔ مگر قاضی کے سامنے جمہور کی گواہی سے (جنکو جبل قبیس اور جبل قُعَیقِعان پر ہلال نظر آیا تھا) رویت ثابت ہوئی۔ یہ مہینہ اس نواح مین عید کی برابر مانا جاتا ہے۔ اور اِن لوگون مین بڑی خوشی کا زمانہ ہے۔ اس قوم کی یہ قدیمی رسم ہے اور ایام جاہلیت سے اسیطرح چلی آتی ہے اسوجہ سے اس مہینے کا نام مُنصِلُ الاَسِنّہ ہے۔ ان چار متبرک مہینون مین سے ایک یہ مہینا بھی ہے جنمین جدال وقتال حرام تھا۔ حدیث شریف مین اس مہینے کی نسبت لفظ اصم وارد ہوا ہے۔ اطراف وجوانب متصلہ سے لوگ عمرہ کے واسطے آتے ہین۔ اس ہنگامہ مین اسقدر خلق کثیر جمع ہوتی ہے کہ اُسکا حساب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا حتی الوسع کوئی شخص اس ہنگامہ مین زیب وزینت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتا عمرے کا وقت چاند رات کی شام سے صبح تک ہے اُسکے لئے ایک روز قبل سے اہتمام کرتے ہین ہمنے دیکھا کہ بدھ کے دن عصر کے بعد سے لوگ تنعیم کو جانے لگے مکہ کے تمام گلی کوچے عماری دار اونٹون سے بھرے ہوے تھے۔ عماریون پر اعلی قسم کے

ریشم اور باریک کتان کے پردے اسقدر بڑے بڑے لگے ہوے تھے کہ اُنکے دامن زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور اونٹون کی گردنون مین ریشمی پٹے پڑے تھے خصوصًا امیر مکہ کی چچی جمانہ بنت فلیتہ کے اونٹ کی زینت۔ عماری کی زیبائش اور پردون کی درازی بیانسے باہر ہے۔ اس سے دوسرے درجے پر امیر مکہ اور اسکے سردارون کی بیویون کے محملون کی آرائش تصور کرنی چاہیئے۔ محمل اور عماریونکا شمار امکانسے باہر تہا۔ عماریان اونٹونپر قبونکی طرح چمکتی نہین۔ دورسے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی آبادی مین نئے نئے رنگ کے مکان بنے ہوے ہین۔ پنجشنبہ کی شب مین کوئی شخص ایسا نہتا کہ عمرہ کے واسطے نہ گیا ہو۔ ہم بھی اس مجمع کے سانہ تھے۔ آدمیون کی کثرت اور اونٹون کی قطارونسے تمام راہین گہری ہوی تہین۔ ہمین اس ہجوم مین سے گذرنا سخت دشوار تہا۔ بڑی مشکل سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد تک پہنچے۔ رستے کے دونون طرف جابجا لوگ آگ جلاتے تھے۔ عماری دار اونٹون کے آگے شمعین روشن تہین۔ جب عمرہ سے فارغ ہوکر پلٹے اور خانۂ کعبہ کا طواف کرکے صفامروہ پر گئے تو ایک ثلث کے قریب رات گذر چکی تھی۔ اُسوقت یہان آگ کی روشنی اور چراغون کی بڑی کثرت تھی۔ صفامروہ کا تمام میدان محمل اور عماریونسے بھرا ہوا تہا۔ اور محمل باہم ٹکراتے تھے۔ آدمیون کی اسقدر بہیڑ تھی کہ مشکل سے اونٹونکے پاؤنکے نیچے سے ہوکر نکلتے تھے۔ یہ رات تمام دنیا کی راتونسے عجیب دیکہی۔ مخلوق کی کثرت اور سب کی زبانپر صدائے لبیک ہر شخص احرام باندہے ہوے گریہ وزاری مین مصروف تہا۔ اس انبوہ کثیر سے نمونۂ محشر

نظر آتا تہا۔ مکہ کے دونون طرف کی پہاڑیون مین ان لوگون کی آوازین ایسی گونجتی تہین کہ کان گنگ ہوے جاتے تھے ہیبت سے دل پگہلتے تھے اور آنکہون سے آنسو نکلتے تھے اس رات کو حرم شریف مین روشنی ہوئی۔ روشنی نے ہر در و دیوار کو منور کر دیا۔ رویت ہلال کے اعلان کیواسطے امیر مکّہ کے حکم سے نقارے اور بگل بجے۔ صبح کو امیر مکہ بڑے احتشام اور اہتمام سے عمرہ کو روانہ ہوا۔ مکّے کے لوگ مسلح جلو مین اُسکے ساتہ تھے۔ ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق سوار و پیادہ ہمرکاب تھا۔ اس مجمع کو دیکہکر تعجب ہوتا تہا اسلیئے کہ اسقدر جماعت کا متفرق شہرون سے بھی جمع ہونا دشوار ہے اور یہ مجمع خاص ایک شہر کا تہا۔ یہ بات اس آبادی کی برکت اور عظمت کے باعث سے ہے۔ اس مجمع مین سوارون نے نیزہ بازی اور کرتب شروع کیے۔ پیادے باہم ڈہال و تلوار کی کثرت کرتے تھے۔ بعض لوگ ہتہیار و نخواہ پر اُچہال کر بڑی چابکدستی سے ہاتہ مین لیتے تھے۔ حالانکہ بہیڑ کی یہ کثرت تھی اور ہتہیارونکی نوکین آدمیونکے سر و بر آتی ہوئی معلوم ہوتی تہین۔ مگر وہ لوگ اس چالاک دستی سے اُنکے قبضونکو پکڑ لیتے تھے گویا ہاتہ سے علیحدہ ہی نہین ہوتے تھے غرضکہ بڑی صفائی سے بہت نادر نادر کرتب دکہائے۔ جب امیر مکّہ اپنے لشکر کے ہمراہ آہستہ آہستہ باہر آیا نشانون کو حرکت دی گئی اور نقارے بجنے لگے۔ امیر کے اس ساز و سامان سے رعب و داب پیدا ہوتا تہا۔ اُسکے نوجوان لڑکے آگے آگے تھے۔ اس ترتیب سے سواری آگے بڑہی۔ تماشائیونسے رستے اور پہاڑون کی چوٹیان بہری ہوی تہین۔ اس جلوس کے ساتہ سواری میقات تک پہنچی۔ وہان کے ارکان سے فارغ ہوکر امیر

پلٹ آیا۔ واپسی مین بھی اُسیطرح لوگ تماشے اور کثرت کرتے ہوئے آئے۔ دیہات کے عرب عمدہ عمدہ اونٹو پر سوار امیر کے آگے آگے آواز بلند دعا و ثنا کرتے چلے آتے تھے امیر نے حرم مین آکر طواف کیا جسب قاعدہ قاری اُسکے آگے آگے پڑہتے جاتے تھے اور موذن زمزمی دعا و ثنا مین مصروف تھا۔ طواف کے بعد ملتزم کے پاس دوگانہ ادا کیا اور پہر مقام کریم کے عقب مین نماز پڑہی۔ مقام کریم کو خانۂ کعبہ مین سے لاکر لکڑی کے قبہ مین رکہا۔ جب امیر نماز سے فارغ ہوا لکڑی کا قبہ اُٹھایا گیا اور امیر نے مقام کریم کو تبرکاً مس کیا پہر اُسپر قبہ رکہدیا گیا۔ اسکے بعد امیر مکہ حرم شریف سے نکلکر صفا مروہ کی طرف گیا۔ اُسکے سامنے سے بہیڑ ہٹ گئی اور اُسنے سوار ہوکر اس رکن کو بہی ادا کیا۔ فوج کے لوگ آس پاس تھے اور عصا بردار آگے آگے۔ جب سعی سے فارغ ہوا سپاہی برہنہ تلوارین لیکر اُسکے آگے آگے ہو لئے اور خدام نے چارو نطرف سے حلقہ بنالیا۔ اس تجمل سے مکان کو آہستہ آہستہ گیا۔ آج بہی دن بہر صفا مروہ کا میدان مخلوق سے بہرا رہا اور کیوں نہ ہو آج جمعہ تہا جمعہ کو بہی عمرہ کا راستہ مرد اور عورتونسے معمور رہتا ہے۔ عورتین حصول ثواب کی وجہ سے پیدل تہین اور اس راہ مین مردونسے سبقت لیجاتی تہین۔ اللہ تعالی سب کی کوششون کو قبول فرمائے۔ راہ مین جو لوگ آتے جاتے ملتے تھے باہم مصافحہ اور مغفرت کی دعا کرتے تھے۔ یہی طریقہ عورتون کا تہا۔ یہانکے باشندونکے واسطے یہ زمانہ بالکل عید کا سا ہے طرحطرح کے ساز و سامان کرتے ہین اور ہر قسم کی مباہات سے دل خوش رکہتے ہین۔ بازارون مین نئی نئی صنعت کی چیزین فروخت ہوتی ہین۔ اس ہنگامہ مین لوگ بہت کچہ صرف

کرتے ہین اور اُسکا اہتمام ایک مہینے پہلے سے شروع ہوتا ہے۔ اس ہنگامہ کی رونق کا ایک اور بھی قدرتی سبب ہے۔ یمن کے قبائل مین سے کچھ لوگ پہاڑون مین رہتے ہین۔ اُن پہاڑونکو سراۃ کہتے ہین۔ اور اسلئے اُس قوم کا نام سرو ہوگیا ہے ہمین یہ حال فقیہ یمنی ابن ابی صیف سے معلوم ہوا۔ سرو قوم کے لوگ دس روز قبل سے عمرہ کی نیت کرکے چلتے ہین۔ اور یہان کی ضرورت کا سامان گیہون اور لوبیا وغیرہ اجناس شہد۔ گھی۔ خشک انگور اور بادام وغیرہ میوہ جات اونٹون مین بھر کر لاتے ہین اُنکے آنے سے اہل مکّہ کے عیش و عشرت مین افزائش ہوجاتی ہے۔ اس سامان کو خرید کر صرف کرتے ہین اور سال بھر کے واسطے ذخیرہ بھی کر لیتے ہین اسلئے گرانی کے عوض ارزانی ہوجاتی ہے۔ اگر سدرسانی کا یہ ذریعہ نہو تو اہل مکّہ کی معیشت نہایت تنگ ہوجائے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنا مال درم و دینار کے عوض نہین فروخت کرتے۔ بلکہ جامہ۔ عبا۔ عمامہ۔ نقاب اور چادر وغیرہ سے مبادلہ کرتے ہین۔ اہل مکّہ اُنکے لئے یہ چیزین تیار رکھتے ہین۔ کہتے ہین کہ اگر کسی سال یہ لوگ یہان نہ آئین تو اُنکے مُلک مین قحط اور مویشی مین بیماری پھیل جاتی ہے اور یہان آنے سے پیداوار کی کثرت اور مال مین برکت ہوتی ہے۔ اگر وہ تساہل کرتے ہین تو اُنکی عورتین جمع ہوکر سفر پر مجبور کرتی ہین۔ یہان کے باشندون کی وسعت معاش اور اُن لوگون کی برکت اموال وزراعت کے لئے یہ محض الطاف الٰہی ہے۔ جسقدر اُنکے غلّے اور میوے مین افزونی ہوتی ہے اُسیقدر اُنکا اعتقاد رسدرسانی کی بابت بڑھتا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ سودمند

تجارت مین مصروف ہوتے ہین۔ یہ لوگ خالص صحیح النسل اور فصیح زبان عرب ہین شہری تہذیب اور تکلف سے اُنہین کوئی تعلق نہین اور نہ احکام شرعی سے کوئی واسطہ اُنکے اعمال و عبادات سوا خلوص نیت کے اور کچھ نہین ہین۔ طواف کے وقت خانہ کعبہ کو اس شوق سے لپٹتے ہین جیسے بچے اپنی ماؤنکو۔ پر دونکو اس گرم جوشی سے کھینچتے ہین کہ کشمکش شدت سے پہٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اُنکی زبانونسے دعائین کچھ اس اخلاص سے ادا ہوتی ہین کہ سُننے والونکے دل پہٹتے ہین اور آنکھونسے نہرین بہتی ہین۔ اکثر لوگ اُنکے ساتھ ہاتھ پہلائے آمین کہتے جاتے ہین اور بعض دعائین اُنہین بتاتے جاتے ہین۔ اُنکے قیام کے زمانہ تک کسیکو نہ طواف کرنے اور نہ حجر اسود چھونے کا موقع ملتا ہی۔ داخلی کو وقت تیس ۳۰ تیس ۳۰ اور چالیس ۴۰ چالیس ۴۰ آدمی ایک ایک صف مین اسطرح ملے ہوے پے در پے داخل ہوتے ہین گویا باہم بندھے ہوے ہین۔ اگر ایک آدمی بھی جگہ کی تنگی کے باعث باہر رہجائے تو تمام صف مین رُک جاتی ہے۔ لوگون کو یہ حرکت دیکھکر بڑی ہنسی آتی ہے۔ اُنکی نماز کا بھی عجب ڈھنگ ہی۔ نیت باندھتے ہی بغیر رکوع سجدے مین چلے جاتے ہین اور سجدہ مین سر رکھتے ہی فوراً اُٹھا لیتے ہین۔ کوئی تو ایک ہی سجدہ کرتا ہے اور کوئی تین تین چار چار سجدے کرتا ہی۔ دو سجدون کے درمیان مین زمین سے فقط تھوڑا سا سر اُٹھاتے ہین اور ہاتھ ویسے ہی پہیلے رکھتے ہین سجدے کے وقت خوف زدہ ہیئت سے اِدہر اُدہر دیکھتے جاتے ہین۔ کوئی سلام پھیر کر اور کوئی بغیر سلام کے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ تشہد کے واسطے کوئی بھی وقفہ نہین کرتا۔ بعض

تو نماز مین باتین بھی کرتے جاتے ہین۔ ایک شخص سجدے سے سر اٹھا کر اپنے برابر
والے کو جو بات یاد آتی ہے سمجھا دیتا ہے اور پھر سجدے مین مشغول ہو جاتا ہے
یہ قوم لباس مین میلی چادرین یا جانورون کی کہال پہنتی ہے۔ دلیر و بہادر بھی ہمیشہ ہین
بڑی بڑی عربی کمانین ہر وقت سفر مین اپنے ساتھ رکھتے ہین۔ جب وہ کعبہ شریف کو
آتے ہین غارتگر تو مین اُنکی راہ سے علیحدہ ہو جاتی ہین اور کچھ تعرض نہین کرتین۔ جو حجاج
اُنکے ساتھ حج کو آتے ہین اُنکی بہت تعریفین کرتے ہین۔ غرضکہ یہ لوگ نہایت خوش اعتقاد
ہین اور ایمان صحیح رکھتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم کی تعریف
کی ہے اور فرمایا ہے۔ علموھم الصلوٰۃ یعلموکم الدعاء۔ (تم اُنکو نماز سکھاؤ
وہ تمکو دعا سکھائین) ایک حدیث شریف مین وارد ہوا ہے۔ الایمان یمان
اسیطرح بہت سی حدیثین یمن اور اہل یمن کی تعریف مین موجود ہین۔ اور اُنکی بزرگی کے
واسطے یہ شرف کافی ہے۔ کہتے ہین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگونکے طواف کے
وقت تبرکاً اُنکی جماعت مین داخل ہو کر تے تھے۔ اس قوم مین سے ایک لڑکے کو ہمنے
مقام حجر مین بیٹھے ہوے دیکھا۔ حاجیون مین سے ایک شخص اُسے سورۂ فاتحہ اور
اخلاص پڑھا رہا تھا۔ معلم نے بتایا قل ھو اللہ احد لڑکے نے کہا اللہ احد
معلم نے ہر چند محنت اور کوشش کی مگر لڑکا یہی کہے گیا۔ پھر معلم نے کہا۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین۔ لڑکے نے کہا۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم والحمد للہ رب العالمین۔ معلم نے کہا والحمد نہ کہو الحمد کہو۔ آخر

جواب دیا اگر بسم اللہ کے بعد کہونگا تو اتصال کی وجہ سے والحمد کہونگا اور اگر ابتدا شروع کر دونگا تو الحمد کہونگا۔ ہمین اس بچے کی ذکاوت طبع اور لطافت ذہن پر تعجب ہوا۔ غرضکہ اس قوم کی فصاحت بیمثل ہے اور اُنکی دعا دلونمین اثر پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنکے اور تمام مسلمانونکے احوال مین اصلاح فرمائے۔ اس ماہ مبارک مین راتدن مرد عورتین عمرہ کو جاتی ہین۔ لیکن بڑا مجمع چاند رات کو ہوتا ہے۔ کعبہ شریف کا دروازہ روز مرہ کھلتا ہے انتیسوین تاریخ خاص عورتون کی داخلی کے واسطے ہے۔ اُس روز کوئی مرد داخل نہین ہوتا اُس دن مکہ کی عورتین بہت آرایش و زیبائش کرتی ہین۔ اُنکے ہان یہ دن زینت و زینت کے لئے مشہور ہے۔

جمعرات کے دن پندرہوین تاریخ ہے۔ جمعرات کو بھی بہت سے لوگ عمرہ کو گئے۔ یہ مجمع بھی پہلے دن کے قریب قریب تہا۔ کوئی مرد و عورت مکہ مین باقی نہین رہا۔ یہ پورا مہینا عمرہ اور دیگر عبادات کے واسطے مخصوص ہے۔ اور پہلی پندرہوین۔ اور ستائیسوین تاریخین نہایت متبرک مشہور ہین۔ پندرہوین تاریخ شب کو ہم حجر مین بیٹھے ہوے تھے۔ عشا کے قریب امیر مکہ احرام باندہے ہوئے میقات سے پلٹ کر اپنے گروہ کے ساتہ حرم شریف مین آیا۔ اُسکے لڑکے بھی احرام باندہے پیچھے پیچھے تھے۔ حسب عادت طواف کیا۔ موذن زمزمی اپنے صغیر السن بہائی کے ساتہ دعا و ثنا مین مشغول رہا جسوقت امیر مکہ طواف سے فارغ ہوا عشا کا وقت ہوگیا تہا۔ اُسنے امام شافعی کے پیچھے نماز پڑہی اور صفا مروہ کے واسطے مراجعت کی۔

سولھوین تاریخ جمعہ کے دن ایک بڑا قافلہ جسمین تخمیناً چار سو اونٹ ہونگے شریف داؤد
کے ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا۔ اس سے قبل
جمادی الثانی مین ایک چہوٹا سا قافلہ زیارت مقدس کو جا چکا ہے۔ اب ایک قافلہ باقی ہے
جو شوال مین جائیگا اور اُس سے چند روز بعد عراقی قافلہ کے ہمراہ بھی حجاج زیارت
مبارک کو جائینگے۔ بڑا قافلہ انشاء اللہ تعالےٰ اُنیسوین شعبان کو واپس آئیگا۔

ستائیسوین رجب کو منگل کی رات مین پہر تمام شہر کے آدمی بڑے ساز و سامان سے عمرہ
کو گئے۔ یہ مجمع بھی پہلے مجمعوں سے کم نتہا۔ رات بہر تمام زن و مرد پہلی ترتیب کے موافق
میقات کو روانہ ہوئے اسلئے کہ یہ رات متبرک ہے۔ صبح کو اہل شہر نے زینت و آرائش
مین بہت کچہ تکلفات کئے۔ اس عمرہ کو عمرۂ اکمہ کہتے ہین اور اُسکا احرام اُس ٹیلہ کے
پاس سے باندہا جاتا ہے جو اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے سامنے
ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر اور حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی مسجد کے قریب ہے
اسکا اصلی واقعہ یہ ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خانۂ کعبہ کی تعمیر سے فارغ
ہوئے اُسکے شکریہ مین تمام اہل مکہ کے ساتہ رہنہ پا عمرہ کو تشریف لے گئے اور اس ٹیلہ
کے پاس احرام باندہا۔ اُس روز رجب کی ستائیسوین تہی۔ اہل مکہ نے اُنکے اتباع مین
یہ طریقہ جاری کیا اور اُسیطرح آجتک جاری ہے جسطرح کہ عقبہ حجون سے باب المعلی مین
داخل ہونے کا طریقہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے اتباع مین فتح مکہ سے
اسوقت تک جاری ہے اور اُسکا مفصل بیان اُوپر ہو چکا ہے۔ حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ کے عمرہ کا دن یہاں بہت مشہور و معروف ہے۔ اُس روز اُنھوں نے عمرہ
مین بہت سی قربانیان کی تھین۔ اور تمام شرفاے مکہ بہت سے جانور قربانی کے واسطے
لے گئے تھے۔ جب نے وہان دو روز قیام کیا تھا اور نفیس نفیس کھانے پکوا کر لوگون کو
کھلائے تھے۔ غرضکہ اُس عمارت کے شکریہ مین بہت خوشی منائی تھی۔ یہ عمارت ابراہیم
علیہ السلام کے زمانہ کی بنیادون پر تعمیر ہوی تھی۔ اہل قریش نے اس بنیاد و نسے کم
گہٹا کر خانۂ کعبہ بنایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ قربت عہد کفار اپنے
زمانے مین بھی اُسی حالت پر قائم رکہا۔ یہ امر روایات صحیحہ سے ثابت ہے اور اس معاملے
مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی
روایت کے موافق ہے۔ اس جدید بنا یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کو حجاج
بن یوسف نے منہدم کر کے اہل قریش کی بنیادون پر اُسیطرح تعمیر کیا جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ابتک اُنہین بنیادون پر قائم ہے۔

اُنتیسوین ۲۹ رجب کو جمعرات کے دن خاص عورتونکے واسطے خانہ کعبہ کا دروازہ کہلا
تمام مکہ کی عورتین نہایت اہتمام اور تکلفات کے ساتہ چارونطرف سے حرم شریف مین
جمع ہوئین۔ جب شیبی اپنی عادت کے موافق در اقدس کو کہولکر علحدہ ہوے اور تمام مرد
مقام طواف اور حجر کے قریب سے ہٹ گئے۔ عورتونکے بڑے بڑے جہرمٹ نہایت
ذوق و شوق سے ایسے بیتابانہ داخل ہونے لگے کہ شیبی کو باہر نکلنا دشوار ہوگیا۔
عورتونکی یہ کثرت تھی کہ ایک دوسری پر گری پڑتی تھی کوئی چلاتی تھی۔ کوئی روتی تھی۔ اور کوئی

تسبیح و تہلیل مین مصروف تھی۔ یہ ہنگامہ اقوام سرد کے مجمع سے کم نہتا۔ دوپہر تک یہی کیفیت رہی۔ عورتون نے طواف۔ حجر اسود کے بوسہ۔ اور ارکان کعبہ کے مس کرنے کا کامل حظ حاصل کیا۔ اُنکے واسطے یہ دن بہت غنیمت ہی کیونکہ سال بھر تک دور سے طواف کرنے اور حجر اسود کے نظارہ کے سوا کوئی لطف نہین ملتا ہے۔ خانہ کعبہ کے دروازہ کو دیکھتی ہین مگر داخل نہین ہوسکتین۔ حجر اسود کا نظارہ کرتی ہین لیکن چھو نہین سکتین اسلئے مردونکی نسبت یہ گروہ مسکین اور مرحوم ہے۔ تمام سال مین یہی ایک دن اُنکی حصول آرزو کا ہوتا ہے۔ اِسی روز کی زینت کے لئے بہت دن پہلے سے سامان کئے جاتے ہین اللہ تعالےٰ اس دنکے اہتمام اور اشتیاق مین اُنکے حُسن نیت اور اخلاص کا اجر عطا فرمائے۔ دوسرے دن صبح کو کعبہ شریف کو غسل دیا گیا۔ غسل کا یہ سبب ہے کہ عورتونکے سانہ داخلی کے وقت کم سن اور شیر خوار بچے بھی آئے تھے اگر کسی نافہم کے قلب مین خطرات نامناسب پیدا ہون اور اُسکی فراست اُسے اتنا بھی نہ سوچنے دے کہ ایسے مقدس اور مطہر مکان مین حادثہ نجاست کا کیا امکان ہے اُن خطرات کے پاک کرنے کے واسطے بطور تعظیم و تکریم اس مکان اطہر کو آب زمزم سے دھویا گیا۔ جب غسل کا پانی بہنے لگا لوگ ہاتہ مُنہ دھونے کو اُسکی طرف دوڑے۔ اور اکثر نے بغیر لحاظ علت غسل اس آب مطہر کو ظروف مین بھرا۔ مگر بعض بے عقل اس سعادت سے محروم رہے۔ شاید اُنکے ناجائز خیال اور کج فہمی نے اس دولت سے بے نصیب رکہا۔ کیا ارباب شعور کا یہ خیال نہین ہے کہ آب زمزم سا پاک پانی کعبہ مقدس

کے اندر ڈالا جائے اور اُسکی دیواروں پہ ملکر رکن اسود اور ملتزم کے سامنے بہایا جائے وہ پانی کام و دہان مین لینے اور سر و چشم پر ملنے کے قابل ہے ؟ پناہ بخدا اگر اس خیال سے طبیعت مین رُکاوٹ پیدا ہو یا اس عقیدہ کے خلاف دلمین کوئی شبہ جاگزین ہو حسن نیت اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ اُسکے حرمون کی تعظیم اُسکی رضامندی کا باعث ہے وہ علیم و دانا ہے اور اُسے تمام خطرات خفی و جلی پر بخوبی آگاہی ہے۔

حالات ماہ شعبان المبارک سنہ ۵۷۹ھ

اُنیسوین نومبر کو ہفتہ کی شب مین چاند دیکھا صبح کو امیر مکہ حسب عادت اپنے بھائی بیٹے اور خدام کے ساتھ حرم شریف مین آیا۔ اور موذن زمزمی مع اپنے بھائی کے دعا اور ثنا مین مصروف ہوا۔

اس مہینے کی تیرہوین تاریخ (یکم دسمبر) جمعرات کی سحر کے وقت جبکہ سب لوگ صبح کی نماز مین مشغول تھے چاند گہن ہوا اور قریب ایک تہائی کے گھر کر غروب ہوگیا۔ اسکے دوسرے دن جمعہ کی صبح کو تمام شہر کے لڑکے حرم شریف مین آئے اور قبۂ زمزم کے قریب جمع ہوکر چلّا چلّا کر کہنے لگے۔ "اے بندگان خدا کلمہ پڑھو اور تکبیر کہو" کل حاضرین اُنکی ندا کے موافق تکبیر و تہلیل مین مصروف ہو گئے۔ بعض عوام بھی اُنکو مین شامل ہوکر یہی ندا کرنے لگے۔ تمام زن و مرد کا قبۂ زمزم پر ہجوم تھا اسلئے کہ اُنہین گمان بلکہ یقین ہے کہ زمزم کا پانی شعبان کی پندرہوین شب کو زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس مہینے کے چاند کی نسبت یہان یہ خبر مشہور ہے کہ یمن کی طرف شب جمعہ کو

دیکھا گیا ہے۔ اس لئے آج پندرہوین تاریخ کے گمان پر لوگ قبۂ زمزم کے گرد اسکے پانی سے برکت حاصل کرنے کو اس کثرت سے جمع ہوئے کہ ایسا اژدحام کبھی نہین ہوا تہا۔ سقّے کنوین پر چڑہے ہوئے ڈول کہینچ کہینچ کر آدمیونپر پانی ڈالتے تھے۔ پانی کسی کے سر پر اور کسیکے مُنہ پر پڑتا تھا اور آدمیونکا شوق اور بڑہتا جاتا تھا اور آمنو بھتے تھے۔ دوسری طرف عورتین کہڑی ہوئی رو رو کر اپنے کپڑے تر کرتی تھین اور نہایت ذوق و شوق سے دعائین مانگتی تہین۔ لڑکے اُسیطرح آواز بلند تسبیح و تہلیل مین مصروف تھے اس مجمع کا بھی عجیب و غریب منظر تھا۔ انبوہ کے سبب سے طواف کرنا اور شور و غل کی وجہ سے نماز پڑہنا دشوار تھا۔ ہمارے گروہ مین سے ایک شخص بڑی مشقت اور محنت سے قبہ کے اندر گیا۔ اُسنے لوگون کی زبانی سُنا کہ کنوین کا پانی سات ہاتہ بڑہ گیا۔ اسلئے ایک ثقہ آدمی کی تلاش ہوئی۔ ایک بوڑہے شخص سے دریافت کیا تو اُسنے آبدیدہ ہوکر کہا۔ "یہ خبر صحیح ہے" اُسنے دریافت کیا "تمنے خود اسکا امتحان کیا"؟ تو کہنے لگا۔ "بیشک! اسمین کوئی شُبہ نہین ہے" اِسی جماعت مین سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جمعرات کی صبح کو مینے آب زمزم کو کنوے کی مَن سے قدِ آدم نیچے دیکھا تہا نعوذ باللہ اِس کذب و افترا سے نہین معلوم کیا فائدہ ہے۔ ہمنے اس ہنگامے سے پہلے مکہ کے عوام سے پانی بڑہنے کی خبر سُنی تھی اسواسطے جمعہ کی شب مین ہم مین سے ایک شخص نے قبۂ زمزم مین جاکر کنوین مین ڈول ڈالا۔ جب ڈول سطح آب پر پہنچا تو مَن کے کنارے سے ناپ کر رسّی مین گرہ لگادی۔ صبح کو اس پیمانہ کے وقت بڑی کوشش سے اندر جاکر اُسی ڈول کو

کنوین مین ڈالا۔ مگر کنوین کی گہرائی اُسی گرہ کے برابر تھی کمی بیشی کا کوئی وجود نہ تھا۔ بلکہ سنیچر کی رات مین اُسی پیمانہ سے ناپا تو پانی گھٹا ہوا پایا۔ کیونکہ اگر کسی دریا سے بھی اسقدر صرف کیا جاتا تو وہ بھی گھٹ جاتا۔ سنیچر کی صبح کو ہمنے پھر اُسی رسّی سے پانی ناپا تو اصلی حالت پر پایا۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی قدرت ہی کہ اس پانی کو بہت سی خصوصیات کا شرف عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہان اگر یہ بات کوئی مُنہ سے نکالے کہ کنوین کا پانی بدستور رہا تو غالبًا یہ لوگ باتوں سے کنوین مین ڈکیل دین یا پاؤ نسے روند ڈالین۔ اللہ تعالیٰ عوام کے غلبۂ طبیعت اور اُنکی خواہشات کے جوش سے محفوظ رکھے۔

اہل مکہ کے نزدیک شعبان کی پندرہوین شب بڑی خیر و برکت کی ہے۔ اس رات کو تمام شہر کے باشندے اعمال خیر کی کوشش کرتے ہین۔ رویت ہلال کے حساب سے پندرہوین شب سنیچر کی رات تھی۔ اس شب مین حرم شریف مین بڑی زیب زینت ہوئی نماز عشا کے بعد سب نے چھوٹی چھوٹی جماعتون کے سات نماز تراویح شروع کی۔ ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ اور گیارہ بار قل ہو اللہ پڑہی گئی۔ اسطرح سو رکعتین پچاس سلامون کے ساتہ ادا کین۔ ہر جماعت کے واسطے چٹائیان بچھین اور شمع و چراغ روشن ہوے۔ ان سب پر یہ طرّہ تھا کہ چاند اور تارونکی روشنی منتشر ہو کر کعبۂ اقدس کے انوار سے دست و گریبان تھی۔ اور آسمان ایک نورانی گنبد نظر آتا تھا۔ ایسی رات کبھی وہم و خیال مین بھی نہین گذری تھی۔ لوگون نے طرح طرح کی عبادت کا التزام کیا تھا۔ بعض نے جماعت کے ساتہ تراویح ادا کین۔ اس قسم کی ساتہ یا آٹھہ جماعتین تھین۔ بعض نے مقام حجر مین علاحدہ

نمازین پڑہین۔ بعض عمرہ کو گئے اور بعض نے کثرت سے طواف کئے۔ ان سب عبادات مین فرقہ مالکی اور کل گروہوں سے غالب رہا۔ حاصل کلام اس رات کے فضائل اور برکات مشہور و معروف ہین۔ اللہ تعالی ہر شخص کو اُسکی برکتوں سے مستفید فرماے۔ اسی رات مین احمد بن حسان نے ایک عجیب امر کا مشاہدہ کیا۔ ایک ثلث رات باقی رہی احمد حسان پر نیند کا غلبہ ہوا وہ قبہ زمزم کی دیوار کے پاس اُس چبوترہ پر جو حجر اسود کے سامنے ہے سوگئے کو لیٹے۔ اُنکے سرہانے اُسی چبوترہ پر ایک عجمی بیٹھا ہوا بڑے ذوق و شوق سے کچھ اشعار پڑہ رہا تھا اور ہر شعر کے بعد جگر گداز آہ کھینچتا تھا کبھی آواز کو پست کرکے نامعلوم سی کردیتا تھا اور کبھی آواز کو بلند کرکے دلون کو ہلا دیتا تھا۔ اس سوز گداز اور حسن کلام نے احمد حسان کی نیند اُچاٹ کردی۔ عجمی نے اپنے اشعار کو اس بیت پر ختم کیا۔

ان کان سوء الفعال ابعدنی فحسن ظنی الیک قربنی

(اگرچہ میرے افعال بد نے دور کردیا ہے مگر تمہارے ساتھ میرا حسن ظن قرب کا باعث ہے) اس بیت کی کچھ اس خوش الحانی سے تکرار کی کہ دلونکے ٹکڑے ہوتے تھے اور پتھر پگھلے جاتے تھے۔ اسی بیت کی تکرار سے اُسکی آواز ضعیف ہوگئی اور آنسو تھم گئے احمد بن حسان کو خیال ہوا کہین اس شخص کو غش نہ آجائے سر اُٹھا کر دیکھا تو واقعی عجمی بیہوش ہوکر چبوترے نیچے گر پڑا اور بیحس و حرکت ہوگیا۔ ابن حسان اس حادثہ سے پریشان ہوکر اُٹھا اور اُسکی موت و حیات مین متردد ہوگیا اس لئے کہ چبوترہ زمین سے بہت اونچا تھا۔ ایک اور شخص اسی چبوترے کے نیچے سو رہا تھا وہ بھی گرنے کی آواز سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ دونون

متحیر اور متردد اُس عجمی کو دیکھہ رہے تھے۔ نہ تو کوئی اُسکے پاس جاتا تھا اور نہ کوئی اُسے بلاتا تہا۔ اتنے مین ایک عجمی عورت اُس طرف سے گذری اُسنے کہا۔ "تمنے غضب کیا کہ اُسے اس حال مین چہوڑ رکہا ہے" اور جلدی سے تھوڑا زمزم کا پانی لاکر اُسکے مُنہ پر چھڑکنے لگی۔ تب یہ دونون بھی آگے بڑہے اور عجمی کو زمین سے اُٹھایا۔ اُسنے ہوش مین آتے ہی دونون آدمیون سے منہ چہپاکر باب بنی شیبہ کی راہ لی یہ دونون شخص کہڑے ہوئے تعجب سے اُسکی طرف دیکہتے رہے۔ ابن حسان کو اس امر کا کمال افسوس ہوا کہ ایسے شخص کی دعا سے کیون محروم رہا اور اُسکی صورت کیون نہ پہچان لی تاکہ دوسرے وقت اُسکی صحبت سے فائدہ حاصل کرتے۔ ان عجمیون کے عبادات۔ مجاہدات۔ اور رقت قلبی کے عجیب و غریب افسانے ہین اور اُنکی استقامت اور کرامت مشہور و معروف ہی۔ یہ شرف اللہ تعالے کے ہاتہ ہی اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے عطا کرتا ہی۔

حالات ماہ رمضان المعظم سنہ ۵۷۹ھ

آئیسوین دسمبر کو پیر کی شب مین رمضان شریف کا چاند دکہائی دیا۔ مگر اہل مکہ نے اتوار کے دنسے روزہ رکہا اسلئے کہ امیر مکہ نے اپنے مذہب کے موافق اتوار کی شب مین چاند کے اعلان کے نقارے بجانے کا حکم دیا تہا۔ حال آنکہ اُس شب کو چاند کی صحت نہین ہوی تھی۔ مگر اُنکے مذہب مین یوم شک کا روزہ بھی فرض ہے۔ اس ماہ مبارک کے لئے حرم شریف مین ہر قسم کی آرایش کی گئی۔ نئے فرش بچہے۔ شمعین اور شعلین روشن

ہوئین ۔ تمام حرم شریف نور سے معمور اور شعاعون سے منور ہوگیا ۔ ہر فرقہ کے امام نے علحدہ علحدہ نماز تراویح کی جماعتین قائم کین ۔ شافعیون کی جماعت سب سے آگے حرم شریف کے ایک کونے مین قائم ہوئی ۔ اسیطرح حنبلی حنفی ۔ اور زیدیونکی جماعتین قائم کین مگر مالکیون کی جماعت مین تین قاری باری باری سے قرات کرتے تھے ۔ اسکی جماعت مین سامان زینت شمع وغیرہ بھی اور ونسے زیادہ ہی اسلئے کہ مالکی تاجر اس سال کعبہ کے واسطے بہت سی شمعین لائے ہین ۔ دو شمعین بہت بڑی ہین اور امام کی محراب کے سامنے نصب ہین اُنکا وزن ایک قنطار[1] ہی ۔ اُنکے گرد اور بہت سی چھوٹی بڑی شمعین لگائین جنکی شعاعون سے نظر خیرہ ہوتی ہے ۔ غرض کہ حرم شریف کا کوئی گوشہ قاری اور جماعتونسے خالی نہین ہے ۔ تمام مسجد الحرام قاریون کی آواز سے گونج رہی ہی ۔ اس جلسے کے دیکھنے اور قرأت کے سُننے سے نفسون مین انبساط اور قلبون مین رقت پیدا ہوتی ہے بعض اہل غربت نے حجر مین صرف نماز ہی پر اکتفا کی اور طواف کو غنیمت سمجھا ۔ تراویح کی جماعت مین شریک نہوئے اسلئے کہ ایسے وقت مین اُنہین تمام مخصص مقامات کی قربت اور قیام میسر ہوسکتا ہی ۔ تراویح مین شافعیونکے امام نے سب سے زیادہ مجاہدہ کیا ہر چار رکعتون کے بعد تمام جماعت کے ساتھ خانہ اقدس کا طواف کرنے جاتے تھے ۔ ہر طواف کے ختم پر جماعت کی اطلاع کے واسطے فرقعہ کی آواز اس زور سے ہوتی تھی کہ تمام مسجد گونج جاتی تھی

[1] ایک قنطار گائے کے ایک پوست کی برابر ہے ۔ وزن بارہ سو اوقیہ ۔ ہر اوقیہ سات مثقال کا اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے ۔ بعض کے نزدیک قنطار سو رطل کا ہے ۔ انگریزی ایک من سخہ کا ایک قنطار سمجھا جاتا ہے ۔

اسی ترتیب سے بیس رکعتین دس سلاموں کے ساتھ پوری کین اور وتر وغیرہ پڑھکر گھرونکو چلے گئے
اور مذاہب کے اماموں نے حسب معمول تراویح ادا کین۔ شافعیون مین تراویح کے واسطے
پانچ امام ہین۔ امام اول امام الفریضہ ہے۔ اور امام وسطی فقیہ ابوجعفر بن علی الفنکی القرطبی ہین
انکی قرات سنگ خارا کو پانی کرتی ہے۔

اس ماہ مبارک مین فرقعہ کی آواز کئی موقعون پر ہوتی ہے۔ تین بار بعد اذان مغرب
اور تین بار عشا کی دوسری اذان کے بعد۔ اس مقدس مکان مین یہ رسم بالکل بدعت ہے۔
موذن زمزمی اور اسکا خرد سال بھائی سحری کے وقت شرقی مینار پر چڑھکر خوش الحانی
سے ذکر الٰہی اور دعا مین مصروف ہوتا ہے۔ امیر مکہ کے گھر سے یہ مینار قریب ہے۔ اسکے
اوپر ایک بلند لکڑی نصب ہے۔ اور لکڑی کے سرے پر ایک ہاتھ بھر کی آڑی لکڑی لگی ہوئی
ہے۔ اور دونون سرونمین چرخیان ہین۔ اُن چرخیون پر کہینچکر دو بڑی بڑی لالٹینین لٹکائی جاتی
ہین۔ اور لالٹینین سحری کے وقت سے صبح تک روشن رہتی ہین۔ طلوع صبح کے قریب موذن
زمزمی کئی بار بلند آواز سے سحری کے ختم کا اعلان کرتا ہے اور دونون لالٹینین نیچے اتار دیتا ہے
اسکے بعد فجر کی اذان کہتا ہے اُسوقت اور موذن بھی اپنے اپنے مینارون پر چڑھکر اذان
شروع کرتے ہین۔ اس اعلان سحر اور اذانون کی آواز سُنکر لوگ سحری کو شروع اور ختم کرتے ہین
جنکے مکانون تک آواز نہین جاتی وہ لالٹینون کے چڑھنے اُترنے سے سحری کا وقت
دریافت کر لیتے ہین۔

دوسری رمضان المبارک کو منگل کی رات مین امیر مکہ نے خانۂ مقدس کا رخصتی طواف کیا۔

طغتکین بن ایوب برادر سلطان صلاح الدین کی ملازمت کے واسطے مکہ سے نکلا ہے۔ایک عرصہ سے سیف الاسلام صلاح الدین کے بھائی کی مصر آنے کی خبر گرم تھی۔ مگر اب تحقیق ہوا کہ وہ بینبوع ہین اُترکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ منورہ کو گیا ہے اور اپنا سامان وغیرہ یمن جانے کے لئے صفرا کو روانہ کردیا ہے کہتے ہین امرائے یمن کے فتنہ وفساد کی خبر مصر مین پہنچی تھی اُسکے انسداد کے واسطے جاتا ہے۔ مگر اہل مکہ کے دلونمین بھی اُسکی طرف سے خوف وہراس پیدا ہوا اسلئے امیر مکہ اظہار اطاعت اور محبت کی غرض سے اسکے استقبال کو گیا۔

تیسری رمضان کو بدھ کے دن پہر دن چڑھے ہم حجر المکرم مین بیٹھے تھے کہ یک بیک امیر مکہ کی سواری کے نقارہ کی صدا اور مکہ کی عورتون کی چیخ پکار ہمارے کان مین پہنچی۔ ہم اسی فکر مین تھے کہ امیر مکہ سیف الاسلام کی ملاقات سے پلٹ کر حرم شریف مین داخل ہوا اور خانہ کعبہ کی حاضری کا طواف کیا۔ لوگون نے اسکی مراجعت اور سلامتی پر خوشی ظاہر کی اور سیف الاسلام کی آمد اور بیرون شہر قیام کی خبر شہر مین شائع ہوئی۔ اُسکے لشکر کا ایک دستہ حرم شریف مین آکر امیر مکہ کے پاس طواف مین جمع ہوا۔ اتنے مین شور وغوغا کی صدا آنے لگی اور امیر سیف الاسلام باب بنی شیبہ سے حرم شریف مین آیا۔ اُسکے آگے آگے برہنہ تلوارین اسطرح چمکتی تھین کہ نظر خیرہ ہوتی تھی۔ اُسکے داہنی طرف قاضی اور بائین طرف بڑے شیبی صاحب تھے۔ تمام مسجد حرام مہمان اور تماشائیون سے بھر گئی۔ ہر شخص کی زبان سے اُسکے اور اُسکے بھائی سلطان صلاح الدین کے واسطے دعائے خیر نکل رہی تھی۔ مؤذن زمزمی اپنی

جگہ دعا و ثنا مین مصروف تھا۔ لوگون کی آوازین اُسکی آواز کو دبائے دیتی تہین۔ یہ مجمع بھی قابل دید تہا۔ جب امیر خانۂ مقدس کے قریب پہنچا تلوارونکو غلاف مین رکہا۔ زینت کے لباس اُتارے گئے۔ اور خانۂ کریم کی تعظیم مین گردنین جہک گئین۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور دہشت سے عقلین گم ہوگئین۔ ترکون کا یہ گروہ خانۂ کعبہ کو اسطرح گہیرے ہوے تھا جیسے شمع کو پروانہ اُنکی داڑہیان آنسوؤنسے تر ہوئی جاتی تہین اور فروتنی سے سر جہکے جاتے تھے قاضی اور شیبی نے بھی امیر سیف الاسلام کے ساتہ طواف کیا۔ امیر مکثر کو بہیڑ نے ایسا دبایا کہ وہ جلدی سے طواف پورا کرکے اپنے مکان کو چلا گیا۔ سیف الاسلام نے طواف کے بعد مقام کریم کے عقب مین دوگانہ نماز ادا کیا۔ پہر قبۂ زمزم مین جاکر پانی پیا اور وہانسے باب الصفا کے راستے سے حرم شریف سے باہر آیا اور پاپیادہ صفا مروہ کی سعی شروع کی۔ برہنہ تلوارین اُسکے آگے آگے تہین اور راہ کے دونون جانب سپاہی صفین باندہے کہڑے تھے۔ اسیطرح طواف کے وقت بھی سپاہیون نے صفین بنالین تہین۔ صفا مروہ کے دو پہیرے پاپیادہ کئے اور باقی پہیرے ماندگی کے سبب سے سواری پر پورے کئے۔ سعی سے فارغ ہوکر دوبارہ حرم شریف مین آیا اور چمکیلی تلوارون کے حلقے مین خرامان خرامان چلتا رہا۔ آج خاص اُسکے واسطے خانۂ کعبہ کا دروازہ کہلا۔ پہلے زینے کی کرسی دروازہ کے قریب لگائی گئی۔ اُسپر امیر اور شیبی چڑہے جب شیبی نے دروازہ کہولنے کا قصد کیا اُنکے ہاتہ سے بہیڑ مین کنجی گرگئی۔ اُسکے ڈہونڈنے مین کچہ دیر لگی اور اسوقت تک امیر زینے پر کہڑا رہا جب کنجی ملی تو دروازہ کہلا۔ اور فقط امیر اور شیبی داخل ہوئے اور دروازہ بند ہوگیا۔ باہر زینے پر بڑے

بڑے افسر کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر مین دروازہ کھلا اور مقرب لوگ داخل ہوئے۔ امیر بہت دیر تک خانہ اقدس مین حاضر رہا جب وہ باہر آیا تو باقی لشکر بیکبار داخلی کی اجازت ملی اُسوقت اُن لوگونکا اژدحام باہم کشمکش۔ ایک دوسرے پر گرنا۔ اور ہجوم کرکے داخل ہونا قابل دید تہا اور اقوام سرو کے مجمع سے بہت مشابہ تہا۔ اسکے بعد امیر سیف الاسلام سوار ہوکر اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مکہ کے واسطے یہ دن بڑی خوشی اور تماشے کا تھا۔ امیر کے ہمراہ مصر وغیرہ سے بہت سے حجاج آئے ہین جو راہ کی امن کے باعث سے لشکر کے ساتہ ہو لئے تھے۔

جمعرات کے دن ایک پہر دن چڑہے ہمنے حجر مین بیٹہے بیٹہے نقارے وغیرہ کی آواز سُنے اور ہم اُس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے مین امیر مکثر اپنے عزیز و قریبون کے ساتہ حرم شریف مین ایک عمدہ زرکار خلعت پہنے اور اُسپر ایک دراز دامن زرین چادر اوڑہے ہے تھا چادر شعلۂ آتش کی طرح چمکتی تھی اور اُسکے دامن زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ آسمانی رنگ کا زرکار عمامہ سر پر تہا۔ عمامہ کے اسقدر پیچ تھے گویا بادلونکا ایک تودہ تھا۔ یہ خلعت اُسے امیر سیف الاسلام نے دیا تہا۔ اُسکی خوشی مین اپنی منزلت کی اعلان کے واسطے نقارے بجوائے اور ادائے شکر کے واسطے خانۂ اقدس کے طواف کو حاضر ہوا۔ اللہ تعالےٰ اسکو صلاحیت عطا فرمائے۔

جمعہ کے روز امیر سیف الاسلام اول وقت نماز کے واسطے آیا اور کعبہ کا دروازہ کھولا گیا امیر مکہ کے ساتہ خانۂ اقدس مین داخل ہوا۔ دو نو بہت دیر تک وہان حاضر رہے۔ جب باہر آئے تو ترکون نے داخلی کے لئے بڑا ہجوم کیا۔ بہیڑ کی زیادتی کے باعث زینہ بھی علیحدہ

کر لیا گیا۔ مگر اُنکے اژدحام مین کوئی کمی نہ ہوئی۔ ایک دوسرے کے کندھون پر چڑھ چڑھ کر داخل ہوتے تھے جسوقت خطیب خطبہ کے لئے منبر پر چڑھا اُسوقت خطبہ سننے کے لئے آدمی باہر آئے اور دروازہ بند کیا گیا۔ امیر سیف الاسلام نے امیر لشکر کے ساتھ قبۂ عباسیہ مین نماز پڑھی۔ بعد فراغ نماز باب الصفا کے راستے سے باہر نکل کر سوار ہوا اور اپنے قیام گاہ کو چلا گیا۔ دسوین رمضان المبارک کو بدھ کے دن امیر سیف الاسلام اپنے لشکر کے ساتھ یمن کو روانہ ہوا۔

اس ماہ مبارک کے آخری عشرہ کی ہر ایک طاق تاریخ کی شب مین باری باری سے ایک ایک جماعت مین کلام اللہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ اکیسوین شب کو اہل مکہ مین سے ایک لڑکے نے قرآن شریف ختم کیا۔ قاضی اور شہر کے بڑے بڑے بزرگ ختم مین شریک ہوے ختم سے فارغ ہو کر لڑکے نے کہڑے ہو کر حاضرین کے سامنے خطبہ پڑہا۔ اُسکے باپ نے لوگون کی دعوت کی اور گہریجا کر کہانا اور نفیس حلوا کہلایا۔

تیسوین تاریخ امراے مکہ مین سے ایک لڑکے کا ختم تھا۔ اُسکے باپ نے اس شب کو آرائش کا بہت ہی اہتمام کیا تہا۔ وسط حرم مین باب بنی شیبہ کی جانب ایک مربع محراب جالیدار لکڑیون کی بنائی۔ محراب چار پایہ پر قائم تھی۔ اوپر دو آڑی لکڑیان باندہکر اُسمین قندیلین لٹکائی تہین۔ اوپر جا بجا چراغ اور مشعلین لگائی تہین۔ محراب کے گرد لوہے کی کھیلونمین موی بتیان روشن کین۔ محراب کے قریب ہی ایک بہت خوشنما روشنی کا درخت بنایا تھا چھوٹی چھوٹی شاخون مین ہر قسم کے پھول اور پھل لگے ہوے تھے۔ امام جسوقت محراب مین آیا روشنی

کی کثرت سے اُسپر نظر قائم نہین ہوتی تھی۔ حرم شریف کے سب زن و مرد اس روشنی کی سیر دیکھنے کو جمع ہوئے تھے۔ محراب کے پاس مختلف رنگ کی پوشش کا ایک منبر رکھا ہوا تھا۔ تراویح کے ختم کے بعد وہ لڑکا محراب سے نکلکر منبر کی طرف آیا۔ اُسکی عمر پندرہ برس سے زیادہ نہ تھی۔ نہایت مکلف اور دراز دامن لباس زیب تن تھا۔ آنکھون مین سرمہ اور ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی تھی۔ چہرے سے تمکین و وقار ظاہر تھا۔ آدمیون کی کثرت سے منبر تک جانا دشوار تھا۔ ایک خادم نے ہاتھو مین اُٹھا کر منبر پر پہنچا کر دیا۔ وہ لڑکا مسکراتا ہوا منبر پر چڑھا اور حاضرین کو سلام کیا۔ قاریون نے اُسکے سامنے بیٹھکر ایک لہجہ مین قرآن خوانی شروع کی۔ جب دس آیتین پڑھ چکے لڑکے نے کھڑے ہوکر بہت خوش الحانی سے خطبہ شروع کیا۔ اُسکی خوش آوازی سے قلبو مین جوش پیدا ہو گیا خطیب کے سامنے منبر کی سیڑھی پر دو آدمی شمعین لئے کھڑے تھے۔ اور خطبہ کی ہر فصل پر بہ آواز بلند یارب یارب کہتے تھے۔ قاری خطیب کے ٹھہرتے ہی قرأت شروع کر دیتے تھے۔ قرأت کی ختم پر خطیب پھر خطبہ پڑھتا تھا۔ دیر تک اسیطرح ذکر و افکار مین مشغول رہے۔ خطبہ مین خطیب اسم شریف کا بھی ذکر کرتا جاتا تھا اور آسمین چڑھا کر مکان مقدس کو ہاتھ کے اشارہ سے بتاتا تھا اُسنے مقام کریم اور زمزم کا بھی ذکر کیا اور دونون کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ آخر خطبہ کو وداع ماہ مبارک پر ختم کیا اور خلیفۂ وقت اور دیگر اُمرا کے واسطے حسب قاعدہ دعا کی اسکے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔ حق یہ ہے کہ اس لڑکے نے نہایت بلیغ اور پر تاثیر خطبہ پڑھا۔ لیکن نفسون مین نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت نہین ہی۔ ورنہ جو تذکرہ زبان سے

نکلتا ہی کانون مین ضرور پہنچتا ہے مجلس کے ختم ہونے پر لڑکے کے باپنے قاضی اور دوسرے
بزرگون کو گھر بلیجا کر کھانا اور حلوا کھلایا۔ اس رات مین لڑکے کے باپنے اس خوشی مین بہت
کچھ صرف کیا۔

پچیسوین تاریخ امام حنفی کے یہان ختم تھا۔ اُنھون نے بھی اپنے لڑکے کے ختم کی خوشی
مین بڑی زیب و زینت کا سامان کیا۔ اپنے خیمے کے اوپر تختے اور لکڑیان لگا کر چارون
طرف چراغ اور مشعلین روشن کین جنکے باعث تمام خیمہ منور ہوگیا۔ اور اوپر کا حصہ تاج کی طرح
چمکنے لگا۔ اُسکے سامنے چار موم کے درخت نرالی صنعت کے لگائے تھے بعض مین
شاخین اور پھول پھل بھی بنے ہوے تھے۔ اور بعض سادے تھے۔ ایک جالیدار محراب
لکڑیون کی بنا کر اُسکے چارون طرف بتیان روشن کین۔ بتیونکو اسطور سے لگایا تھا کہ تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر ایک ایک بتی لگن مین لگا کر اُسکے گرد اور بتیونکا حلقہ بنایا تھا۔ اسوجہ سے
ہر طرف نور کے ہالے نظر آتے تھے۔ محراب کے سامنے رنگین پوشش کا منبر رکھا ہوا تھا۔
اس آرائش کو دیکھنے کے واسطے پہلے مجمع سے بھی زیادہ آدمی تھے۔ ختم کے بعد لڑکا
محراب سے نکلکر منبر کی طرف آیا۔ اِسکی عمر بھی پہلے لڑکے کی برابر تھی۔ بہت نفیس لباس
پہنے اور دامن زمین پر لٹکائے ہوئے نہایت شرم کے ساتھ منبر پر چڑھا اور حاضرین کو
سلام کیا۔ خطبہ بہت نرم اور شرمگین آواز سے شروع کیا۔ اول الذکر لڑکے کی نسبت اِسکی
حالت نہایت تمکین و وقار کی تھی۔ اُسکی نصیحت نہایت بلیغ اور بیان بہت فصیح تھا۔ قاریون
نے اُسکے سامنے بیٹھکر قرآن شریف شروع کیا۔ جب تک وہ قرآن شریف پڑھتے تھے

لڑکا خاموش کھڑا رہتا تھا۔ آیات مقررہ کے ختم پر پھر خطبہ پڑھتا تھا۔ منبر کی سیڑھیو پر خدام شمعدان اور انگیٹھیاں لئے کھڑے تھے اور عود سلگاتے تھے۔ یہ لوگ خطبہ کے وقفہ کے وقت باواز بلند تین یا چار بار یارب یارب کہتے تھے بعض وقت حاضرین بھی انکے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔ خطبہ کے ختم کے بعد خطیب منبر سے اُترا۔ لڑکے کے باپ نے معززین مجلس کو کھانا کھلایا۔ یا تو اپنے گھر لے گیا۔ یا تعظیماً اُنکے مکانو پر بھیجدیا۔

اتوار کی پہلی کے حساب سے ستائیسوین شب جمعہ کی رات تھی۔ یہ رات تمام راتو سے افضل اور قبولیت مین اکمل ہے۔ خانہ کعبہ اور مقام کریم کے پیچھے ایسی شب مین ختم قرآن شریف بالکل موجب خیر و برکت ہے۔ اس رات کی آرائش کے لئے دو تین روز قبل سے اہتمام ہوا تھا۔ شافعیون کے حطیم کے سامنے اونچی اونچی لکڑیان کھڑی کر کے تین تین لکڑیون مین ہاتھ ہاتھ بھر کے ڈنڈے جڑ کر حطیم تک اسیطرح صفین بنائی تھین۔ ڈنڈون کے اوپر لمبے لمبے تختے جڑے تھے۔ ان تختونکے اوپر اسی ترتیب سے اور تختے لگائے تھے غرض کہ اسطور سے تختونکے تین طبقے قائم کر کے اوپر کے طبقہ مین فقط لمبی لکڑیان نصب کی تھی۔ طبقہ اعلی کی لکڑیون مین برابر کیلین جڑ کر اُنمین بتیان لگائی تھین۔ اور نیچے کے طبقون سوراخ کر کے ڈنڈی کے گلاس لگائے اور تینون طبقون کے چارون طرف بڑی چھوٹی قندیلین لٹکائین۔ قندیلین پیتل کے برتنون کی طرح چارون طرف سے سوراخ تھین اور اُسپر تین زنجیرون کے سہارے سے لٹک رہی تھین۔ اُنکے نیچے لمبا خانہ تھا اُسمین ڈنڈی کے گلاس رکھدیے تھے۔ قندیلون کی وجہ سے ہر طبقہ اس طرح نظر

آتا تھا گویا ایک نورانی پایون کی سیڑھی ہے۔ قبۂ زمزم کے جنوبی گوشہ کے سامنے والے حطیم سے قبہ زمزم کی دیوار تک روشنی کے واسطے اسی قسم کی ٹٹیان بنائی تھین۔ اور قبہ کے اوپر اذان کہنے کی جگہ مین مشعل روشن تھی۔ قبہ کی جو دیوار کعبہ شریف کی محاذی ہے اُسکی جالیون کی پیشانی پر برابر برابر بتیان لگادی تھین۔ مقام کریم کے گرد لکڑی کی جالیدار محرابین بناکر محرابونکے اطراف مین لوہے کی کیلون مین بتیان لگائی تھین۔ اور مقام کریم کے دونون طرف لگنون مین موٹی موٹی بتیان روشن تھین۔ لگنین اونچی اونچی صندلیون پر رکھی ہوی تھین۔ حجر کی دیوار پر بھی برابر شمعدان چُنے ہوے تھے اور موم کی بتیان روشن تھین۔ یہ مقام ایک دائرہ نور معلوم ہوتا تھا۔ کعبہ شریف کے گرد شعلون کا ایک حلقہ روشن تھا۔ حرم شریف کے کنگرون پر مکہ کے لڑکے قندیلین روشن کرکے لگا رہے تھے۔ ہر سطح پر روشنی کے کام مین ایک ایک جماعت مصروف تھی۔ اور آپس کی بحث مین بڑی تیزی کے ساتھ روشنی کر رہے تھے۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ کا شعلہ ایک کنگرہ سے اُڑکر دوسرے کنگرہ پر پہنچ جاتا ہے اسلئے کہ روشنی کی چمک مین روشنی کرنیوالون کی پوری پوری ہیئت نظر نہین آتی تھین۔ سب روشنی کرنے والے ایک زبان ہوکر بلند آواز سے یارب یارب کہتے جاتے تھے۔ انکی آواز دورسے کل حرم شریف کی عمارت گونج جاتی تھی۔ جب پوری روشنی ہوچکی تو روشنی کی کثرت سے آنکھون مین چکاچوند ہونے لگی۔ جسطرف دیکھو نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اس رات کی رونق دیکھکر گمان ہوتا تھا کہ شاید اس مقدس شب کی بزرگی کی وجہ سے

رات کا سیاہ لباس دھوکر تاروں کے نور سے مزین کیا ہے۔ اول قاضی نے تمام کے پیچھے کھڑے ہوکر عشا کے فرض پڑھائے پھر ختم کے واسطے سورۂ قدر سے شروع کیا۔ اور دو رکعتوں میں آخر تک ختم کرکے قبلہ رو کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ لیکن شور و غوغا کی وجہ سے خطبہ سُننے میں نہیں آیا۔ مقام کریم کو کعبہ شریف سے باہر لاکر مصلّے کے سامنے لکڑی کے قبہ میں رکھا تھا۔ اور تمام فرقوں کے امام ختم کی تعظیم کے سبب سے اسی مصلّے پر جمع ہوئے تھے۔ شبِ گذشتہ میں سب امامون نے سورہ قدر سے قرآن چھوڑ دیا تھا۔ ختم قرآن سے فارغ ہوکر سب امام اپنے اپنے مصلّون پر تراویح کے واسطے چلے گئے اور یہ مجمع متفرق ہوگیا ہر شخص کے دل پر خوف طاری تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس رات کی عظمت اور بزرگی دیکھکر ہر ایک کو گمان تھا کہ شاید لیلۃ القدر یہی رات ہے اللہ تعالےٰ اس شبِ مقدس کے مشاہدہ سے سب کو سرفراز فرمائے۔

ستائیسوین شب کے بعد تراویح میں پانچون امامونکے ہان متفرق آیتین کلام اللہ کی پڑھی جاتی ہین اور ہر جماعت دو دو رکعت کے بعد طواف کرتی جاتی ہے۔ اُنتیسوین شب کو ہر ایک امام نے تراویح کے بعد خاتمہ کا خطبہ پڑھا۔ مالکی امام نے اپنی محراب کے سامنے لکڑی کی چھوٹی چھوٹی محرابین نصب کین محرابون کی بلندی قد آدم سے کم تھی۔ دو دو محرابون پر ایک ایک چوڑی لکڑی جڑ کے اُسکے چاردن طرف بتیان لگائی نہین۔ اسیطرح محرابونکے نیچے اور وسط مین بکثرت روشنی تھی۔ محراب کے سامنے شمعین لگنون کے عوض پیتل کی تپائیون پر نصب کین تھین۔ یہ منظر بھی نہایت خوشنما تھا عظمت و غرور کی شان سے خارج اور عجز و انکسار

کی حالت میں داخل تھا۔ اس مختصر زیبائش سے بجز اجر و ثواب کے اور کچھ مقصود نہ تھا
مالکیون کی جماعت جب ختم تراویح کے واسطے کھڑی ہوئی قاریون نے نوبت بہ نوبت
بڑی عجلت سے نماز کو ختم کیا۔ اور انمیں سے ایک نے محراب کے سامنے شمعون کے
بیچ میں کھڑے ہوکر خطبہ شروع کیا۔ یہ خطبہ امام حنفی کے خطبہ کا انتخاب تھا خطیب نے
بہت تشیح کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ مگر اسکی بدآوازی سے آنکھ میں آنسو تک نہ آیا۔ اور جلسہ
درہم برہم ہوگیا۔ محراب کے سامنے کی شمعون پر لوگون نے دست غنیمت دراز کیا۔ اور بیخوف
ہراس لوٹ کر لیگئے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے ہمپر یہ ماہ مبارک بعافیت
تمام گذرا۔ خداوند ذوالجلال ہمیں اسکی برکت سے مالا مال کرکے اپنے مغفور اور مرحوم بندونمیں
شامل فرمائے۔ اور اس نعمت بیمثال کے شکر کی ہمارے قلبونمیں توفیق پیدا کرے۔ اور
تمام اہل اسلام کا خاتمہ دین حق پر فرمائے۔

حالات ماہ شوال سنہ ۷۹ھ

۱۶ رجنوری کو منگل کی شب عید کا چاند دیکھا۔ یہ حج کے مہینونمیں سے پہلا مہینہ ہے جنکی شناسائی
کلام اللہ میں آیا ہے اشھر معلومات اسکے بعد کے تین متصل مہینے اشھر الحرام
ہیں جنمیں جدال و قتال حرام تھا۔ چاند رات کو تمام حرم شریف میں رمضان کی سا بسیون کی طرح
شمعیں اور مشعلیں روشن ہوئیں۔ سب میناروں کے چارونطرف روشنی ہوئی۔ جبل قبیس کی مسجد کے
سطح پر بھی چراغ وغیرہ جلائے گئے۔ قبۂ زمزم پر موذن نے تسبیح و تہلیل شروع کی۔ اور موذنون نے
شب بیداری کی۔ اور اکثر لوگون نے تمام رات طواف اور نماز میں بسر کی اللہ تعالی سب کی

کوششین قبول فرمائے۔

خانہ کعبہ کی عید الفطر

صبح کو بعد نماز فجر سب لوگون نے کپڑے بدلے اور عید کی نماز کے واسطے حرم شریف مین جمع ہوے۔ یہان کوئی عیدگاہ نہین ہے۔ خانہ کعبہ کے شرف و عظمت کے باعث حرم شریف ہی مین عید کی نماز ہوتی ہے پہلے شیبی لوگ کعبہ شریف کا دروازہ کھولکر اندر داخل ہوئے اور بڑے شیبی چوکھٹ پر کھڑے رہے۔ اتنے مین امیر مکہ کی آمد کی اطلاع ہوئی شیبی نے باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک استقبال کیا۔ امیر مکہ نے آکر پہلے خانہ اقدس کا طواف شروع کیا اور موذن زمزمی اپنی عادت کے موافق دعا و ثنا مین مصروف ہوا۔ طواف کے بعد امیر قبۂ زمزم کے چبوترہ پر جاکر بیٹھ گیا۔ دہنی بائین اُسکے لڑکے تھے اور پیچھے وزرا اور عمائدین کھڑے تھے۔ آدمیون سے تمام حرم شریف بھر گیا تھا شیبی لوگ امیر کو چبوترہ تک پہنچاکر اپنی جگہ پلٹ آئے۔ تمام حاضرین انکی طرف کن انکھیون سے دیکھتے تھے اور انکی شرف و منزلت پر رشک کرتے تھے۔ امیر کے سانہ چار شاعر بھی تھے اور باری باری سے کچھ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اس عرصہ مین نماز کا وقت کامل ہو گیا۔ خطبہ کے واسطے قاضی حرم شریف مین داخل ہوا اُسکے دونون طرف سیاہ نشان تھے اور آگے آگے فرقعہ کی صدا ہوتی جاتی تھی جس سے تمام حرم شریف گونج رہا تھا۔ قاضی سیاہ لباس مین تھا۔ جب قاضی مقام کریم کے پاس آیا۔ سب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ نماز سے فارغ ہوکر قاضی منبر

پر چڑھا۔ منبر کعبہ شریف کی دیوار کے پاس رکھا تھا۔ جہان ہر جمعہ کو رکھا جاتا ہی خطیب نے نہایت بلیغ خطبہ پڑہا۔ موذن منبر کے زینے پر بیٹھے ہوے خطبہ کی ہر فصل پر تکبیر کہتے تھے اور اُنکے آواز پر تمام حاضرین تکبیر کہتے تھے خطبہ کے بعد سب لوگ باہم سلام و مصافحہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کو مبارکباد اور دعا دیتے تھے۔ پھر گروہ گروہ کعبہ شریف مین داخل ہوے۔ اللہ تعالی نے جسطرح یہ عید اس جماعت پر مبارک کی اسیطرح اُنکے درجات آخرت مین بھی افزونی فرمائے۔ اسکے بعد سب آدمی مقام معلی مین جبانہ کی زیارت کو گئے تاکہ یہ قدم عبادت مین شمار کئے جائین۔ اور صاحبان زیارت کی برکت سے مستحق رحمت الٰہی ہون۔ اللہ تعالی اس گروہ مقدس کی محبت سب کے دلون مین پیدا کرے۔ اور قیامت کے دن اُنہین کے ساتہ حشر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان جس گروہ سے محبت رکہتا ہی اُسیکے ساتہ اُسکا حشر کیا جاتا ہے۔

۱۹ ر تاریخ (۳ ر فروری) ہفتہ کے روز ہم سب منی کے مقامات متبرکہ کی زیارت اور ایام حج مین قیام کے واسطے مکان کرایہ کرنے گئے۔

منی کے حالات

یہ آبادی نہایت فراخ اور کشادہ ہے۔ بہت قدیم زمانہ کی بستی ہی۔ آثار قدیمہ بہت ہین ایک راستہ نہایت کشادہ دور تک چلا گیا ہے اور اُسکے دونون طرف حجاج کے واسطے بکثرت کرایہ کے مکان ہین۔ بستی مین داخل ہونے سے پہلے بائین طرف ایک مسجد ملتی ہے پہلی بار بیعت اسلام اسی مسجد مین ہوی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاونت کے واسطے بموجب روایت مشہورہ یہ بیعت کی تھی
اسکے آگے آبادی کے بائین طرف **جمرۃ العقبہ** یعنی کنکریان مارنے کا مقام ہی۔ یہ نشان
راہ کے کنارے پر ہے اور وہان کنکریونکا ڈہیر ہے۔ اگر یہان اسرار قدرت الٰہی نہوتا تو
یہ مقام کنکریونکے انبار سے بجائے خود ایک پہاڑ بن جاتا۔ کیونکہ سالہا سال سے اس
مقام پر بیشمار کنکریان پہینکی جاتی ہین۔ اُسکے قریب مسجد مبارک ہے۔ اور مسجد کے پاس
صفا مروہ کے میلون کی طرح ایک میل ہے۔ اس میل کو دہنے بازو پر سیکر اور قبلہ رو کھڑی
ہوکر عید اضحی کے دن اس نشان پر سات کنکریان مارتے ہین۔ اسکے بعد قربانی کرتے
ہین۔ اور سر منڈاتے ہین۔ سر منڈانے کی جگہ نشان کے پاس ہی ہے اور قربانی منیٰ مین
ہر جگہ ہوسکتی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام منیٰ مقام
قربانی ہے۔ اس جگہ جب تک طواف افاضہ نہ کیا جائے عورتونسے قربت اور خوشبو لگانا
حرام ہے باقی اور چیزونکا استعمال جائز ہے۔ اس جمرہ سے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر
جمرۃ الوسطیٰ ہے۔ یہان بھی جمرۂ اول کی طرح ایک میل نصب ہی۔ اس سے آگے اسیقدر
فاصلے پر **جمرۃ الاولیٰ** ہے۔ ان دونون مقامات پر عید کے دوسرے دن زوال کے وقت
سات سات کنکریان مارتے ہین اور جمرۃ العقبہ پر بھی اُس روز اور سات کنکریان پہینکی جاتی ہین
عید کے تیسرے دن پہر زوال کے وقت تینون جگہ سات سات کنکریان پہینکتے ہین۔
تینون دنکی کل کنکریان شمار مین اُنچاس ۴۹ ہوتی ہین۔ پہلے زمانہ مین چوتھے دن بھی مذکورہ بالا ترتیب
کے ساتھ اکیس کنکریان پہینکی جاتی تہین اور کنکریون کی مجموعی تعداد ستر ہوتی تھی۔ مگر آج کل عرب

بنی شعبہ کے خوف سے چوتھے روز تک لوگ نہین ٹھہرتے اسلئے چوتھے دن کی کنکریان موقوف کرکے صرف اُنچاس ۴۹ پر اکتفا کرلیا ہے اور اب تیسرے روز کنکریان پھینک کر مکہ چلے جاتے ہین۔ عمرۃ الادلی کے قریب رستے سے بچا ہوا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانی کرنے کا مقام ہے جہان بہت بڑی قربانی ہوئی تھی۔ یہان کوہ ثبیر کے قریب ایک مسجد ہے۔ قربان گاہ مین ایک دیوار پر پتھر نصب ہے اور اُسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذبیحہ کے قدم کا نشان ہے۔ اُسے لوگ بوسہ دیتے ہین اور چھوتے ہین اسکے آگے مسجد خیف ہے اور یہ مقام منی کی آبادی کی انتہا ہے مگر پرانی عمارتونکے نشان اس مسجد سے آگے دور تک چلے گئے ہین۔ مسجد جامع مسجد کی طرح بہت وسیع ہے اُسکے وسط مین مینار ہے۔ مسجد کی عمارت مین تیہرا دالان ہے۔ اور تینون درجون کی چھت ہموار ہے۔ یہ مسجد ایک مشہور اور متبرک مقام ہے۔ اسکی بابت حدیث شریف مین وارد ہے کہ یہان بہت سے انبیا علیہم السلام مدفون ہین۔ اس مسجد کے قریب رستے کی دہنی طرف ایک پہاڑ مین ایک پتھر باہر کو نکلا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکبار اُس پتھر کے سایہ مین بیٹھے تھے۔ سر مبارک اُسمین جا لگا۔ اللہ تعالی کی قدرت سے پتھر نرم ہوگیا اور سر اقدس کا نشان بن گیا۔ اسلئے لوگ اُس پتھر کے نیچے بیٹھکر نشان پاک سے سر کو مس کرتے ہین تاکہ اُسکی برکت سے آتش دوزخ اثر نکرے۔ ہم ان مقامات کی زیارت سے فارغ ہوکر قریب ظہر مکہ کو پلٹ کر آئے۔

بیسوین شوال کو اتوار کے روز ہمنے جبل حرا پر جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبادت

کے غار کی زیارت کی۔ جبل حرا مکہ سے تین میل ہے اور پہلی بار یہین وحی نازل ہوئی تھی۔

نماز استسقا

بائیسوین تاریخ کو (۶ر فروری) منگل کے دن پہر دن چڑھے تمام مکہ کے لوگ نماز استسقا کے واسطے کعبہ شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوے۔ تین روز قبل سے قاضی نے ان لوگون کو آمادہ کرکے روزے رکھوائے تھے۔ آج چوتھے دن سب آدمی بہ نیت خالص حرم شریف مین آئے۔ شیبیون نے خانۂ کعبہ کا دروازہ کھولا۔ پہلے قاضی آگے بڑھا سفید لباس پہنا اور دہنے بائین سیاہ نشان تھے۔ مقام کریم اندر سے نکالکر خانۂ کعبہ کی دہلیز مبارک پر رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا قرآن شریف قبۂ عباسیہ کے خزانہ سے نکالکر خانۂ اقدس کے دروازہ پر لائے۔ قرآن شریف کھولکر ایک دفتی دہلیز پر اور ایک مقام کریم پر رکھی گئی پہر نماز کے واسطے ندا ہوئی۔ قاضی نے مقام کریم کے پیچھے مصلے پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھائی۔ اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین سورۂ غاشیہ پڑہی۔ منبر مقام مقررہ پر کعبہ شریف کی دیوار سے لگا کر رکھا گیا۔ قاضی نے بہت عمدہ خطبہ پڑہا اور لوگونکو توبہ و استغفار کی کثرت کی ترغیب دلائی اور بارگاہ صمدی مین رجوع کی نصیحت کی۔ یہانتک کہ آنکھون مین آنسو خشک ہوگئے۔ اور منہ سے چیخین نکلنے لگین۔ پہر قاضی نے بطریق مسنون چادر کو گردانا اسکی تقلید مین جماعت نے بھی چادرین گردانین۔ تین روز تک متواتر اسی صورت سے استسقا کی نماز ہوئی اسلئے کہ اہل حجاز کو قحط کی وجہ سے بڑی تکلیف پہنچی ہے اور خشک سالی سے مویشی مرگئے ہین

سال بہر سے بوندا باندی کے سوا کوئی کافی بارش نہین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اُنکی سختیون کی تلافی فرماے۔ اسلئے کہ وہ اپنے بندون پر مہربان ہے اور گناہون پر مواخذہ نہین کرتا

جبل ثور

چوبیسون شوال کو جمعرات کے دن ہمنے جبل ثور پر چڑھکر اُس غار کو دیکھا جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کفار مکہ سے پوشیدہ ہوے تھے ہم اُس غار مین بھی داخل ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدخل ہے تاکہ جن پتھرون سے جسم مطہر مس ہوا ہے ہمارا بھی جسم چھو جاے۔ آج ایک مصری نے اس مدخل سے داخل ہونے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ لوگ اُسکے حال پر متاسف ہوکر اُسکے حصول مقصد کی دعا مانگتے تھے اور وہ شخص نہایت خجل اور شرمسار کھڑا ہوا تھا۔ زیادہ تعجب کی تو یہ بات ہی کہ ایک اُسکا ساتھی اُس سے بھی زیادہ موٹا تھا مگر وہ غار مین چلا گیا۔ یہانسے پلٹنے مین ہمنے سُنا کہ آج تین آدمیونکو اس غار مین نہ داخل ہونے سے شرمندگی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے فضیحت دنیا اور عقبیٰ سے محفوظ رکھے۔ پہاڑ کی چڑھائی بہت سخت ہی۔ چڑھتے چڑھتے دم ٹوٹ جاتا ہی۔ اور ہاتھ پاؤن تھک کر بیکار ہوجاتے ہین۔ مکہ سے یہ پہاڑ تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ غار کا طول اٹھارہ بالشت اور عرض گیارہ بالشت ہی۔ غار کا ایک منہ دو ثلث بالشت کی قدر اور دوسرا پانچ بالشت چوڑا ہے۔

دوسرے دن جمعہ کو یمن کی اقوام سرو کا بڑا گروہ مدینہ منورہ کو جانے کے واسطے مکہ مین آیا حسب عادت اہل مکہ کے واسطے وہ بہت سامان ہمراہ لائے ہین۔ اُنکے آنے

سے سب کو بڑی مسرت ہوئی اور اُنکے ورود کو باران رحمت کے نزول سے کم نہ سمجھا۔
مجاوران حرم شریف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص الطاف ہین اور وہ اپنے بندون کے حال
پر شفیق اور مہربان ہے۔

حالات ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۹ھ

چودھوین فروری کو بدھ کے دن قاضی کے سامنے رویت ہلال گواہونسے ثابت ہوئی
مگر مسجد الحرام مین کسی نے چاند نہین دیکھا حالانکہ بعد مغرب دیر تک چھتونپر دیکھتے رہے
بعض کو دھوکا سا ہوا مگر جب نظر غور سے دیکھا تو کچھ نہا یہ چاند اشہر الحرام اور اشہر الحج کے
دوسرے مہینے کا ہی۔

مولد النبی کی زیارت

تیرھوین تاریخ پیر کے دن ہم مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو گئے۔ اُسجگہ
ایک خوشنما مسجد بنی ہوئی ہے۔ پہلے یہ مکان عبداللہ بن عبدالمطلب کا تہا۔ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا مقام حوض کی طرح تین بالشت چوڑا ہے۔ اُسکے بیچ
مین ایک سبز پتھر دو ثلث بالشت کی قدر چاندی کے حلقے مین جڑا ہوا ہے۔ اور اُسکی
وسعت مع چاندی کے حلقہ کے ایک بالشت ہی۔ اِس پتھر پر حصول برکت کی لئے ہمنے
مُنہ رگڑا۔ اور اس مقام مقدس کی زیارت سے شرف و اعزاز حاصل کیا۔ اس مقام کے
سامنے ایک بہت خوشنما محراب ہی۔ اور اُسپر طلائی کام ہے۔ یہ جگہ کعبہ شریف کے شرق
مین جبل ابی قبیس کے نیچے واقع ہی۔ اُسکے قریب ایک اور مسجد ہی جسپر لکھا ہی یہ مولد حضرت

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرورش پائی ہے۔ پہلے یہ مقام ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان تھا۔

زیارت مکان ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آج ہی حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کی زیارت کی۔ اسی جگہ قبۂ وحی اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مولد شریف ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان کسیقدر لمبا ہے۔ جائے ولادت چھوٹے سے حوض کی صورت ہے۔ اُسکے بیچ مین سیاہ رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے۔ اِسی مکان مین حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے مولد مبارک ہین۔ اِن مولد ونکا نشان دیوار سے ملا ہوا ہے اور دو سیاہی مائل پتھر برابر لگے ہوئے ہین۔ اِن نشانات پر مہنے چشم ورخسار کو خوب ملا۔ اسی مکان مین وہ جگہ ہے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ ہوئے تھے۔ وہ مقام قبر کی شکل پر ہے اور اُسمین ایک غار سا دیوار کے اندر ہے اور دیوار مین سے ایک پتھر باہر نکلا ہوا غار کو ڈھانکے ہوے ہے۔ کہتے ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان چھپے تو اس پتھر نے آپکو چھپا لیا تھا۔ اِن تمام مولدون پر لکڑی کے چھوٹے چھوٹے قبہ رکھے ہوے ہین۔ جب کوئی زیارت کو جاتا ہے قبہ علحدہ کرکے بخوبی زیارت کرا دیتے ہین۔

چوبیسوین شوال کو جمعہ کے روز بڑے شیبی محمد بن اسمعیل کی معزولی کی بابت امیر مکہ کا حکم صادر ہوا۔ اُنکی نسبت ایسا الزام لگایا گیا جو ایسی بارگاہ کے خدام کی شان کے خلاف ہے۔

اس مہینے مین یمنی سرو قوم کے متواتر قافلے یہان آئے اور کہانے پینے کا
بہت سامان مثل غلہ اور میوہ وغیرہ کے ہمراہ لائے جسکے باعث سے اہل مکہ کی معاش
مین فراخی ہوگئی خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بڑی تکلیف مین تھے۔ اُنکے قافلے
جو یہان پہلے سے آئے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے
واسطے مدینہ منورہ کو گئے اور تھوڑے ہی دنون مین بڑی بڑی منزلون سے مسافت طے کرکے
زیارت مبارک سے مشرف ہوے۔ جو لوگ اُنکے ہمراہ گئے تھے وہ اُنکی صحبت کی
بہت تعریف کرتے تھے۔ مگر جو قافلے بعد کو آتے ہین وہ ایام حج کی قربت کے
باعث یہین ٹھہر گئے ہین اور اُنکے سبب سے عرصہ حرم شریف تنگ ہے۔

۲۷ ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی داخلی

سائیسون تاریخ پیر کے روز کعبہ شریف کا دروازہ کھلا اور یہ خدمت معزول شیبی کے
چچیرے بھائی کے سپرد ہوئی اُسکے عادات وخصائل بھی معزول شیبی کی طرح سُنے
گئے ہین۔ دروازہ کھلتے ہی سرو لوگون نے اپنی عادت کے موافق ایسا ہجوم کیا کہ
کبھی دیکھنے مین نہین آیا۔ غول غول کے آتے تھے اور دروازہ مین پھنس کر رہجاتے تھے
نہ کوئی آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ غرض بہزار مشقت اندر جاتے اور
پھر جلدی سے بمشکل باہر آتے تھے۔ آنے والے گروہ کا جانیوالون سے مقابلہ ہوکر بہت
بے ترتیبی ہوتی تھی۔ کبھی جانے والونکے ہجوم سے نکلنے والے پس پا ہوجاتے
تھے اور کبھی نکلنے والون کی یورش سے جانے والے دبکر رہجاتے تھے۔ اس کشمکش مین

ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا اور کوئی آدمیوں کے سر و پر سے کود کر نکلجاتا تھا۔ یہ انبوہ دیکھنے میں ایک تماشا سا معلوم ہوتا تھا۔ اسی ہنگامہ میں بعض شیبیون نے اندر جانے کا قصد کیا مگر بھیڑ کی وجہ سے نہ جا سکے اور در اقدس کے پردونکی رسّیاں پکڑکر آدمیونکے سر و پر پاؤں رکھتے ہوے اندر داخل ہوے۔ آدمیون کی یہ کثرت تھی کہ اُنکا کوئی قدم زمین پر نہ لگنے پایا۔ اور سالونکی نسبت اِکدن لوگونکی بہت کثرت ہے۔ آج کعبہ شریف کی چاروں طرف کی پردے قد آدم بلند کر دیے گئے نصف دیوار کے قریب قریب چاروں طرف سے کھل گئی ہے۔ اس تاریخ ہمیشہ یہ رسم ہوتی ہے اور اسکو احرام کہتے ہین آج کے بعد ایک عرصہ تک پھر در اقدس نہین کھلتا ہے۔ یہ قاعدہ گویا اعلان وداع ہے۔ اللہ تعالے دوبارہ ہمین اُسکی زیارت سے مشرف فرمایے۔ اسی خیال سے ہمنے پہلے جمعہ کو چوبیسویں تاریخ رخصتی داخلی کرلی تھی کہ پھر کثرت خلائق کے سبب سے داخلی کا موقع ملے یا نہ ملے اور امیر الحاج عراقی کے ہمراہ عجمی بہت آتے ہین اُنکا ازدحام یمنی جماعت کی کثرت اور بے تمیزی کو بھی بھلا دیتا ہے۔ احرام کعبہ کے روز مقام کریم کی جگہ سے لکڑی کا قبہ اُٹھا کر لوہے کا رکھدیا جاتا ہے۔ اگر لوہے کے سوا کسی اور چیز کا قبہ ہوتا تو غالبًا عجمی اُسکو کھا جاتے کیونکہ ان لوگونکو ایسی یارت کے دیکھنے اور اُسپر گرنے کا بہت شوق ہے اللہ تعالیٰ اُنکے اخلاص کی جزا عطا فرمایے۔

اٹھائیسوین تاریخ منگل کے دن معزول شیبی اپنے بیٹون کے ساتھ بڑے نازو تبختر سے حرم شریف مین آیا۔ کعبہ کی کنجیان اُسکے ہاتھ مین تھین۔ یہ خدمت پھر اُسے مل گئی۔ اُسنے

کعبہ کا دروازہ کھولا اور اپنے بیٹون سمیت رسیون کے ذریعہ سے کعبہ مین داخل ہوا
یہ رسیان کعبہ شریف کی چھت پر لوہے کی میخون مین باندہ کر نیچے لٹکادی ہین
اور رسیون مین مخمل کی قطع کی ایک لکڑی بندہی ہوی ہے جب کبھی ہوا سے کوئی
پردہ پھٹ جاتا ہے شیبیون مین سے ایک شخص اُسمین بیٹھتا ہے۔ اور رسی کو چرخیون کے
ذریعہ سے کھینچتے ہین تب وہ شخص اُس مقام پر پہنچکر پردہ کو درست کردیتا ہے ہمنے معمولی
شیبی سے عفو جرم کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ پانسو دینار مکیہ قرض لیکر تاوان
مین داخل کئے تب جرم بخشی ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ کارروائی کچھ کعبہ شریف
کی غیرت کے خیال سے نہ تھی۔ تعجب ہے کہ ایسے مقدس مقام مین ان لوگونکے ہاتھون
اسطرح کے فساد ہون۔ اُنکا حال اس آیت شریف کے مطابق ہے ان الظالمین بعضھم
اولیاء بعض۔

دار الخیزران کی زیارت

انیسوین تاریخ بدھ کے دن ہم دار الخیزران مین گئے۔ اسی مکان مین اسلام نے
نشوونما پائی ہے۔ یہ مکان صفا کے سامنے ہے۔ مکان مین داخل ہوتے وقت
داہنے ہاتھ کو اُس سے ملا ہوا ایک اور چھوٹا سا مکان ہے جسمین حضرت بلال رضی اللہ عنہ
عنہ رہا کرتے تھے۔ یہان ایک عمارت سرائے کے طور پر ہے۔ اُسمین حجاج کے کرایہ
رہنے کے واسطے بہت سے مکان بنے ہوئے ہین۔ اُسکی تعمیر جدید ہے جمال الدین
مذکورہ سابق نے ایک ہزار دینار مین اُسے درست کرایا ہے۔ مکان مین داخل ہوتے

دانے کے داہنی طرف ایک دروازہ ہے اور اُسمین ایک بڑا اور خوشنما قبہ ہے
اس قبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور وہ پتھر بھی نصب ہے
جسپر آپ تکیہ لگاتے تھے۔ قبہ کے داہنی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جائے
قیام اور اُسکے داہنے جانب کو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ ہے جس
پتھر سے حضرت علی شیر خدا تکیہ لگاتے تھے وہ ایک دیوار کے اندر بطور محراب کے لگا
ہوا ہے۔ اسی دار الخیزران مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور آپکے ہاتھ سے
اسلام کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالی ان مقامات مقدس کی برکت سے ہمین کامیاب
کرے اور اس گروہ مطہر کی محبت مین ہمارا انجام فرمائے۔

حالات ماہ ذی الحج سنہ ۹۷۵ھ

پندرہوین مارچ کو جمعرات کی شب مین چاند کی بابت قاضی کے سامنے گواہیان گذرین
رویت کے بارہ مین یہان عجیب و غریب شعبدے اور بہتان کئے جاتے ہین تاکہ
یوم حج جمعہ کو واقع ہو۔ گویا اُنکے نزدیک جمعہ کے سوا اور کسی دن حج نہین ہوتا۔ بدھ کے
دن اُنیسوین تاریخ تھی اور مطلع پر بالکل ابر گھرا ہوا تھا۔ اس ابر پر غروب کے بعد شفق کی کچھ سُرخی
نمایان ہوئی۔ لوگونکو گمان ہوا کہ شاید بادلونکے شگاف مین سے چاند نظر آجائے
سب لوگ اسی جستجو مین تھے کہ یک بیک ایک شخص نے تکبیر کہی اور اُسکے ساتھ سب
آدمی تکبیرین کہنے لگے اور چاند دیکھنے کی فکر مین مبتلا ہوے۔ ہر شخص اپنے وہم
گمان پر اشارہ کرتا تھا اور خیالی چاند دیکھنے مین مصروف تھا۔ اسی بنا پر مصر اور مغرب کے

لوگ بہت سی شہادتین بنا کر قاضی کے سامنے ادائے شہادت کے واسطے
حاضر ہوے - قاضی نے اُنکی شہادتون کو جرح کے وقت بڑی فضیحت سے رد کیا۔
اور کہا اگر کوئی ایسے ابر مین سورج کی بھی گواہی دیتا تو مین قبول نکرتا اُنتیسوین ۲۹ تاریخ کے
ہلال کا تو کیا ذکر ہے - اور کہا شاید تمہاری ابرو کا کوئی بال نظر کے سامنے آگیا ہوگا
اُسکو تمنے ہلال تصور کیا - اس قاضی جمال الدین کی تحقیق اور تنقیح اس معاملہ مین قابل تحسین و
آفرین ہے - کیونکہ مناسک حج اہل اسلام کے واسطے بڑی معتبر چیزین - اُنکے واسطے
دور دراز سے لوگ جمع ہوتے ہین اگر اس مین رعایت اور مروت کیجائے تو سب کی
سعی بیکار ہو جائے - جمعہ کی شب مین بادلونمین سے چاند نظر آیا - اور تیسوین ۳۰ تاریخ کے
باعث دیر تک روشن رہا - اسواسطے عوام نے بہت شور و غوغا کیا اور جمعہ کے حج کی
بشارت دینے لگے - گویا اُنکے نزدیک علاوہ جمعہ کے اور ایام کا حج غیر مقبول ہے
جمعہ کے روز اس گروہ نے قاضی کے سامنے حاضر ہو کر صحت رویت پر بے سروپا
گواہیان دین - قاضی نے اُنکی گواہیان رد کین اور کہا - کب تک اپنی نفس پرستی سے
کجروی اختیار کروگے - امیر مکہ کا حکم ہے کہ اگر جمعہ کے روز عرفات مین جانیکا قصد ہو
تو شب کو وہین رہو اور ہفتہ کے دن بھی عرفات مین ٹھہر کر اتوار کی شب مین مزدلفہ مین
قیام کرو - اگر حج کا دن خاص جمعہ ہوگا تو مزدلفہ کے قیام مین تاخیر کرنا ائمہ اہل اسلام کے
نزدیک جائز ہے - اور اگر ہفتہ کے دن حج ہوگا تو اُسی روز عرفات کی حاضری
ضرور ہے - لیکن صرف جمعہ کا دن مقرر کرنے مین مسلمانونکے واسطے نقصان ہے

اور اُنکے مناسک مین باعث فساد ہے۔ اسلئے کہ وقفۂ عرفات یوم ترویہ یعنی آٹھوین ذالحجہ کو جائز نہین۔ اس تقریر سے سب رضامند ہوگئے اور قاضی کا شکر ادا کرکے چلے آئے۔ اشہر الحرام مین سے تیسرا مہینا ہے اور اسکا عشرۂ اولی مخلوق کے جمع ہونے کا زمانہ اور حج کا وقت ہی۔ تکبیرین پڑہنے۔ قربانی کرنے۔ اور نزول برکت ورحمت کا یہ مہینا ہے۔ اللہ تعالی ہمین بھی اس ماہ مبارک کے حسنات سے مالا مال کرے اور بار معصیت سے سبکدوش فرمائے۔ اب سب کو امیر الحاج عراقی کے آنے کا انتظار ہے۔ اُمید ہے کہ اُسے پورے طور پر چاند کی صحت ہوگی۔ ان گذشتہ ایام مین اقوام سرو اور دیگر حجاج مع سامان ضرورت اہل مکہ اس کثرت سے آئے ہین کہ سوائے خدا کے اُنکی تعداد کوئی نہین جانتا۔ اس شہر کی یہ ظاہر کرامت ہی کہ آبادی کا ایک چھوٹا سا میدان ہے جسکی چوڑائی ایک پرتاب تیر کے فاصلہ کی قدر یا اس سے بھی کم ہوگی اور اسقدر بڑی جماعت کی اُسمین گنجایش ہی!!! اگر یہ مجمع کسی بڑے شہر مین ہوتا تب بھی اسقدر مخلوق کو کافی نہوتا۔ اس شہر کی بزرگیان اگرچہ بیان بشری سے باہر ہین مگر علما نے صرف اسقدر تشبیہ دی ہے "اہل درود کے واسطے اس شہر کی وسعت اسیطرح ہے جسطرح رحم مادر کی وسعت مولود کے لئے" اسیطرح مقام عرفات اور تمام زیارات اس مبارک شہر کے برکات اور کرامات سے معمور ہین۔ اس ماہ مبارک کے شروع سے عرفات کے جانے تک روزمرہ صبح وشام اور نماز کے وقت امیر مکہ کے حکم سے نقارے بجتے ہین گویا یہ ایام حج کا اعلان ہے۔

پیر کے روز چوتھی یا پانچوین تاریخ امیر عثمان بن علی حکمران عدن سیف الاسلام کے
خوف سے بھاگ کر یہان آیا۔ اُسنے عدن مین سیف الاسلام کی آمد کی خبر سُنکر بہت سا
مال و اسباب کشتیون مین بھر کر براہ دریا بھاگنے کا قصد کیا۔ مگر کشتیان ساحل تک پہنچین
تہین کہ سیف الاسلام کی جماعت نے آگھیرا اور کشتیونکا مال لوٹ لیا۔ عثمان اپنے خدام مین سے
تھوڑے آدمیون کے ساتہ بھاگکر بعافیت ساحل پر پہنچ گیا اور وہانسے مکہ شریف کو آیا
اول رات مین اپنا نقد و جنس خدام کے ساتہ شہر مین بہیجا اور وہ خود شہر مین آکر اپنے مکانین
جو پہلے سے بنا رکہا تہا مقیم ہوا۔ اسکا حال بہت طول و طویل ہے۔ وہ مدت تک یمن
مین حکمران رہا اور خوب مال جمع کیا۔ رعایا کے ساتہ اُسکا برتاؤ بہت بُرا تہا۔ تاجرونکا مال
طرح طرح سے لوٹتا تھا۔ صلاح الدین کو اُسکے حالات کی خبر نہتی جب کسب ناجائز سے
خزانہ قارون جمع کرلیا اُسوقت اعمال کے وبال نے بلا مین پہنسا دیا۔ سچ ہے۔ "دنیا اپنے
احباب کو فنا کرنے والی اور اپنی اولاد کو کہانے والی ہے" طاعت خداوندی سب سے
بہتر غنیمت اور ثواب آخرت سب سے عمدہ ذخیرہ انسان کی بہبود کا ہی۔

اس ماہ مبارک کے چاند کی تحقیقات ہنوز درپیش ہے۔ جابجا خبرین جمعرات ہی کی شب کے
چاند کی آئین اس امر پر بہت سے شریف اور ثقہ لوگون نے جو یمن اور مدینہ طیبہ ہی سے آئے ہین
قاضی کے سامنے گواہیان دین لیکن قاضی کو ابتک امیر الحاج عراقی کا انتظار ہے تاکہ اس
بارہ مین اس سے تحقیق کرے۔ ساتوین تاریخ بدہ کے دن ایک جاسوس کی معرفت امیر الحاج عراقی
کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اور جمعرات کی شب کا چاند پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ امیر مکثر کی بدولت

باعث خلیفہ کو اُس سے رنج ہے اسلئے اہل مکہ کے قلوب مین امیر العراقی کی تاخیر ورود سے ایک تشویش پیدا ہوگئی تھی مگر اس جاسوس کے خوش وخرم آنے سے وہ پریشانی جاتی رہی۔ الغرض متواتر اخبار سے غرۂ ذی الحجہ جمعرات کا ثابت ہوا۔ تب آج قاضی نے بعد ظہر حسب دستور قدیم خطبہ پڑہا اور اُسمین مناسک حج کی تعلیم کی اور کہا کہ کل یوم ترویہ ہے اور حجاج کے منی مین پہنچنے کا دن ہے اور جمعہ یوم حج اور عرفات مین حاضر ہونے کا روز ہے حدیث شریف مین اس دن کے حج کا ثواب ستر حجونکی برابر ہے۔ اور اس دن کے حج کو اور ایام کے حج پر اسطرح فضیلت ہے جسطرح کہ جمعہ کو اور ایام پر فضیلت ہے۔

حالات حج

جمعرات کی صبح کو سب لوگ منی کی طرف روانہ ہوئے اور وہانسے عرفات کو جانے لگے۔ منی مین رات کا قیام سنت ہے مگر بنی شعبہ کے خوف سے جو حجاج کو راہ مین لوٹتے ہین یہ سنت ترک کرنا پڑی۔ اس سال امیر عثمان عدنی نے حجاج کی حفاظت مین ایسی کوشش کی کہ اُمید ہے اُسکے صلہ مین اُسکی تمام گذشتہ خطائین معاف ہوگئی ہون مزدلفہ اور عرفات کی راہ مین دو پہاڑیونکے درمیانمین ایک تنگ راہ ہے اسجگہ بائین طرف کی پہاڑ سے شعبی قوم کے لوگ اُتر کر حجاج کو لوٹ لیتے ہین۔ اس گھاٹی مین امیر عثمان اپنے مسلح ہمراہیونکے ساتھ حاجیونکی حفاظت کرتا رہا اور ایک چھوٹا سا خیمہ کھڑا کرکے وہان خود حاضر رہا ایک سوار کو حکم دیا کہ وہ اپنا گھوڑا دوڑا کر بائین طرف کی پہاڑ پر چڑھ گیا اس پہاڑ کی راہ ایسی دشوار گذار ہے کہ پیدل بھی اسپر چڑھنا مشکل ہے مگر اس سوار پر سب کو

تعجب تہا کہ کس خوبی سے پہاڑ پر گہوڑا دوڑا کر لے گیا۔ غرضکہ اس امیر کے باعث تمام حجاج امن مین ہے امیر نے دو اجر حاصل کئے۔ ایک حج کا اور دوسرے جہاد یعنی بندگان خدا کی جان و مال کی حفاظت کا۔

آج تمام دن اور تمام رات جمعہ کی صبح تک لوگ عرفات کو جاتے رہے۔ عرفات مین اسقدر آدمی جمع ہوے کہ سوائے خدا کے اُسکا شمار کوئی نہین جانتا۔ مزدلفہ عرفات اور منی کے درمیان مین ہے۔ منی سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے عرفات کا فاصلہ اسقدر ہے جسقدر کہ مکہ سے منی کا فاصلہ ہے۔ یعنی ہر ایک مقام کا درمیانی فاصلہ پانچ پانچ میل ہے۔ مزدلفہ کے تین نام ہین۔ ایک تو مزدلفہ۔ دوسرا مشعر الحرام۔ اور تیسرا جمعا۔ اس سے میل بھر رہے وادی محسر ہے۔ یہ میدان منی اور مزدلفہ کی حد ہے۔ واپسی کے وقت اسجگہ دوڑ کر چلنے کا قدیم سے دستور چلا آتا ہے۔ مزدلفہ دو پہاڑونکے درمیان ایک کشادہ میدان ہے۔ اور اُسکے چارون طرف زبیدہ خاتون کے زمانہ کی بنائی ہوئی حوضین اور آبریزے ہین۔ اس میدان کے بیچ مین ایک اونچے ٹیلے پر ایک قبہ ہے اُسپر ایک مسجد ہے مسجد کے دونون طرف سیڑہیان ہین۔ عرفات کو جاتے وقت لوگ یہان جمع ہوتے ہین۔ واپسی مین شب کو اسی جگہ قیام کرتے ہین اور مسجد مین نماز پڑہتے ہین۔ عرفات بہت فراخ اور وسیع میدان ہے۔ اُسکی وسعت حشر مخلوق کے لئے کافی ہے۔ اُسکے چارو طرف بکثرت پہاڑ ہین اور بیچ مین جبل رحمت ہے۔ جبل رحمت کے گرد مین اور اُسکے اوپر موقف عرفات ہے۔ پہاڑ کے سامنے دو میل کے فاصلے پر دو نشان ہین۔ (ان میلون کو نشان)

کے سامنے عرفات تک کل میدان داخل حلت ہی اور اسکے سوا داخل حرمت ہی۔
اِن میلوں کے قریب عرفات کی طرف کو بطن عرنہ ہی یہ وہ مقام ہے جہاں کھڑے
ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے عرفات کا ہاں موقف
وارتفعوا عن بطن عرنہ (کل عرفات موقف ہی اور بطن عرنہ سے ہٹ جاؤ) اسلئے
اسجگہ کھڑے ہونیوالے کا حج صحیح نہین ہے۔ حجاج کو اس مقام کا ضرور خیال رکھنا چاہیے
کیونکہ اکثر ساربان شام کے قریب حجاج کو جلد نخل چلنے کا لالچ دیکر رفتہ رفتہ اُن نشانون
کی طرف لیجا کر بطن عرنہ تک پہنچا دیتے ہین۔ بلکہ اُس سے بھی آگے بڑہا کر حج باطل کر دیتے
ہین۔ ہر شخص کو چاہیے کہ غروب سے پہلے موقف عرفات سے جدا ہونیکا ارادہ نہ کرے۔
جبل رحمت وسط میدان مین اور پہاڑون سے منقطع ہے اور اُسکے پتھر بھی ایک دوسرے
سے علیحدہ ہین۔ چڑہائی بہت سخت تھی مگر جمال الدین وزیر نے چارونطرف ایسی سیڑہیان
بنادی ہین کہ بار برداری کے جانور بھی چڑہ سکتے ہین۔ اس پہاڑ پر ایک قبہ حضرت اُم سلمہ
رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے۔ قبہ مین ایک مسجد بھی ہی اُسمین تبرکاً نماز پڑہتے ہین۔ مسجد کے
چارونطرف کشادہ اور وسیع سطح ہے وہانسے عرفات کا تمام میدان نظر آتا ہے اور سطح
پر قبلہ رو ایک دیوار ہے وہان بھی نمازین پڑہتے ہین۔ عرفات مین قبلہ مغرب کی طرف ہے
اسلیئے کہ کعبہ شریف یہانسے مغرب کو ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے اگر قبلہ رو کھڑے ہون
تو بائین طرف کو ایک پرانا مکان ہے۔ اُسپر بالاخانہ ہے اور بالاخانے مین کھڑکیان ہین
یہ مکان حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اس مکان کے بائین طرف ایک پتھر پہاڑ سے

ملا ہوا ہے۔ حج کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسپر کھڑے ہوا کرتے تھے جبل رحمت اور اس مکان کے اطراف مین حوض اور کنوین کثرت سے ہین۔ مکانسے قریب بائین طرف ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ مذکورۂ بالا دونون میلونکے بائین طرف ایک نہایت وسیع پرانی مسجد ہے۔ اُسکی صرف قبلہ رو دیوار باقی ہے۔ یہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے حج کے دن اسی مسجد مین خطبہ ہوتا ہے اور ظہر و عصر ملاکر پڑہتے ہین۔ اسی سمت مین دور تک اراک کے درختونکا سرسبز جنگل ہے۔ جہان تک نظر کام کرتی ہے ہرا بھرا نظر آتا ہے۔

جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب مین تمام حجاج عرفات مین آکر جمع ہوئے۔ اسی شب مین ایک پہر رات رہے امیر الحاج عراقی نے عرفات مین پہنچکر جبل الرحمت کی دہنی طرف ایک کشادہ میدان مین خیمہ نصب کیا۔ جمعہ کے دن صبح کو عرفات مین اسقدر مجمع تہا کہ اُسکی مثال سوائے حشر کے اور کوئی سمجھ مین نہین آتی۔ مگر یہ حشر حصول ثواب کے واسطے ہے بحساب کے لئے۔ بڑے بڑے محققین کا خیال ہے کہ عرفات مین پہلے کبھی اسقدر اجتماع نہین ہوا ہارون الرشید کے عہد مین بھی ایسا ازدحام نہین ہوا حج کرنیوالونمین سے یہ آخری خلیفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو مرحوم و معصوم فرمائے۔ جب نماز ظہر اور عصر سے فراغ ہوا تمام حاضرین عرفات مین بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتہ کہڑے ہوئے۔ آنکھونسے آنسو جاری تھے اور زبانین تکبیر و دعا مین مصروف تہین۔ ہمنے اس دن سے زیادہ کسی مجمع مین سر جہکے آنسو بہتے اور دل خوف و ہیبت سے بھرے ہوئے نہین دیکھے۔ غروب آفتاب تک یہی ہنگامہ رہا

اور آفتاب کی تمازت نے چہرونکو جلا دیا۔ امیر الحاج بھی اپنے زرہ پوش سپاہیونکے ساتہ چھوٹی مسجد کے قریب پتھرونکے متصل کہڑا تہا۔ یعنی اقوام سرو نے اپنے مقامات موروثی اور مقررہ پر قیام کیا۔ اُنکی وراثت مین یہ مقامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے پشت بہ پشت چلے آتے ہین اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مقام پر تصرف نہین کرسکتا اس گروہ کا مجمع ایکسے سال اور سالہ نکے نسبت زیادہ ہے۔ اسیطرح امیر العراقی کے ہمراہی امراے خراسانی اور ذی عزت عورتین بہت سی آئی ہین۔ ان عورتونکو خواتین کہتے ہین جسکا واحد خاتون ہے۔ سب حجاج نے بازگشت حج کے وقت مالکی امام کا اقتدا کیا اسلئے کہ مالکیہ کے نزدیک بازگشت کا وقت بعد غروب آفتاب ہے۔ لیکن یمنی سرو جماعت نے اس سے پہلے ہی بازگشت شروع کردی جب بازگشت کا کامل وقت ہوگیا امام مالکی نے دونون ہاتہونسے اشارہ کرکے اپنے مقام سے حرکت کی۔ اسکے ساتہ ہی تمام گروہون نے یکبارگی اس جوش کے ساتہ بازگشت کی کہ زمین ہلنے لگی اور پہاڑ تہرانے لگے۔ یہ موقف بھی کیسا مبارک اور مسعود تہا۔ روح کا سرور اور دلونکا مقصود تہا۔ اللہ تعالی ہمین اس موقف کے گروہ خاص مین شامل فرمائے اور اپنی نعمتونسے مالامال کرے۔

امیر العراقی کی قیام گاہ نہایت خوش منظر اور بارونق تھی۔ طرح طرح کی نادر الصنعت خیمے اور خرگاہین استادہ تہین۔ سب سے عجیب خاص امیر کی خرگاہ تھی۔ اُسکے چاروں طرف چاردیواری کی طرح کنان کا سراچہ استادہ تہا۔ یہ سراچہ گویا باغ کا احاطہ تہا۔ اُسکے اندر خیمونکے قبہ سفیدی مین سیاہ نقوش سے بھرے ہوے نئے نئے رنگ کے نظر آتے تھے۔

دور سے اِن قبوں کی صورت بلغ کے شکوفوں کی سی معلوم ہوتی تھی۔ سراچہ پر چاروں
طرف سفیدی مین سپر کی طرح کے سیاہ نشان بنے ہوے تھے۔ دیکھنے والے کو
دور سے اُسکی عظمت کی باعث کالی کالی ڈھالین معلوم ہوتی تھین۔ دروازے بہت
بلند ہین اور بجاے خود ایک محل ہین۔ دروازونکے اندر دیوڑھیان اور اوٹین ہین اُنمین
سے گذر کر اُس میدان مین پہنچتے ہین جہان خیمے نصب ہین۔ گویا یہ امیر ایک ایسے
شہر مین مقیم ہے جو اُسکی فرمان کے ساتھ متحرک ہوتا ہے اور قیام کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے
یہ سب سامان ملوکانہ عظمت و اقتدار کا ہے۔ اس قسم کا سامان شاہان مغرب کے
پاس نہین ہے۔ دروازے اسقدر بلند ہین کہ سوار مع نشان کے بغیر سر جھکاے داخل
ہو سکتا ہے۔ سراچہ کتان کی رسیونسے بہت مضبوطی سے میخون مین بندھا ہوا ہے
اور میخین ترتیب وار اشکال ہندسیہ مین چارونطرف گڑی ہوئی ہین۔ باقی سردارونکے
خیمے اس سراچہ سے علیحدہ ہین۔ لیکن سب اسیطرح قبہ دار اور خوشنما ہین گویا اُنپر تاج
رکھے ہوے ہین۔ غرضکہ یہ مقام ہر قسم کی آرائش کے سامان سے آراستہ ہے
اور اُسکا وصف بہت طول وطویل ہے۔ اس قسم کے سامان کی زیادتی ان لوگون کی
کثیر المالی اور مرفہ الحالی پر دلالت کرتی ہے۔ اِن لوگون کی سواری کے اونٹ پر بھی خوبصورت
سایہ دار قبے ہین اور لکڑی کے محملون پر نصب ہین۔ اِن محملون کو **غشاوات** کہتے ہین
اور اُنکی شکل جوف دار صندوق کی سی ہے۔ یہ محمل مرد اور عورتونکے واسطے مثل جھولے
کے ہین۔ اندر نرم نرم بستر بچھے ہین اُنمین بیٹھنے والے کو ایسی راحت ملتی ہے جیسے بچے کو

جھولے مین آرام ملتا ہے - اسیطرح مقابل کے دوسرے حصہ مین سایہ دار قبہ لگا ہوا ہے
اُسطرف اُس مرد کی عورت یا کوئی دوسرا مرد آرام سے بیٹھا ہوتا ہے - یہ دونون شخص سوتے
ہوے یا جو اُنکا جی چاہے کام کرتے ہوے بہ آسائش تمام چلے جاتے ہین منزل
پر پہنچکر اگر صاحب مرتبہ ہوتے ہین اُنکے واسطے سراچہ لگایا جاتا ہے اُسکے اندر مع محمل کے
داخل ہوکر سیڑہی کے ذریعہ سے اُترتے ہین - اور بغیر ہوا لگے محمل کے سایہ سے نکل کر قبہ
منزل مین پہنچ جاتے ہین ان لوگون کو نہ قافلے سے پیچھے رہجانے مین کوئی تکلیف ہوتی ہے اور
نہ محمل کے کہولنے باندہنے کی مصیبت اُٹہانا پڑتی ہے - سفر مین انسان کے واسطے اسقدر
آرام بہت کافی ہے اُنہین سے کم درجہ کے لوگ **محارات** مین سوار ہوتے ہین - اُنکی شکل
شتقدفونکی سی ہوتی ہے - مگر شقدف چوڑا اچھلا ہوتا ہے اور یہ تنگ و کوتاہ ہوتے ہین محارات
پر بھی آفتاب کی تمازت سے بچنے کے لئے سایہ ہوتا ہی - جنکی مقدرت اس سے بہی کم ہے
اُنکو ان سفرونمین عذاب الیم کا سامنا ہی -

قصبہ کوتاہ بعد غروب آفتاب عرفات سے پلٹ کر عشا کے وقت مزدلفہ مین آئے یہان مغرب
اور عشا کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے موافق ملاکر پڑہی - آجکی رات تمام مشعرالحرام
یعنی مزدلفہ مشعل اور شمع کی کثرت سے منور ہورہا ہے - روشنی کی کثرت سے مسجد کا یہ حال ہے
کہ دیکہنے والے کو گمان ہوتا ہی شاید آسمانسے تارے ٹوٹ پڑے ہین شب جمعہ مین
بھی یہی حالت جبل رحمت اور اُسکی مسجد کی بھی تھی - عجمی اور عراقی بڑی عالی ہمتی سے اِن متبرک
مقامات کے واسطے شمعونکا انبار ہمراہ لایا کرتے ہین اسی سبب سے اِن لوگونکے قیام کے

زمانہ تک حرم شریف مین بھی شمعون کی کثرت ہوتی ہے۔ حرم مین آنے کے وقت ہر شخص کے ہاتہ مین ایک شمع ہوتی ہے۔ انکا مجمع اکثر امام مالکی کے مصلے پر ہوتا ہے اسلئے کہ یہ سب اسی مذہب کے مقلد ہین۔ ہمنے انکی لائی ہوئی بڑی شمعون مین دو دیکھین جنمین سے ایک مالکی امام کے مصلے کے سامنے لگی ہوئی ہے۔ وہ شمع بجائے خود ایک سرو کے درخت کی برابر ہے اور چار پانچ آدمیونسے بھی اُسکا اُٹھانا دشوار ہے۔ الغرض ہفتہ کی شب مین سب لوگ مزدلفہ مین رہے۔ صبح کو نماز کے بعد کچھ دیر دعا کی اور پھر منی کو روانہ ہوے۔ اکثر نے یہانسے جمروں کے واسطے کنکریان چُن لین کیونکہ یہانسے کنکریان لیجانا مستحب ہی بعض نے مسجد الخیف کے پاس سے کنکریان جمع کین منی کو آتے وقت وادی محسر مین دوڑکر آنا پڑا۔ اس وادی کی حد مین دوڑکر چلنے کا دستور ہے۔ منی مین پہنچکر پہلے جمرۃ العقبہ پر سات کنکریان ماریں۔ پھر قربانی کی اور تقیدات احرام سے فراغت پائی مگر خوشبو کا استعمال اور عورت سے قربت کی تا طواف افاضہ ممانعت ہی۔ قربانی کے بعد بعض لوگ اُسی دن مکہ کو جاکر طواف افاضہ کرآتے ہین اور بعض دوسرے دن جاکر فارغ ہوتے ہین۔ باقی لوگ تیسرے دن جاکر طواف افاضہ کرتے ہین اور یہی دن مکہ مین واپس آنے کا ہے۔ قربانی کے دوسرے دن زوال کے وقت تینون جمرون پر سات سات کنکریان ماریں۔ اول جمرۃ الاولی پر اور پھر جمرۃ الوسطی پر۔ اول الذکر دونون مقامونپر کنکریان مارکر دعا کی مگر جمرۃ العقبہ پر کنکریان مارکر دعا نہ کی۔ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیطرح کیا ہے۔ آج کنکریان مارنے کے بعد مسجد الخیف مین خطیب نے خطبہ پڑہا۔ اور ظہر و عصر کی نماز ملاکر پڑہی۔ یہ خطیب امیر العراقی کے ہمراہ خلیفہ کی طرف سے

کر کی حکومت قضا اور خطبہ خوانی کے واسطے آیا ہی اُسکا تاج الدین نام ہے۔ بظاہر شخص غبی اور کم فہم معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی خطبہ خوانی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کیونکہ زبان صحیح نہیں ہی قربانی کے تیسرے روز کنکریان پوری کرکے سب لوگ مکہ کو واپس آئی بعض نے عصر کی نماز راہ مین اور بعض نے حرم شریف مین آکر پڑہی۔ جو لوگ پہلے چلے آئے تھے اُنھون نے ظہر کی نماز راہ مین ادا کی۔

پہلے منی مین قربانی کے بعد تین روز ٹہر کر ستر کنکریان پوری کرنا قدیمی سنت تھی۔ مگر اس زمانہ مین اقوام ہنی شعبہ اور دیگر خارنگرون کے خوف سے وہ رسم ترک کرکے اس آیت شریف کے مطابق دو روز پر اکتفا کیا گیا ہے فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ (پھر جو شخص جلدی کرے اور دو ہی دنمین چل کہڑا ہوا اُسپر بھی کچھ گناہ نہین اور جو دیر تک ٹھہرا رہے اُسپر بھی کچھ گناہ نہین۔ سورۂ بقر آیت ۲۰۳) منی سے واپسی کے وقت مکہ کی حبشیون اور عراق کے ترکون مین بڑی جنگ وجدل ہوئی۔ دونون فریقون نے تلوارین کھینچین اور کمانین چڑہین۔ اکثر آدمی زخمی ہوے۔ اس ہنگامے مین بعض سوداگرونکا مال بھی لُٹ گیا۔ کیونکہ منی مین تین روز تک ہر قسم کی بیش قیمت وکم قیمت اشیاء کا بازار لگایا جاتا ہے اسلیئے کہ ہر ولایت کا آدمی اس مقام پر جمع ہوتا ہے۔ القصہ بعنایت الٰہی یہ فتنہ جلد فرو ہوگیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کہ حجاج نے اپنے تمام مناسک سے بخیر وخوبی فراغت پائی۔

کعبہ شریف کا تبدیل غلاف

قربانی کے دن امیر العراقی کے فرودگاہ سے کعبہ شریف کا غلاف چار اونٹون پر لادکر جدہ

قاضی کے ہمراہ بھیجا گیا۔ قاضی کا سیاہ لباس تھا۔ اور دو سیاہ نشانوں کے سایہ میں وہ جا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے نقارے بجتے جاتے تھے۔ بڑے شیبی محمد بن اسمعیل کا چھوٹا بھائی قاضی کے ساتھ تھا۔ سنا جاتا ہے کہ محمد بن اسمعیل شیبی کو خلیفہ نے اُسکی بدچلنی کی خبر سُنکر معزول کر دیا ہے۔ اُس روز یہ غلاف کعبہ شریف کی چھت پر رکھا گیا۔ اور تیرھویں تاریخ منگل کے دن سب شیبی غلاف چڑھانے میں مشغول ہوئے۔ یہ غلاف بہت سبز تھا اور اُسپر سُرخ خطوط تھے۔ مقام کریم کے سامنے دروازہ والی دیوار کے پردہ پر بسم اللہ شریف کے بعد لکھا ہے۔ ان اول بیت وضع للناس الخ چاروں پردوں پر خلیفہ کا نام اور اُسکے حق میں دعائیں تحریر ہیں۔ تحریروں کے گرد دو دو سرخ جدولیں ہیں اور اُنمیں چھوٹے چھوٹے سفید دائرے ہیں۔ دائروں کے اندر باریک حرفوں میں آیات قرآنی اور خلیفہ کے حق میں دعائیں تحریر ہیں۔ جب کعبہ کا لباس درست کر چکے تو عجمیوں کے ہاتھ نئے پردوں کو محفوظ رکھنے کے واسطے اُسکے دامن اونچے کر دیے اسلئے کہ یہ لوگ پردوں کو بیدریغ کھینچتے ہیں اور بشوق تمام اُنپر گرتے ہیں۔ اِن پردوں میں کعبہ شریف کا جمال ایسا نظر آتا ہے گویا دلہن کو دیبائے سبز کا لباس پہنا دیا ہے۔ اللہ تعالے ہر ایک مشتاق کو اُسکی لقاے پرانوار سے مالا مال کرے۔

آجکل اہل عراق و خراسان کے واسطے خانہ کعبہ روز کہلاتا ہے۔ داخلی کے وقت الگی کا ہجوم۔ ایک دوسرے پر گرنا اور سر و پیر سے کود کر جانا ایک ایسا ہولناک ہنگامہ ہے جسمیں ہاتھ پاؤں ٹوٹنے اور جان جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اِس گروہ کو فرط سرور اور غلبۂ شوق

کے باعث کسی بات کی پروا نہین ہے۔ چارو نطرف سے خانۂ اقدس پر اسطرح گرتے ہین
جیسے شمع پر پروانے۔ بلکہ بعض لوگ اس ہنگامہ مین جانبر بھی جاتے رہتے ہین۔
بعض عورتین جو اس ازدحام سے نکالی گئین اُنکے جسم کی کہال بہیڑ کی گرمی اور نفاس شوق
کی حرارت سے پک گئی تھی۔ انکی یہ حالت دیکھکر اقوام سر کا مجمع یاد آگیا۔ لیکن ان
لوگونمین اُنکی نسبت بہت تمکین و وقار ہے۔
پندرہوین تاریخ جمعرات کی شب مین عشا کے بعد مقام کریم کے سامنے منبر رکھا گیا
اور ایک خوبصورت اور خوش شمائل خراسانی نے منبر پر چڑھکر عربی اور عجمی دونون زبانونمین
وعظ کہا۔ اُسکی فصاحت اور خوبیِ بیان قابل تحسین ہے۔ عجمی زبان مین بھی اس دلچسپی کے
ساتھ بیان کو رونق دی کہ تمام عجمیونکے دل شوق سے بھر گئے اور آہ وزاری ہونے لگی۔
حق تو یہ ہے کہ اس شخص نے دونون زبانونمین سحر حلال ظاہر کیا۔ دوسری شب حکیم حنفی کے سامنے
منبر رکھا گیا اور ایک بزرگ سفید ریش صاحب عظمت نے خطبہ شروع کیا اس خطبہ مین آلکا
کے کلمہ کو تضمین کیا تھا۔ اسکے بعد فنون علمی کا بیان اور دونون زبانونمین وعظ شروع کیا
اُسکے بیان نے قلبونکو ہلا دیا اور اُمید و بیم سے بھر دیا اسی اثنا مین بعض مسائل پر کچھ لوگونے
جرح کی۔ اُنکے جواب اس بلاغت اور بیباکی سے دیتا تھا کہ اہل فضل و کمال کو حیرت ہوتی تھی
الغرض ہر شخص اُسکے بیان پر متعجب تھا۔ گویا بیان کا الہام ہوتا تھا۔ ممالک مشرقیہ کے واعظون
کی یہ طرز بیان اُنکے فضل و کمال اور طلاقت لسانی کا نمونہ ہے۔ یہ لوگ ایک ہی فن مین نہین بلکہ
مختلف فنون مین کامل دستگاہ کہنے زین۔ کسی فن مین اعتراض کیا جائے طرفۃ العین مین معقول

جواب دیتے ہین۔ اِن واعظون کے آگے قاری اس خوش الحانی سے قرات کرتے ہین کہ پہاڑونکو جنبش ہوتی ہے گویا نغمۂ داؤدی ادا کرتے ہین۔ ان سب خوبیونکا جمع ہونا تعجبات سے ہے۔ اس معمر واعظ نے احادیث کی اسنادمین ہر راوی کے پانچ پشت تک سلسلہ وار نام اور القاب بیان کئے۔ یہ شخص اس فن مین کامل استعداد رکھتا ہے۔

حج کے موسم مین حرم شریف مین بہت بڑا بازار لگتا ہے۔ اُسمین غلہ سے لیکر جواہر تک ہر قسم کی جنس فروخت ہوتی ہے۔ آٹے کی دکانین دارالندوہ مین باب بنی شیبہ کی طرف ہوتی ہین۔ اور بڑا بازار غرب سے شمال کی جانب اور شمال سے غرب کی جانب کردوالا نہین ہوتا ہے۔ خدا جانے یہ خلاف شرع کام کسوجہ سے جاری ہے۔

بیسوین تاریخ (یکم اپریل) اتوار کے روز ہمنے بیرون شہر امیر العراقی کی فرودگاہ مین آکر قیام کیا۔ اور ایک سارباننے موصل تک کا ہمارا کرایہ طے ہوگیا۔ موصل بغداد سے دس منزل آگے ہے۔ اس فرودگاہ مین ہم تین روز رہے۔ روزمرہ کعبہ شریف کی زیارت کو آتے تھے اور واپسی کے وقت وداع کرکے جاتے تھے۔ یہ بڑا شہر سے دو میل ہے۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی اور راہ کی حالات

بائیسوین تاریخ کو جمعرات کے دن دوپہر کے وقت قافلہ کا کوچ ہوا۔ مگر ناوقت کوچ کرنے کے باعث تھوڑی منزل طے کرکے بطن مرّ مین مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر قیام کیا۔ مکہ معظمہ مین آٹھ مہینے دس دن جسکے کل دو سو پینتالیس دن ہوتے ہین ہمارا قیام رہا کیونکہ ہم ۱۳ ربیع الآخر ۱۲۷۹ھ کو جمعرات کے دن اس مقدس شہر مین داخل ہوئے اور ۲۲ ذی الحجہ

سنہ مذکور کو جمعرات کے دن اس مقام مبارک سے کوچ کیا۔ ان تمام ایام مین صرف تین دن کعبہ شریف کی زیارت سے محروم رہی۔ ایک عرفات کے دن۔ دوسرے قربانی کے دن۔ اور تیسرے کوچ سے ایک روز قبل یعنی ۱۲ ذالحجہ کو بدہ کے دن۔

القصہ ہم جمعرات کی روز نماز ظہر کے بعد یہانسے رخصت ہوکر بطن مرّ مین پہنچے یہ مقام نہایت سرسبز و شاداب ہی۔ خرمے کے درخت بکثرت ہین اور جا بجا چشمے جاری ہین اسکے اطراف بہت وسیع ہین اور کثرت سے اُسمین گاؤن آباد ہین۔ یہانسے میوہ وغیرہ مکہ کو جاتا ہی۔ جمعہ کے روز ایک خاص وجہ سے یہان ٹھہرنا پڑا۔ اُسکی یہ تفصیل ہی کہ ملکہ خاتون شاہ ارمن کی بیٹی اس قافلے کے ساتھ ہی۔ جمعہ کی شب مین وہ اپنے چند خاص خدام کے ساتھ یہانسے مکہ معظمہ کو چلی گئی صبح کو اُسکی تلاش مین امیر العراقی نے اپنے معتمدون کو روانہ کیا۔ یہ عورت جلیل القدر ہے اسلئے اسکے انتظار مین آج مقام کرنا پڑا۔ ہفتہ کی شب مین سوتے وقت ملکہ واپس آئی۔ اُسکے اس طور پر چلے جانے مین مختلف اقوال ہین کوئی کہتا ہی امیر العراقی سے ناراض ہوکر چلی گئی تھی۔ کوئی کہتا ہی جذبات شوق کے باعث بیتابانہ خانہ کعبہ کی زیارت کو گئی تھی مگر حقیقت اصلی معلوم نہوئی۔ اس عورت کی عمر پچیس سال کی ہی اور اسکے تمام افعال خیر و صلاح کے ہین۔ حجاج کی آسائش کیواسطے تیس اُونٹ آلبکر مقرر کردیے ہین اور اسیقدر اُونٹ اُنکے سامان خورد و نوش کیواسطے مامور ہین اپنے خاص متعلقین کیواسطے سو اونٹ پر کہانے پینے کا سامان اور کپڑا وغیرہ لدا ہوا ہے۔ اُسکا باپ امیر مسعود۔ روم۔ ارمن۔ اور بعض قطعات ممالک روم کا فرمان روا ہی۔ اُسکی سلطنت

بہت وسیع اور فوج نہایت قوی ہی۔ کہتے ہین فوج مین ایک لاکھ سوار ہین۔ اس ملکہ کا شوہر
نورالدین ممالک آمد وغیرہ کا حکمران ہے۔ اُسکی سرکار مین بھی بارہ ہزار سوار ملازم ہین
اسیطرح اس قافلہ مین دو اور جلیل القدر عورتین ہین۔ ایک تو **معزالدین** حاکم موصل کی ماں
اور نورالدین ملک شام کے بھائی امیر بابک کی بی بی ہے۔ اور دوسری دقوس مالک اصفہان
کی بیٹی ہے۔ ان تینون خاتونون کے افعال خیر اور امورات جود وسخا کی اس راہ مین بہت
کثرت ہی۔ اور سامان زینت و آرائش ملوکانہ کی بھی ایسی ہی افراط ہی۔ یہ خاتونین امیرالعراقی
کی ذمہ داری مین ہین۔ امیرالعراقی کا نام **ابوالمکارم خاسکین** ہے۔ یہ شخص آٹھ برس سے
خلیفہ کی جانب سے اس خدمت پر مامور ہے۔

۲۴۔ تاریخ ہفتہ کے دن اس مقام سے روانہ ہوکر **عسفان** کے قریب جاکر ٹھہرے اور
پھر آدھی رات سے کوچ کرکے صبح کو عسفان مین پہنچے۔ یہ جگہ پہاڑون کے درمیان مین ایک ہموار
زمین کا قطعہ ہی۔ اور یہان ایک کنوان (آبار) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی
ایک برج دار قلعہ ویران پڑا ہے۔ بے مرمتی اور ویرانی کے سبب سے قلعہ مین کہنگی کے آثار پیدا
ہین اور جابجا سے عمارت گر پڑی ہی۔ اس جنگل مین مقل کے درختونکی بہت کثرت ہی۔ یہان
آرام کے واسطے تھوڑی دیر قیام کیا اور بعد نماز ظہر یہانسے روانہ ہوکر **خلیص** مین پہنچے۔
خلیص بھی ایک ہموار قطعہ زمین ہی۔ خرمے کے باغات کی کثرت ہی۔ اس میدان مین ایک
ویران قلعہ ہے اور اُسکے قریب ہی ایک پہاڑ پر پختہ قلعہ ہے۔ یہان ایک چشمہ بھی ہی
اور اُسکے قریب چند بچے ہین۔ چشمے کا پانی اُنمین جمع ہوتا ہی اور لوگونکے صرف مین آتا ہی۔

اہل قافلہ نے یہانسے کافی پانی بھر لیا اسلئے کہ اگلی منزل مین پانی کی قلت ہی۔ پیر کے
روز پانی بھرنے اور اُونٹون کو پانی پلانے کے واسطے یہان ٹہرنا پڑا۔ اس قافلے مین اہل عراق
اور اُنکی حمایت مین خراسانی اور موصلی وغیرہ تمام اطراف کے آدمیون کی یہ کثرت ہی کہ اُنکا
شمار سوا خدا کے کوئی نہین جان سکتا۔ اس انبوہ نے تمام روے زمین کو گھیر لیا ہی اور عرصہ
بیابان اُنپر تنگ ہی۔ اُنکے بوجھ سے زمین دبی جاتی ہے اور جنبش کے ساتھ متزلزل
ہوتی ہی۔ اس قافلہ کے باعث سی سطح زمین ایک دریاے موج خیز کی صورت نظر آتا ہی
جسکا پانی بالکل سراب ہی اور قافلہ کی رفتار مانند موج آب ہی۔ شتران بار بردار نہین گویا سبک رفتار
کشتیان ہین اور محملونکے سایہ فگن قبتے بادبانون کی طرح نمودار ہین۔ اِن کشتیون کی
رفتار ایسی ہی جیسے ابر کے ٹکڑے ایک دوسرے پر چڑہتے چلے جاتے ہین اور باہم گرد
ہین۔ اس ہنگامہ کی کشمکش اور محملونکے تصادم سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہی۔ جسنے
یہ قافلہ نہ دیکھا گویا عجائبات دنیا مین سے کچھ بھی نہ دیکھا۔ اسکا کچھ ذکر بطور تحفہ اہل سماعت
کی خدمت مین پیش کرتا ہون۔ اُسکی عظمت کا ادنے نمونہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قافلے مین سے
کسی کام کو جاتا ہے۔ اگر اُسے اپنے مقام کا پورا نشان یاد نہو تو پلٹ کر مقام پر نہین آتا
ہر طرف بھکا بھکا پھرتا ہی۔ البتہ اگر خوش قسمتی سے امیر کی بارگاہ مین پہنچ جاے اور اپنا
حال بیان کرے تو امیر کے حکم سے ایک ساندنی سوار اُسکو اپنے پیچھے بٹھا کر تمام قافلہ
مین اُس شخص کا اور اُسکے وطن کا نام لیکر منادی کرتا ہی۔ اور اُسکے ساربان کا نام لیکر پکارتا ہے
جہان کہین پتا ملتا ہی اُسکو پہنچا کر ساربان کے سپرد کر دیتا ہی۔ سواے اس ترکیب کے

اور کسی صورت سے اونٹ نہیں بکتا۔ اگر اتفاق سے کسیکو ملجاتے تو وہ نادر ہے
اسکے علاوہ اور بہت سی خوبیاں اس قافلے اور اہل قافلے کی بیان سے باہر ہین ان
جلیل القدر خواتین کے سبب سے اہل قافلہ کو پانی وغیرہ کا بہت آرام ہے۔ اگر کسی سال اُسکا آنا
نہین ہوتا ہے تو اُنکے معتمد شتران آبکش لیکر حجاج کے ساتھ آتے ہین اور تمام راستے مین خصوصاً
جہان پانی کی کمی ہوتی ہے راہگیرونکو پانی پلاتے ہین۔ عرفات اور مسجد الحرام مین بھی
اُنکی طرف سے پانی پلایا جاتا ہے اور اُسکا ثواب عورتونکو ملتا ہے۔ شتران آبکش کے
محافظ مسافرونکو پانی کے واسطے بلاتے ہین اور سب لوگ اپنے اپنے برتنون مین پانی
بھرلاتے ہین۔ یہ منادی کرنے والے اُن عورتونکا نام لیکر اُنکے افعال خیر کا اعلان کرتے ہین
اور مخلوق کو اُنکی دعاے خیر کی طرف توجہ دلاتے ہین اور کہتے ہین۔ "اللہ تعالیٰ فلان ملکہ کو
قائم رکھے۔ جسنے ایسے کار خیر کے جاری کرنے کا حکم دیا"۔ لفظ خاتون کو ہم پہلے بیان
کر چکے ہین یہ لفظ اُنکے ہان مثل سیدہ کے امیر عورتونکے واسطے معین ہے۔ باوجود مخلوق
کی اس کثرت وغیرہ کے۔ اس قافلے مین یہ عجیب بات ہے کہ اگر قافلہ کسی منزل پر ٹھہرے
اور ٹھہرتے ہی امیر کے حکم سے کوچ کا نقارہ بجایا جائے تو نقارے کا آواز سنتے ہی دو بار
سامان وغیرہ لاد کر نقارے کی تیسری آواز تک قافلہ روانہ ہو جاتا ہے۔ یہ محض مستعدی
اور شدائد سفر کی مہارت کا نتیجہ ہے۔ شب کو قافلے کا کوچ مشعلونکی روشنی کے ساتھ ہوتا ہے
مشعلین آدمیونکے ہاتھ نہین ہوتی ہین۔ کوئی محمل ایسا نہین ہوتا جسکے آگے مشعل نہو گویا لوگ
تارونکے جھرمٹ مین چلتے ہین اور زمین کو تارون بھرے آسمان سے مقابلے کا دعوی ہے

اسکے سوا مصالحات دینی اور آسائش حیوانی وغیرہ کے سامان اس قافلے مین اسقدر ہین کہ اُنکی توصیف احاطہ انحصار سے باہر ہے۔

الغرض پیر کے دن ظہر کے وقت خلیص سے روانہ ہوکر عشا تک برابر چلتے رہے عشا کے وقت تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا کہ پھر کوچ کا نقارہ بجا۔ اُسوقت سے منگل کی دوپہر تک قطع منازل مین مصروف رہی۔ اِسکے بعد ایک مقام پر تھوڑا آرام کیا اور ظہر کے بعد پھر روانہ ہوکر عشا کے وقت **وادی السمک** مین پہنچے۔ یہ نام اس سرزمین پر صادق نہین آتا۔ پانی بھرنے کے واسطے یہان صبح تک قیام کیا۔ پانی تالابون مین جمع ہی کہین کہین کھود کر بھی نکالا ہی۔ یہانسے بدھ کے روز ظہر کے قریب کوچ کیا۔ رات کے وقت ایک دشوار گذار پہاڑی مین راستہ ملا۔ اس راہ مین بہت سے سارباننکی جانین تلف ہوئین پھر ایک میدان مین قیام کیا۔ اور آدہی رات تک سوتے رہے اُسکے بعد کوچ کیا۔ یہانسے ریگستان شروع ہوا جہانتک نظر جاتی ہے ریت ہی ریت نظر آتا ہے۔ راہ کی کشادگی کے سبب سے ساربان بے ترتیب اِدہر اُدہر چل رہے ہین۔ جمعرات کو دن تھوڑی دیر آرام کے واسطے ٹھہرے۔ اسجگہ سے بدر دو منزل ہے یہانسے ظہر کے وقت کوچ ہوا اور شب کو بدر کے قریب ایک مقام ٹھہرے وہانسے آدہی رات کو روانہ ہوکر دن نکلتے نکلتے بدر مین داخل ہوے۔

اس موضع مین خرمے کے بہت باغ ہین اور آب رواں کا ایک چشمہ ہی۔ موضع کا قلعہ بلند ٹیلے پر ہے اور قلعہ کا راستہ پہاڑونکے بیچ مین ہے۔ وہ قطعہ زمین نشیب مین ہی جہان اسلامی لڑائی ہوئی تھی اور اللہ تعالی نے اسلام کو عزت اور اہل شرک کو ذلت دی۔ آجکل اُس زمین مین خرمہ کا

باغ ہی اور اُسکے بیچ مین گنج شہیدان ہے۔ اس آبادی مین داخل ہوتے وقت بائین طرف
جبل رحمت ہی لڑائی کے دن اس پہاڑ پر فرشتے اُترے تھے۔ اس پہاڑ کے سامنے
جبل الطبول ہے۔ اُسکی قطع ریت کے ٹیلے کی سی ہے۔ کہتے ہین ہر شب جمعہ کو اس پہاڑ سے
نقارے کی صدا آتی ہے اسلئے اُسکا نام جبل الطبول رکھا ہے۔ ہنوز نصرت نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی یہ بھی ایک کرامت باقی ہے اس بستی کے عرب باشندے نے بیان کیا
کہ مینے اپنے کانون سے نقارون کی آواز سُنی اور ہر جمعرات اور پیر کو یہ آواز آیا کرتی ہے
اس پہاڑ کے سطح کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف رکھنے کی جگہ ہی اور اُسکے
سامنے میدان جنگ ہی نشیبی زمین کے قریب جہان آجکل نخلستان ہی ایک مسجد بھی ہے
کہتے ہین یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ کے آرام کی جگہ ہے یہانسے **صفرا** ایک
منزل ہے اور اُسکا راستہ پہاڑونکے درمیان مین ہے۔ راہ کے دونون طرف چشمے اور
باغ ہین۔ یہ راستہ نہایت خوشنما اور دلچسپ ہی صفرا مین ایک پختہ قلعہ ہی اُسکے گرد بہت سے
اور قلعے ہین۔ اُنمین سے دو قلعونکو تو **آبیٔن** کہتے ہین۔ اور ایک کا نام **حسنیہ** اور
ایک کا نام **جدید** ہے۔ اسیطرح بہت سے قلعے ہین۔ اور اس آبادی کے گرد بہت سے گاؤن
آباد ہین۔

حالات ماہ محرم سنہ ۵۸۰ھ

چودہوین اپریل کو ہفتہ کی شب مین چاند دکھائی دیا۔ بدر سے چاند دیکھکر روانہ ہوے
عشا کے بعد صفرا مین پہنچے۔ یہان پانی وغیرہ بھرنے کے واسطے شب کو قیام کیا

صبح کو تمام قافلے نے پانی بھر لیا اور ظہر تک یہین آرام کیا۔ یہانسے مدینہ منورہ تین منزل ہی ظہر کے وقت یہانسے روانہ ہوے۔ عشا کے بعد تھوڑا آرام لیکر آدہی رات سے پھر کوچ کیا۔ یہ راہ بالکل پہاڑونکے اندر ہے انواد کے دن ایک پھر دن چڑہے ایک کنوین کے قریب مقام ہوا۔ اس کنوین پر ایک نشان بنا ہوا ہی۔ کہتے ہین یہان حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ نے ایک جن کو قتل کیا تہا۔ کنوان بہت عمیق ہی۔ ہر ایک رسی پانی تک نہین پہنچتی پانی بہت صاف ہی۔ ظہر کے بعد یہانسے روانہ ہوکر عشا کے وقت **شعب** علی رضی اللہ عنہ مین قیام کیا اور وہانسے آدہی رات کو کوچ کرکے پیر کے دن ایک پھر دن چڑہے مقام **تربان** مین پہنچے۔ یہ مقام ایک خشک میدان مین ہے اسکی زمین پست اور سیلاب زدہ ہی۔ مدینہ منورہ یہانسے سامنے نظر آتا ہی۔ اس میدان کنارے مسجد **ذی الحلیفہ** ہی اسی جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندہا ہے اور مدینہ منورہ یہانسے پانچ میل ہے۔ اس مقام سے مشہد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مسجد قبا تک مدینہ منورہ کا حرم تصور کیا جاتا ہے اور یہانسے مسجد قبا کا سفید مینار دکہائی دیتا ہے۔ ظہر کے بعد اس مقام سے کوچ کرکے مدینہ شریف کے باہر قیام کیا اور شام کے قریب روضۂ مقدس و مطہر کی زیارت کے واسطے حاضر ہوے۔

حالات مدینہ منورہ مقدسہ

روضۂ اقدس کے سامنے کہڑے ہوکر سلام کیا اور زیارت شریف کی قبر کی خاک کو بوسہ دیا۔ منبر اور مزار مبارک کے درمیان مین تھوڑی سی جگہ ہے اسکو روضہ کہتے ہین

وہانپر تہجد کا نماز پڑہی - اسکے بعد منبر قدیم کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی جگہ ہے آنکھوں سے لگایا - روضہ کے سامنے داہنی طرف ایک عمود مین ستون حنانہ کا باقی ماندہ ٹکڑا جڑا ہوا ہے - اُس لکڑی کو بوسہ دیا - یہ ستون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رویا تہا - اسکے بعد نماز مغرب باجماعت ادا کی - ہمین یہ تنہائی کا موقع خوب مل گیا تہا - کیونکہ ہمارے قافلے کے لوگ اپنے خیمونکی اور اسباب کی درستی مین مصروف تھے - ہمنے اس موقع کو غنیمت جانکر شرف آستان بوسی حاصل کیا اور صاحبین مکرمین حضرات صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس مین رسم سلام ادا کی - اور اپنے قیام گاہ کو خوش و خرم پلٹ آئے - اب ہمارے دل مین کوئی آرزو باقی نرہی - اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے سب اُمیدین پوری فرمائین - اب ہمارا دل سب آرزوؤنسے فارغ ہوکر وطن کی بازگشت کی جانب مصروف ہوا - اللہ تعالی انجام کار بخیر فرمائے اور اپنے افضال کو ہمارے حال پر تمام کرے - اُسکے احسانات اور انعامات کا ہزار ہزار شکر ہے - اُسکی ذات حمد اور شکر کے لائق ہے -

حالات مسجد نبوی و روضہ مقدسہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسجد مبارک مستطیل ہے اور چار و طرف دالان بنے ہوے ہین درمیان مین صحن ہے اور ریت بچہا ہوا ہے - قبلہ کی سمت یعنی مغرب سے مشرق کی لائن مین پانچ درجہ کا دالان ہے اور اُسکے مقابل مین بھی اسیطرح پانچ درجہ کا دالان ہے - مشرقی سمت مین تین درجہ کا اور مغرب کی طرف چار درجہ کا دالان ہے - روضۂ اقدس قبلہ کی سمت کے دالان مین مشرقی

مین واقع ہے۔ روضۂ مبارک کی عمارت صحن کے طرف کے درجہ سے شروع ہوکر اندر کے دوسرے درجہ تک منتہی ہوئی ہے اور بقدر چار بالشت کے تیسرے درجہ مین تجاوز کرگئی ہے۔ اسیطرح پچھائی مین شرقی سمت کے دو درجہ تک منتہی ہوی ہے۔ ان دونون دالانونکے چھ ستون روضۂ مبارک کی عمارت کے اندر آگئے ہین۔ قبلہ رو دیوار چوبیس بالشت اور شرق رو دیوار تیس بالشت عرض ہے شرقی گوشہ سے شمالی گوشہ تک اننالیس بالشت ہی اور وہانسے قبلہ رو دیوار کے کونے تک چوبیس بالشت کا فاصلہ ہی۔ روضۂ مقدس کے پانچ گوشے اور پانچ دیوارین ہین۔ اس عمارت کی قطع ایسی عجیب ہی جسکی نظیر تعمیر ہونی محال ہے۔ قبلہ کی طرف سی اُسکو اسقدر ترچھا کردیا ہی کہ اُسکی طرف مُنہ کرکے نماز کے واسطے نہین کھڑے ہوسکتے اسلئے کہ اسطرف مُنہ کرکے کھڑے ہونے سے استقبال قبلہ صحیح نہین ہوتا۔ مولانا شیخ ابوابراہیم اسحق بن ابراہیم التونسی کی زبانی مین معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس عمارت کو اس خوف سے ترچھا کردیا کہ لوگ اُسکو کہین مسجد نہ بنالین۔ روضۂ مطہرہ کی سرہانے کی دیوار مین آبنوس کا ایک صندوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے مقابل نصب ہی صندوق پر صندل کی پچی کاری کی ہوئی اور نہایت چمکیلے چاندی کے پترجڑے ہوے ہین۔ پانچ بالشت کا طول تین بالشت کا عرض اور چار بالشت کی بلندی ہے۔ رکن شمالی اور غربی کے درمیان مین ایک مقام پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ جگہ جبرئیل علیہ السلام کے نزول کی ہی۔ تمام روضۂ مقدس کی وسعت چالیس طرف سے دو سو بہتر بالشت سی کچھ زیادہ ہی۔ ہر دیوار کا ایک ثلث حصہ زیرین جسکو اجارہ (اجار) کہتے ہین خوبصورت ترشے ہوے پتھرونسے بنایا ہی۔ اوپر کے دوسرے ثلث حصہ پر مشبک

عنبر وغیرہ عطریات سے نصف بالشت موٹی کہگل کی ہے۔ سب سے اُوپر کے ثلث حصہ
مین لکڑی کی جالیان ہین اور یہ جالیان مسجد کی چھت سے ملی ہوی ہین اسلئے کہ روضۂ مطہر کا
حصۂ اعلیٰ مسجد کی بلندی سے ملا ہوا ہے۔ روضۂ مقدس کے پردے اجارے (ازار) تک
لٹک رہے ہین۔ پردون کا لاجوردی رنگ ہی اور درمیان مین چوپھل اور شست پھل سفید بوٹی
ہین بوٹون کے اندر گول دائرے اور اُنکے گرد مین سفید نقطے ہین۔ اور اجارے کی پیشانی پر سفیدی
مائل جدول ہے۔ غرضکہ اُسکا منظر نہایت خوشنما اور دلچسپ ہی۔ قبلہ رو دیوار پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روے مبارک کے محاذی چاندی کی میخین نصب ہین۔ اُنکے
سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہین۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے پاس ہی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوش کے
قریب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مقدس ہی۔ پہلے قبلہ کی طرف پشت کرکے روضۂ مطہر کے
سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہین۔ پھر داہنی طرف کو تھوڑا سرک کر صاحبین رضی اللہ
عنہما کی خدمت مین سلام عرض کرتے ہین۔ اسطرف کی دیوار کے سامنے بیس قندیلین آویزان
ہین۔ اُنمین دو سونے کی اور باقی چاندی کی ہین۔ روضۂ مقدس کے شمال مین پتھر کا ایک
چھوٹا سا حوض ہی اور اُسمین قبلہ رو ایک محراب ہی۔ بعض اُسکو سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا کا مکان اور بعض قبر شریف بیان کرتے ہین۔ اصل حال خدا کو معلوم ہے۔ روضۂ مطہر
کے داہنی طرف بیالیس قدم کے فاصلے پر منبر شریف ہی۔ یہانسے روضۂ اقدس تک
ڈیڑھ بالشت بلند اور چھ قدم چوڑا پتھر کا فرش ہی۔ منبر اور روضۂ صغیرہ کے درمیان مین آٹھ

قدم کا فاصلہ ہے۔ حدیث شریف مین اس روضہ کو ریاض جنت مین سے فرمایا ہے
اُسمین حصول برکت کے واسطے لوگ نمازین پڑہتے ہین اُسکے سامنے قبلہ کی جانب ایک
عمود ہے۔ کہتے ہین یہ عمود ستون حنانہ کی باقیماندہ لکڑی پر چڑہا ہوا ہے۔ ستون حنانہ
کی لکڑی عمود مین سے نظر آتی ہے اُسکو بوسہ دیتے ہین اور اُسپر مُنہ رگڑتے ہین۔ روضہ صغیر
کے کنارے قبلہ کی طرف سر ہانے والا صندوق ہے۔ منبر شریف زمین سے قدآدم
بلند ہے۔ پانچ قدم لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہے۔ آٹھ سیڑہیان ہین اور ایک جہرہ کے دا
دروازہ سا ڑہے چار بالشت کا بلند لگا ہوا ہے۔ یہ دروازہ مقفل ہے جمعہ کو کہلتا ہے کل منبر انہوس
کی لکڑی جڑی ہوی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اُوپر نظر آتی ہے
اُسپر کسیقدر اُونچا کرکے آبنوس کا تختہ لگا دیا ہے تاکہ اُسجگہ کوئی نہ بیٹھ سکے۔ اس مقام مبارک
لوگ ہاتہ ڈالکر چھوتے ہین منبر کے دہنے بازو کے سرے پر جہان خطیب کی وقت خطبہ
ہاتہ رکہکر کہڑا ہوتا ہے چاندی کا ایک گہومتا ہوا حلقہ لگا ہے۔ اُسکی قطع درزی کے انگشتانہ کی سی ہے
مگر اُس سے کسیقدر بڑا ہے۔ کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے وقت حضرات
حسنین علیہم السلام اُس سے کہیلا کرتے تھے۔

مسجد مبارک کا طول ایک سو چہیانوے قدم اور عرض ایک سو چہبیس قدم ہے۔ دو سو نوتے
ستون ہین ستون پتہر سے ملے ہوے ہین مگر محرابین نہین ہین۔ خیمے کے ستونون کی طرح
ہین۔ پتہر کے گول ترشے ہوے ٹکڑون سے ستون بنے ہین۔ ہر ٹکڑے مین سوراخ ہے۔ ایک
ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کے سوراخ مین پھنسا کر اور گرم سیسا ڈالکر جوڑ ملا دیا ہے اُوپر سے

چونے کی قلعی کرکے اسطرح گھوٹتا ہے کہ دیکھنے مین بالکل سنگ مرمر کے معلوم ہوتے ہین
قبلہ رو دالان کے آخری درجہ مین مقصورہ ہے اور اُسی مین محراب ہے۔ لیکن امام روضۂ صغیرہ مین
نماز پڑہاتا ہے۔ مقصورہ کی محراب کی پیشانی پر بالشت بھر کا ایک زرد رنگ کا پتھر بہت چمکیلا
لگا ہوا ہے۔ اُسکو کسریٰ کا آئینہ بتاتے ہین۔ محراب کے اندر ایک چھوٹا سا ڈبا کیل مین ٹنگا ہے
کہتے ہین یہ کسریٰ کا جام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مقصورہ کے سامنے شرقی گوشے مین
دو خزانے ہین اُنمین مسجد مبارک کی کتب موقوفہ رکہی جاتی ہین۔ روضۂ صغیرہ اور مزار مقدس کے
درمیان مین بہت بڑی تپائی پر مقفل صندوق کے اندر کلام اللہ شریف رکہا ہے۔ یہ قرآن اُن
چار قرآنون مین سے ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار دانگ نظر ممالک مین بہیجے تھے۔
شرقی دالان کے دوسرے درجہ مین ایک زمین دوز دروازہ تہ خانہ کا مقفل ہے۔ اُسکے اندر
جانے کے لئے سیڑہیان بنی ہوی ہین۔ یہ تہ خانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان مین
منتہی ہوتا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آمد و رفت کا راستہ تھا۔
اس تہ خانہ کے قائم رکہنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
خلیفۂ اول کے مکان کے سامنے حضرت عمر اور اُنکے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہما کے مکان
ہین۔ روضۂ مقدس کے آگے ایک بڑا صندوق ہے۔ اُنمین خاص روضۂ مبارک کی روشنی کا
سامان شمعین اور شمعدان وغیرہ رہتے ہین۔
شرقی حصہ مین ایک لکڑی کا مکان ہے۔ آستانۂ مقدس کے شب کے نگہبان رانکو اُنمین رہا
کرتے ہین۔ یہانکے خدام نوجوان حبشی اور صقلابی خوبرو اور خوش لباس ہین یہان کا مؤذن

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ شمال کی طرف ایک نیا قبہ ہے جسکو قبۃ الزیت کہتے ہین۔ اُسمین مسجد مبارک کا تمام سامان رہتا ہے۔ اس قبہ کے سامنے صحن مین خرمے کے پندرہ درخت ہین۔ مسجد کی تمام دیوارون پر نیچے سے نصف بلندی تک سنگ رخام کا اجارہ بنا ہوا ہے۔ یہ پتھر مختلف الالوان اور مینا کار ہین۔ اوپر کی نصف دیوارون پر نگینے ہین ان نگینون کا سونا فسیفساء کہلاتا ہے نگینون کی ترتیب مین بڑی صناعی کی ہے قسم قسم کے درخت بناکر اُنمین پھلونکے بوجھ سے جھکی ہوی بہت خوشنما ڈالیان دکھلائی ہین خصوصاً قبلہ رو دالان کی صحن والی اور آخر کی دیوار۔ اسیطرح اُسکے مقابل کے دالان کی دونون دیوارین اور شرقی و غربی دالانون کی صرف صحن والی دیوارین نہایت خوشنما اور منبت کار ہین۔ اُنکے اُوپر طرح طرح کے رنگونسے اس خوبی سے جدولین کھینچی ہین کہ اُنکا وصف احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ مگر اس مسجد مبارک کا روضۂ مقدس کے گرد تعمیر ہونا ہی تمام زمینتو پر فائق ہے۔

مسجد کے اُنیس دروازے ہین۔ چار تو کھلے ہوئے ہین۔ باقی بند ہین۔ کھلے ہوئے دروازون مین سے دو دو دروازے غرب اور شرق کو ہین غربی دروازونمین سے ایک کا نام **باب الرحمت** اور ایک کا نام **باب النسیہ** ہے۔ شرقی دروازون مین سے ایک کو **باب جبریل علیہ السلام** اور ایک کو **باب الرحمۃ** کہتے ہین۔ بند دروازون مین سے پانچ غرب کو۔ پانچ شرق کو ایک قبلہ رو۔ اور چار شمال کو ہین۔ باب جبریل علیہ السلام کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان ہے اور اسی مکان مین اُنکو شہید کیا تھا۔ مشرقی حصہ مین جمال الدین موصلی کا مزار ہے جسکے آثار خیر پہلے بیان ہو چکے ہین۔ اُسکے مزار اور روضۂ اقدس کے درمیان مین مسجد کی دیوار

مین لوہے کی جالی لگی ہوی ہے اُسکے ذریعہ سے بوسے فردوس اُسکے مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ مسجد مین تین مینار ہین۔ ایک قبلہ رو دیوار مین شرقی کونے پر اور دو شمالی والان کے گوشو پر ہین۔ مگر یہ آخر الذکر دونون مینار برجونکی طرح چھوٹے چھوٹے ہین۔

حالات زیارات متبرکہ بقیع الغرقد و جبل احد

سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ یہ مشہد جبل احد سے قبلہ کی جانب دامن کوہ مین واقع ہے اور جبل احد مدینہ شریف سے شمال کی طرف تین میل کے فاصلے پر ہی۔ مشہد مین ایک مسجد ہے اور اُسکے سامنے شمال کی طرف میدان مین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اور مزار کے سامنے گنج شہیدان ہے۔ اس میدان کے محاذی جبل احد کے اسفل مین وہ غار مبارک ہی۔ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھا کرتے تھے۔ گنج شہیدان کے گرد کی سرخ زمین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہی۔ اس مٹی سے لوگ برکت حاصل کرتے ہین۔

بقیع الغرقد مدینہ شریف کی شرق مین ہے۔ شہر کے جس دروازہ سے اس مقام کو راستہ گیا ہی اُسکو **باب البقیع** کہتے ہین۔ دروازہ سے نکلتے ہی داہنی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ اس مزار کے سامنے مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر چھوٹا سا قبہ ہے اُسکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کا مزار ہے اُسپر بھی سفید قبہ ہے اور قبر پر لکڑی کے تختے لگے ہوے ہین اور اُسپر خوبصورت برنجی کام ہے۔ اس قبہ کے دہنی طرف

عبدالرحمن الاوسط ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مزار ہے جنپر حضرت عمر نے حد جاری کی تھی اور اسکے صدمے سے بیمار ہوکر وفات پائی - اس قبر کے قریب عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہم کے مزار ہین - اُنکی برابر ایک روضہ مین ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تر تین ہین - اس روضہ کے برابر ایک چھوٹے سے مرقد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین اولاد و نکی قبرین ہین - اسکے برابر حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے مزار ہین - ان مزارو پر بہت بلند قبہ ہے اور باب البقیع سے قریب ہین - داہنی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پائتی حضرت امام حسن علیہ السلام کا مزار ہے - یہ دونون قبرین بہت عریض اور زمین سے بلند ہین - قبر و نپر نہایت خوشنما تختے لگے ہین اور تختو نپر سبز رنگی چادر کی کٹی ہوی جالیان جڑدی ہین - اس آرائش سے منظر نہایت دلفریب ہوگیا ہے - اس قبہ کی برابر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا بیت الحزن ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ اسی مکان مین رہا کرتی تہین بقیع کے آخر مین حضرت عثمان شہید مظلوم رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر ایک چھوٹا سا قبہ ہے اسکے قریب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار ہے اور اس مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے "ما ضم قبر احد کفاطمۃ بنت الاسد رضی اللہ عنہا وعن بنیہا" اسکے سوا بقیع مین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیشمار مزارات ہین -

مقام قبا مدینہ شریف سے قبلہ کی طرف دو میل کے فاصلے پر ہے - پہلے یہ جگہ بہت آبادتھی مدینہ منورہ سے وہان تک برابر آبادی تھی - مگر اب بیچ سے وہان تک خرمے کے باغات

ہین - یون تو مدینہ کے چار وطرف باغونکی کثرت ہی - لیکن سب سے زیادہ مشرق اور قبلہ کیطرف
اور سب سے کم مغرب کی جانب ہین - قباہی ہین وہ مسجد ہے جسکی بنا تقوی پر ہوی ہے - اس
مسجد کی جدید ترمیم ہوی ہے اور عرض وطول ہین مربع ہے - مینار نہایت بلند اور سفید ہے بہت دور سے
نظر آتا ہے - وسط مسجد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ کے آرام کرنے کا مقام ہے
چھوٹے روضہ کی طرح اسکے گرد چار دیواری بنادی ہے مسجد کے صحن مین قبلہ کی جانب ایک
چبوترہ پر محراب ہی - اس جگہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے آکر نماز پڑہی تھی مسجد
مین سات دروازے کا دالان ہے اور سات ہی دروطول ہین ہین قبلہ کی طرف کی دیوار مین محرابین ہین
اور مسجد کا ایک ہی دروازہ ہے مسجد کے سامنے قبلہ کی سمت ابی ایوب ابن نجار انصاری کا مکان
ہے - غرب کی جانب میدان مین ایک کنواں ہی - کنوین کے پاس پتھر کا کھدا ہوا ایک حوض ہے
حوض کی شکل پیالہ کی سی ہے - اسمین لوگ وضو کرتے ہین - ابن نجار کے مکانکے برابر حضرت
سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا - حضرت ابی بکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہم کے
مکانات ہین - ان مکانونکے سامنے **بیر ارویس** (کنواں) ہی - پہلے کہاری تھا مگر آنحضرت
کے لعاب دہن سے میٹھا ہوگیا - اس کنوین مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک
کی انگوٹھی گری تھی - یہ ایک مشہور قصہ ہے - اسکے قریب **دار الصفہ** ہے - یہان عمار اور
سلمان وغیرہ رضی اللہ عنہم رہا کرتے تھے - اس آبادی کے آخر مین ایک ٹیلہ ہے اسکا نام
عرفات ہی - عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس ٹیلے پر کھڑے ہوتے تھے -
آپکے واسطے زمین سمٹ جاتی تھی اور حاضرین کو میدان عرفات نظر آجاتا تھا - غرض کہ اس

آبادی کے زیارات اور تبرکات احاطہ تحریر سے باہر ہین۔

مدینۂ منور کی دوہری چاردیواری اور چار دروازے ہین۔ اُنمین سے ایک لوہے کا دروازہ ہے اُسکا نام **باب الحدید** ہے دوسرے کا نام **باب الشریعۃ** ہے تیسرے کا نام **باب القبلہ** ہے آجکل یہ دروازہ بند ہے۔ چوتھے دروازہ کا نام **باب البقیع** ہے مغرب کی سمت فصیل شہر سے ایک پرتاب تیر کے فاصلے پر وہ خندق ہے جو مخالفین دین کے ہجوم کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کرائی تھی۔ خندق کے کنارے پر ایک ویران قلعہ پڑا ہوا ہے اُسکا نام **حصن العزاب**[1] ہے کہتے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عزاب مدینۂ منورہ کے واسطے یہ قلعہ تعمیر کیا تھا۔ خندق اور مدینۂ منورہ کے درمیان مین راستے کے داہنی طرف ایک پانی کا چشمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے اُسکے گرد لمبی دیوار کھنچی ہوی ہے۔ گویا مستطیل حوض کی شکل ہوگیا ہے حوض کے بیچ مین پانی کا منبع ہے اور اُسکے اطراف مین دو مستطیل سقاوے ہین۔ ان سقاوونکی دیوار سے چشمہ کی دوہری چاردیواری ہوگئی ہے۔ دونون سقاوے چشمہ کے سطح سے نیچے ہین اُنمین سے ہر ایک سقاوے مین اُترنے کی پچیس پچیس سیڑھیان ہین۔ اور دونون مین چشمے کا پانی آتا ہے۔ سقاوونمین لوگ نہاتے ہین اور کپڑے دھوتے ہین چشمہ کا پانی صرف پینے یا باہر لیجانے کے کام مین آتا ہے۔ مدینۂ منورہ کے علاوہ اس چشمہ سے چارون طرف کے آدمی سیراب ہوتے ہین۔ مدینۂ منورہ کی جانب اس چشمہ کے قریب ایک قبہ

---

[1] عزاب رانڈ اور رنڈوے مرد عورت اور کنوارے کو کہتے ہین۔

حجر الزیت نامی ہے۔ اس قبہ مین وہ پتھر ہے جسپر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے روغن زیت ٹپکا تھا۔ قبہ کے شمال مین **بیر بضاعہ** ہے اور اُسکے بائین طرف **جبل الشیطان** ہی اس جگہ سے شیطان نے جنگ احد کے دن مسلمانون کو ندا کی تھی کہ تمہارے نبی مارے گئے۔ اسکے آگے مغرب کو **بیر رومہ** ہی۔ اس کنوین کا نصف حصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار دینار کو خرید کیا تھا۔ جبل احد کے راستے مین حضرت علی اور سلمان رضی اللہ عنہم کی مسجدین ہین۔ انکے علاوہ ایک **مسجد الفتح** ہے۔ اسجگہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۂ فتح نازل ہوی تھی۔ مدینہ منورہ کے اندر باب الحدید کے قریب تین سقاوے ہین اندر جانے کے واسطے سیڑہیان ہین اُنکا پانی صاف اور خوش ذائقہ ہی یہ سقاوے حرم شریف کے قریب ہین۔ حرم شریف سے قبلہ کی جانب ایک مکان مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا دار الہجرہ ہی حرم شریف کے چارونطرف شارع عام مین ترشے ہوئے پتھر کا فرش ہے۔ جلدی مین صرف اسیقدر حال مدینہ منورہ اور زیارات کا لکھا گیا۔

۶ محرم کو جمعرات کے دن شام کو امیر مسعود مالک ارسن کی لڑکی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اپنی خواسکے سانہ محمل مین سوار ہوکر روضۂ اقدس کی زیارت کو آئی اُسکی جلو مین حبشی اور صقلابی جوان ہاتھون مین لوہے کی چھڑیان لئے ہوے آگے آگے بھیڑ کو روکتے جاتے تھے اور قاری کچھ پڑہتے جاتے تھے۔ بعض خدام یہ آواز بلند اُسکے اوصاف بیان کرکے دعائین دیتے جاتے تھے مسجد مبارک کے دروازے پر پہنچکر محمل سے اُتری اور ایک چادر کی آڑ مین جسکو خدام ہر طرف سے تانے ہوئے تھے آگے بڑہی۔ پہلے روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہوکر سلام کیا پھر روضۂ صغیرہ

مین نماز پڑہی۔ پھر اُس حوض مین جو منبر کے سامنے ہے دوگانہ ادا کیا۔ اسکے بعد غربی دیوار کے جانب جاکر مہبط جبریل علیہ السلام مین ٹھہر گئی۔ اُسجگہ خدام پردے ڈالکر باہر کہڑے ہوگئے اور اُسکے احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ اِن تمام حالتون مین وہ عورت چادر کی آڑ مین پھرتی رہی۔ اُسکے گرد مخلوق بہت جمع تھی اور محافظ آگے آگے آدمیونکو بچاتے جاتے تھے۔ مسجد مبارک مین خیرات کے واسطے اسکے ساتھ دو اونٹ سامان کے آئے تھے۔ وہ رات تک اُسی مقام متبرک مین حاضر رہی۔

اسّنے مین صدرالدین اصفہانی رئیس العلماء شافعیہ کی آمد آمد کی خبر ہوئی۔ اس شخص کے علم اور تبحر کی بہت شہرت ہی۔ رئیس العلما آبائی و اجدادی لقب ہی۔ آج رات اُسکے وعظ کی مجلس منعقد ہوئی۔ امیر العراقی کے انتظار مین اُسکے آنے مین دیر ہوئی۔ تمام حرم شریف منتظرین سے بھر گیا رات گئی یہ عالم مسجد نبوی مین پہنچا اور امیر العراقی بھی آیا۔ امیر مسعود کی بیٹی بھی اُسوقت تک حرم شریف مین بیٹھی رہی۔ وعظ کے واسطے روضۂ اقدس کے سامنے منبر رکھا گیا اور واعظ اُسپر چڑہا۔ قاری نے نہایت خوش الحانی اور خوش آوازی سے قرأت شروع کی واعظ نے کن انکھیونسے روضۂ اقدس کی طرف دیکھا اور بہ آواز بلند رونے لگا۔ اسکے بعد اپنی تصنیف سے ایک سحر بیان خطبہ شروع کیا خطبہ کے بعد عربی اور عجمی دونون زبانون مین وعظ کہنے لگا۔ اثنا سے وعظ مین اکثر اپنی تصنیف کے اشعار استعمال کرتا تہا۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک پر روضۂ اقدس کی اشارہ سے بتاتا تھا اور یہ شعر پڑہتا تھا

ھا تیک روضۃ تفوح نسیما صلّوا علیہ وسلموا تسلیما

(تمہارے سامنے یہ روضۂ مبارک ہے جسکی خوشبو مہک رہی ہے انپر درود اور سلام پڑہو) وعظ کے
وقت اس مقام متبرک کی عظمت وجلال کا اقرار کرکے اپنی تقریر کے قصور کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ
اس بے زبان عجمی کی کیا قدرت کہ ایسے افصح العرب کے حضور مین زبان تکلم کھولے۔ آخرکار
یہانتک بیان کیا کہ خوف ورقت سے دل بھر گئے۔ اور دماغ سے ہوش وحواس اڑ گئے
اہل مجمع خائف وبدحواس ہوکر منبر کے گرد جمع ہوکر اظہار توبہ کرنے لگے اور سب نے واعظ کے سامنے
سر جھکا دیے۔ اُسنے قینچی طلب کرکے سب کی پیشانیون کے بال کترے۔ اور ہر شخص کے
سر پر اپنا عمامہ رکھتا تھا۔ اُس عمامے کو اُسکے ہمنشین ازروے تعظیم لے لیتے تھے۔ اور اُسکے
عوض دوسرا عمامہ رکھدیتے تھے۔ اسیطرح بہت سی پیشانیان کتری گئین اور عمامے پہنائے گئے
پھر مجلس ختم ہوئی اور واعظ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا۔ "اے گروہ حاضرین! مینے ایک
شب حرم بیت اللہ مین تمہارے واسطے کچھ بیان کیا۔ اور آج رات کو حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین تمکو پند ونصیحت کی۔ اب تم لوگونسے میری ایک درخواست ہے اور
واعظ کو سوال سے کوئی چارہ نہین ہے۔ اگر تم اُس سوال کے پورا کرنے کا اقرار کرو تو مین اپنی
حاجت بیان کرون۔" سب نے بڑے شوق سے حاجت روائی کا اقرار کیا۔ اور اشتیاق کے
نعرے بلند ہوے۔ واعظ نے کہا۔ "میری یہ آرزو ہے کہ تم سب سر برہنہ ہوکر اس سوگ میں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ پھیلا کر میرے واسطے عرض کرو کہ مجھ گنہگار سراپا قصور سے
خود بھی رضامند ہون اور خداوند ذوالجلال کو بھی رضامند کرین۔" اور بہت سی اپنی خطائین
شمار کرکے معترف قصور ہوا۔ تمام حاضرین نے سر برہنہ کئے اور رو رو کر اُسکی درخواست کے

موافق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین عرض کرنے لگے۔ اُسوقت اُس جماعت پر کچھ ایسی دہشت اور رقت طاری ہوئی کہ اس سے قبل ہمنے کوئی ایسا خشوع اور خضوع کا مجمع نہین دیکھا۔ اسکے بعد جماعت قشر ہوی۔ امیر عراقی اپنی قیام گاہ کو روانہ ہوا اور ہلکہ امنی بھی حرم شریف سے رخصت ہوے۔ وعظ کے شروع ہونے پر ملکہ کے سامنے کا پردا اُٹھا دیا تھا۔ مثل اور عورتونکے چادر مین چھپی بیٹھی تھی اُسکے مصاحب اور خدام کا مجمع نہایت پر تکلف اور بارونق شاہی سامان کے سانہ تھا۔ واعظ کے ہمراہ خادم۔ غلام۔ اور دیگر سامان لوکا نہ اس افراط سے ہے کہ بعض بادشاہونکے بھی میسر آنا دشوار ہے۔ اُسکی ظاہری صورت۔ وجاہت۔ زینت۔ اور زیبائش بالکل امیرانہ ہے خیمہ نہایت بلند ہے اور اُسکے کئی دروازے ہین خیمہ کا قبہ بہت خوبصورت دور سے تاج کی طرح چمکتا ہے۔ ہم اُسکی مجلس مین جاکر اُسکے کلام نظم ونثر سے مستفید ہوئے مجلس نہایت بارونق اور عظیم الشان تھی۔ اُسکی طلاقت لسانی دلونمین گھر کرتی تھی اور تواضع واخلاق سے لوگ محجوب ہوتے تھے اللہ تعالی نے حسن صورت اور خوبی سیرت سے کامل حصہ عطا فرمایا ہے۔ ہمنے اس شخص کو اطرف کے علما مین بہت بزرگ اور کامل پایا۔

سانوین محرم کو جمعہ کے روز ہمنے اس مقام مین ایک ایسی بدعت دیکھی جس سے ہر اہل اسلام کو بچنا مانگنا چاہیے۔ اس مسجد کا امام جو نماز فریضہ پر مامور ہے جمعہ کے روز نماز پڑہانے آیا۔ کہتے ہین یہ شخص عادات نامناسب اور حرکات نازیبا مین شیخ العجمی کا بالکل ضد ہے ایسے مقام متبرک کے واسطے شیخ العجمی ایسے صاحب خیر وبرکت کا امام ہونا زیبا ہے۔ جب موذن نے اذان کہی امام خطبہ کے واسطے منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑہا۔ اُسکے آگے آگے دو سیاہ نشان تھے دو منبر کے

ادہر اُدہر رکھے گئے اور اُنکے درمیان مین کہڑے ہوکر امام نے خطبہ پڑہا خطبۂ اولی ختم کرکے جلسہ کیا
مگر اور خطیبون کے جلسے سے جسکی سرعت ضرب المثل ہے یہ جلسہ بہت طویل تھا۔ جلسے کے وقت
امام کے خادمون مین سے چند گمراہ صفون کو چیرتے اور کاندہون پر سے کودتے ہوے امام کے واسطے
بھیک مانگنے حاضرین کے سامنے آئے۔ کسی نے چادر۔ کسی نے عمامہ۔ کسی نے نفیس کپڑے
بعض نے چاندی کے ٹکڑے۔ اور اکثر نے سونے کے دینار وغیرہ اُن لوگونکے نذر کئے۔ عورتون نے
بہت سے پازیب اور انگوٹھیان پیش کین جسکو استطاعت تھی اُسنے کورے کپڑے کا ٹکڑا دیکر نجات
پائی۔ غرضکہ اس کسب ناجائز سے امام کے سامنے ایک انبار جمع ہوگیا۔ امام اتنی دیر تک منبر پر
بیٹھا ہوا کن انکھیون سے اس تحصیل زر کو دیکھتا رہا۔ اور طمع مال کی افزونی کی اُمید مین اسقدر تاخیر کی
کہ نماز قضا ہونے کا وقت قریب آگیا بعض اہل دین اس تاخیر سے برہم ہوکر چلانے لگے اور ادای نماز کی
تاکید کی لیکن امام اُنکی طرف متوجہ نہین ہوا اور اہل تحصیل کے ہاتھونکی طرف دیکھتا رہا۔ اُسکے چہرے پر
اُسوقت حیا کا نام نہتا۔ تحصیل سے فارغ ہوکر خطبہ پورا کرکے نماز پڑہائی۔ بعد نماز اہل دین نے
بہت افسوس کیا اور چشم پُرآب مکانونکو واپس آئے۔

آج شام کو روضۂ مقدس سے رخصت ہونے کا وقت ہے۔ یہ رخصت کیا ہے گویا جان کا وداع کرنا ہے
اس وداع کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہے۔ اور حواس گم ہین۔ مفارقت کے ارادے سے جگر ٹکڑے
ہوا جاتا ہے اور آنکھین پرنم ہین۔ ہر ذی شعور خیال کرسکتا ہے کہ ایسے مقام کی جدائی جہان سید الاولین
والآخرین۔ امام المرسلین خاتم النبیین۔ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہون
کیسی سخت اور دشوار ہے۔ ایسی جدائی کے صدمے سے دلکا پانی پانی ہوکر بہنا اور ہوش و حواس کا

جاتا رہنا کچھ بعید نہیں ہے۔ ہزار افسوس اُس حسرت زدہ پر جسکا دست شوق اس مقام کی جناب دامن کشان اور پنجۂ تمنا جدائی کی طرف گریبان گیر ہو۔ ایسی حالت مین نہ مجال اقامت ہے اور نہ یارائے صبر مفارقت ہے۔ بلکہ یہ بیت حسب حال ہے۔

مجتی تقتضی مقامی ۔۔۔ ومالتی تقتضی الرحیلا

دل نمیخواہد کہ برخیزم ز درگاہ تو زود ۔۔۔ لیک چون سازم سرمن لائق کویت نبود

اللہ تعالی ہمین اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی برکت سے منزل مبارک کو پہنچائے اور قیامت کے دن اُسکی شفاعت سے سرفراز کرے۔ اور اُسکے جوار رحمت مین مقام خاص عطا فرمائے کیونکہ وہ اپنے بندون پر مہربان اور رحیم ہے۔ ہمارا قیام مدینہ منورہ مین پانچ روز رہا۔ پیر کو حاضر ہوے اور جمعہ کو رخصت ہوے۔

مدینۂ منورہ سے عراق کا سفر

آٹھوین محرم کو (۲۱ اپریل) ہفتہ کے دن ایک پھر دن چڑھے ہمارا قافلہ مدینۂ منورہ سے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ یہانسے تین روز کا پانی ہمراہ لیا۔ تیسرے روز یعنی پیر کے دن وادی عروس مین مقام ہوا۔ یہان کنوان کھود کر پانی نکالا۔ صاف اور شیرین پانی اس کثرت سے نکلا کہ کل قافلے کے بیشمار انسان اور حیوانون کو سیراب کر دیا۔ اب یہانسے بیابان نجد شروع ہوا۔ اور زمین تہامہ پیچھے رہگئی۔ نجد کی ہوا دماغون مین راحت اور نفسونمین سرور پیدا کرنے لگی۔ ہوا کی خنکی اور سبکی جسمو کو آرام دینے لگی۔ یہانسے ایک کشادہ میدان مین راہ ہوچکے اطراف تک نظر کا پہنچنا دشوار ہے۔ منگل کے دن ماء العسیلہ پر مقام ہوا۔ یہانسے چلکر بدھ کے دن نقرہ مین قیام کیا

یہان کنوین اور پانی کے بہت سے خزانے بڑے بڑے حوضونکی طرح ہین۔ ایک حوض بارش کے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ سب قافلے نے وہی صرف کیا اور پانی بہتیرا ہمارے قافلے کا پیا جاتا ہے کہ آدہی رات کو چلکر پھر دن چڑھے ٹھہرتا ہے اور ظہر کے بعد کوچ کرکے عشا کے وقت قیام کرتا ہے۔ ۱۳ر محرم کو جمعرات کے دن مقام قروری مین ہمارا قیام ہوا یہان بارش کا پانی چھ بچے اور گولونمین بھرا ہوا ملا۔ یہ جگہ بیابان نجد کا وسط ہی۔ زمین نہایت کشادہ اور سبزہ زار ہے ہوا مین اعتدال اور گوارائی ہے۔ یہانکی خاک بہت پاکیزہ اور فضا خوشنما ہی اور موسم صحت بدن اور قوت نفس کے واسطے بہت مفید ہی۔ نجد مین اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہین ہے۔ اور اسکی تعریف مین تقریر کو گنجائش نہین ہی۔ جمعرات کی صبح کو حاجر مین ٹھہرے یہان بھی چھ بچے نمین پانی بھرا ہوا ملا۔ کچھ گڑھے بھی کھود کر پانی نکالا۔ ان گڑھون کو خواحفار کہتے ہین (حفر واحد ہے) ہمین اس راہ مین پانی کا خوف تھا خصوصًا ایسے مجمع انسان وحیوان کے واسطے کہ اگر دریا پر بھی ٹھہرے تو سب پانی ختم کردے مگر اللہ تعالی کے کرم سے اس نواح مین ایسی بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے۔ اور جنگل مین جابجا پانی جاری ہے۔ آج ہمین دو وادی پانی سے بھرے ہوے ملے۔ تالاب اور جھیلون کا تو کوئی شمار نہین ہے۔ جمعہ کے دن صبح کو مقام بسیرہ مین قیام ہوا یہ ایک آبادگانون ہی اسکے میدانمین ایک گڑھے مین بہت سے آدمی آباد ہین بستی مین کنوین بہت ہین مگر پانی کھاری ہے۔ تالاب اور جھیلین بھی ہین۔ یہانکے باشندے دودھ گھی اور گوشت وغیرہ فروخت کو لائے خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا۔ مگر یہ لوگ تمام اشیا کو کپڑے کے عوض بیچتے ہین۔ اسلئے بدویونکے مشورے کے موافق اُنکے لئے یہ سامان ہمراہ لاے تھے

کی صبح کو ہمارا قیام جبل المخروق پر ہوا یہ پہاڑ صاف میدان مین ہی۔ اور اُسکی چوٹی پر ایک وار پا سوراخ ہے اُسمین سے ہوا آتی ہے۔ یہانسے آگے ہر شکر رات کو وادی الکروش مین ہے یہان پانی نہین ملا۔ یہانسے چلکر اتوار کی صبح کو فید مین پہنچے۔ یہ ایک بہت بڑا قلعہ میدان مین واقع ہی۔ اور اُسکے گرد بطور شہر پناہ پختہ چار دیواری ہے۔ اُسمین بدوی لوگ رہتے ہین۔ انکی ذریعہ معاش حجاج کے ساتھ تجارت ہی۔ یہانپر اکثر حجاج ضرورت سے زیادہ سامان اپنے شناسان کے پاس چھوڑ جاتے ہین اور یہ مقام بغداد اور مکہ معظمہ کے وسط مین ہی۔ یہانسے کوفہ بارہ منزل ہے اور راہ بہت صاف ہی۔ پانی جابجا ملتا ہی۔ امیر العراقی اس آبادی مین اپنے ساز و سامان اور فوجی انتظام کے ساتھ داخل ہوا اسلئے کہ اُسے خوف تھا شاید بدوی حجاج کے مال مین طمع کرکے دغا سے پیش آئین بدوی اپنے اپنے مکانونسے اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے رہے مگر اُن تک رسائی کی قدرت نتھی۔ یہان آبادی مین بہت کنوین ہین اور اُنمین زمین کے چشمونسے پانی آتا ہی۔ ایک چہبچہ بارش کے پانی سے بھی بھرا ہوا ملا۔ اُسے اہل قافلہ نے ایک دم مین خشک کردیا۔

یہان قافلے والون نے دنبے اور بکریان کثرت سے خریدین۔ کوئی خیمہ یا اونٹ ایسی نتھی جس کے پاس ایک دو بکریان نہ بندھی ہون۔ بعض نے راستہ کی مدد کے واسطے اونٹ بھی خرید کئے۔ شہد۔ دودھ۔ اور گھی کا تو یہ حال تھا کہ کوئی فرد بشر ایسا نتھا جسنے بقدر حاجت اور استطاعت نہ خرید کیا ہو۔ آج بڑی خوشی کا دن ہی اسلئے یہین قیام ہوا اور سفر کی ماندگی سے افاقہ حاصل کیا۔ پیر کے دن ظہر کے بعد کوچ ہوا۔ اٹھارہوین محرم کو سگل کی صبح مقام اجفر مین پہنچے۔ یہان اس جگہ کو موضع جمیل اور ثنیۃ العذر بین کہتے ہین یہانسے

ظہر کو چلکر عشا کے وقت ایک میدان مین قیام کیا اور وہانسے آدہی رات کو کوچ کرکے بُدکی
صبح کو بزرگ رُود مین پہنچے۔ یہ جگہ ایک بیابانی زمین اور نشیب مین ہے۔ اور اسکے میدانکے چارون
طرف ریت کے ڈہیر ہین بستی خوب آباد ہے۔ آبادی کی صورت گڑہی کی سی ہے۔ اندر چھوٹے چھوٹے
مکانات ہین۔ اُنکو یہان والے قصر کہتے ہین۔ کنوؤن کا پانی کہارا ہے۔ بیسوین محرم کو اسی
جمعرات کے روز ثعلبیہ مین قیام کیا۔ یہان ایک ویران گڑہی پڑی ہے۔ اُسکے سامنے بارش کے
پانی سے بہرا ہوا ایک بہت بڑا حوض ہے اور حوض کے تین طرف اندر اُترنے کی سیڑہیان
ہین۔ اس پانی سے کل قافلہ سیراب ہوا۔ دہات کے لوگ کثرت سے دُنبے۔ گھی۔ دودہ اور اونٹ
واسطے چارہ وغیرہ فروخت کرنے لائے۔ اُنکی وجہ سے ایک بڑا بازار قائم ہوگیا۔ یہان
پانی بھرنے کے واسطے اسقدر ازدحام ہوا کہ سات آدمی پانو نسے کچل کر اور پانی مین گر کر مر گئے
اللہ تعالی اُنکی مغفرت فرمائے۔ یہانسے کوفہ تک صرف تین منزلونمین پانی کی کثرت ہے۔ ایک زُبالہ
دوسری واقصہ تیسرے خفرات۔ ان منزلونکے درمیانمین بھی پانی ملتا ہے مگر قافلے کے واسطے کافی نہین ہے
اور ان تینون منزلونمین اسقدر پانی ہے کہ کل قافلہ اور تمام اونٹ بخوبی سیراب ہو سکتے ہین۔ جمعہ کے دن
برکۃ الحجوم مین ٹھہرے۔ یہان راستہ کے کنارے اونچے ٹیلے کی طرح ایک قبر ہے اس راہ سے
جو شخص جاتا ہے اُس ٹیلے پر ضرور پتھر پھینکتا ہے۔ کہتے ہین یہ کسی بادشاہ کی قبر ہے اُسکو یہان سنگسار کیا تھا
یہان بدوؤنکے بہت سے مکان ہین وہ کھانے پینے کی چیزین قافلے مین فروخت کو لائے۔ اسجگہ پانی کا ایک حوض
بھی ہے اور اُسکے کنارے پر پانی گرنے کے واسطے چہ بچہ بنا ہوا ہے۔ اُسمین بہت اونچے سے پانی
گرتا ہے۔ یہ تعمیر بہت مستحکم اور استوار ہے۔ غالبًا صرف کثیر مین تیار ہوئی ہوگی۔ وہ حوض بارش کے

پانی سے لبریز تہا۔ تمام قافلہ اس پانی سے سیراب ہوا۔ بغداسے مکہ معظمہ تک تمام منزلون
مین حوضین۔ تالاب اور کنوین زبیدہ بنت جعفر بن منصور ہارون الرشید کی بی بی
بنوائے ہوے ہین اُسنے اپنی حیات مین حجاج کے آرام کے واسطے یہ سب سامان مہیا کئے
تھے۔ اگر یہ چیزین نہوتین تو اس راہ سے کوئی سفر نہ کرتا۔ ہفتہ کی صبح کو ہمارا قافلہ شقوق
مین پہنچا۔ یہان میٹھے پانی سے بھرے ہوے دو حوض ملے۔ لوگون نے یہانسے پانی
بھرلیا اور پانی کی افراط کی ہمراہیونکو خوشخبری دینے لگے۔ اُنمین سے ایک حوض اسقدر بڑا ہے
کہ اچہا تیراک مشکل سے اُسکو عبور کرسکتا ہے اور دو قامت سے زیادہ گہرا ہے۔ اس پانی مین
اکثر آدمی تیرے اور غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دہوئے۔ آج یوم راحت یعنی قیام کا دن ہے
اس راستہ کے مسافرونپر اللہ تعالی کی اسقدر رحمت ہے کہ اگر حج کو جاتے وقت ان حوضون
اور چہ سچونمین پانی نہین رہتا ہے تو باران رحمت سے تمام حوض اور تالاب لبریز ہوجاتے ہین تاکہ
قافلون کو واپسی کے وقت آرام دین۔ اسجگہ سے روانہ ہوکر موضع ثنا نیز مین رات بسر کی
یہان بھی حوض پانی سے بھرے ہوے تھے۔ تیئسوین محرم کو اتوار کی صبح ہمارا قافلہ زُبالہ
مین سے ہوکر گزرا۔ یہ بستی خوب آباد ہے۔ بدویونکے مکانون مین ایک پختہ چونے کا مکان بنا
ہوا ہے۔ پانی کی حوض اور کنوین بھی ہین۔ یہ جگہ اس راہ کے مشہور مقامونمین سے ہے۔ یہانسے
تھوڑا دور آگے ہیثمین مین قافلہ ٹھہرا۔ پانی کے حوض یہان بھی بھرے ہوے ملے۔ اللہ تعالی
کے کرم سے اس راہ مین کسی دن پانی نہ ملنے کا موقع نہین آیا۔ پیر کی شب مین ایک مقام پر
پانی کے کنارے قیام ہوا۔ اور رات ہی مین اہل قافلہ نے پانی بھرلیا۔ یہانسے عقبۃ الشیطان

قریب ہے۔ صبح کو اس گہاتی سے قافلہ گزرا۔ یہ عقبہ کچھ بہت دشوار گزار نہین ہے۔ لیکن چونکہ اس راہ مین اس مقام سے زیادہ کوئی سخت جگہ نہین ہے۔ اسلئے شہرت ہوگئی ہے یہانسے آگے بڑھکر قافلہ ٹھہرا۔ اگر پانی کے حوض خالی ملے۔ راہ مین ہر جگہ پانی کے حوض ہین بعد ہمنے جسقدر حوض دیکھے اُنکے کنارے قصر یعنی بدویونکی قطع کے مکان بنے ہوئے پائے۔ اللہ تعالی اُس بنانے والے کو اجر عظیم عطا فرمائے جسکو مسافرونکی آسائش کا اسقدر پاس و لحاظ تھا۔ منگل کی صبح کو واقصہ پہنچے۔ یہ جگہ کشادہ میدان مین ہے۔ مگر زمین نشیبی ہے۔ پانی کے حوض لبالب بھرے ہوئے ہین حوضونکے قریب ایک بہت بڑا قصر ہے۔ یہان سب بدوی رہتے ہین اسجگہ سے کوفہ تک سوائے **مشارع ما الفرات** کے اور کوئی مشہور منزل نہین ہے۔ کوفہ یہانسے تین دنکے راہ پر ہے یہان اکثر اہل کوفہ حجاج سے آکر ملے اور اُنکے واسطے کھجورین۔ آٹا۔ اور روٹی سالن وغیرہ لائے بعض کو صحت و سلامتی کی مبارکبادی دی۔ بدہ کی رات مقام **کوزہ** مین قیام ہوا۔ یہان پانی سے بھرا ہوا ایک بڑا حوض ملا۔ سب نے نیا پانی بھر لیا اور اونٹونکو پلایا۔ یہانسے چلکر **موضع قرعا** پر گذر ہوا۔ یہان بھی ایک بڑا حوض دیکھا۔ اُسکے قریب چھ خزانے چھوٹے چھوٹے حوضون کی طرح ہین اُنمین سے بڑے حوض مین پانی آتا ہے۔ اور بڑے حوض ہی مین سب لوگ پانی بھرتے ہین اس راہ مین حوضون کی یہ کثرت ہے کہ اُنکے انضباط اور شمار کی کتاب مین گنجائش نہین ہے جمعرات کی شب کو ایک جگہ بہت بڑے حوضونکے کنارے آرام کیا۔ صبح کو **منارۃ الحرون** مین ٹھہرے۔ یہان بیابان مین عمود کی شکل اینٹونکا بنا ہوا ایک مینار ہے۔ کوئی اور عمارت اُسکے قریب نہین ہے مینار مین چھل اور مشت چھل خاتم بندی کی ہوئی ہے عجیب بات یہ ہے کہ اسکے

مینار پر ہرن کے سینگ نصب ہین - دور سے سیہی کی پیٹہ کی طرح چمکتا ہی - اسکے متعلق کچھ
ایسی بے سر و پا روایتین بیان کیجاتی ہین کہ کوئی ٹھیک بات سمجھ مین نہین آتی - اس مینار سے
تھوڑے فاصلے پر چونے کا پختہ قصر ہے اور اُسکے دو بُرج ہین - سامنے پانی سے بھرا ہوا
ایک بڑا حوض ہی - شام کے قریب **وادی العُذَیب** مین گذر ہوا - یہ میدان نہایت سرسبز
اور خوش منظر ہی - وسط مین ایک عمارت ہی اور اُسکے چار و نطرف سبزہ زار ہے - کہیں کہیں
مقام **بارِق** یہانسے قریب ہی یہانسے آگے بڑہکر رُحبہ مین پہنچے - اسجگہ بکثرت عمارتین
ہین - آبادی کے متصل پانی کا ایک چشمہ جاری ہے - اس بستی سے تین میل آگے قافلہ ٹھہرا
اور وہانسے آدہی رات کو کوچ کیا راہ مین **قادسیہ** پر گذر ہوا - یہ ایک بڑا گاؤن ہے
خرمے کے بہت باغ ہین اور نہر فرات کے چشمے جابجا جاری ہین - جمعہ کی صبح کو نجف مین
گذر ہوا - نجف حوالیِ کوفہ مین سے ایک مقام ہی گویا کوفہ اور بیابان کے درمیان ایک حد ہے
اسکی زمین نہایت سخت اور سنگلاخ ہے - مگر میدان بہت کشادہ اور دلچسپ ہے - یہانسے چلکر
۲۸ محرم کو جمعہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت کوفہ مین داخل ہوئے -

حالات شہر کوفہ

یہ شہر بہت بڑا اور آبادی بہت پُرانی ہے - ویرانی نے زیادہ تصرف کیا ہی - ویران
عمارتین آباد سے زائد ہین - اسکی ویرانی کا باعث زیادہ تر قبیلہ خفاجہ کے لوگ ہین
یہ لوگ شہر کے آس پاس کثرت سے رہتے ہین اور رات دن لوٹ مار کرتے ہین - اکثر مکانات
یہان اینٹ کے ہین - آبادی کی چار دیواری نہین ہے - مسجد جامع آبادی کے آخر مین شرقی

کی جانب واقع ہے۔ پھر اُس سے اُوپر کوئی عمارت نہیں ہے۔ مسجد نہایت پرانی اور مضبوط ہے
قبلہ کی جانب پانچ درجہ کا دالان ہے اور باقی سمتونمیں دو ہرے دالان ہیں۔ دالان پتھر کے بلند
ستونوں پر قائم ہیں اور ستونونکے ٹکڑے سیسے جوڑے ہیں ہمنے آجتک اسقدر بلند ستون اور
ایسی اونچی چھت نہیں دیکھی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان ستونوں پر بھی محرابیں بنی ہیں
اس مسجد میں بہت سے متبرک مقامات ہیں۔ محراب کے سامنے قبلہ رو کھڑے ہوں تو داہنی طرف
ایک مکان ہے۔ کہتے ہیں یہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ یہاں سیاہ پردہ پڑا
ہوا ہے۔ اور خطبۂ جمعہ کے واسطے امام اسی مکان سے سیاہ لباس میں برآمد ہوا۔ لوگ اُس مکان کے
اندر تبرکاً نماز پڑھتے ہیں۔ اس مکان کے قریب ایک محراب کی گرد ساگ[1] کی لکڑی کا کٹہرا لگا ہوا ہے
گویا ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ یہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نماز کی جگہ ہے۔ اسی مقام پر
آپکو عبدالرحمن ابن ملجم نے تلوار سے شہید کیا تھا۔ یہاں بھی لوگ نماز کے واسطے حاضر ہوتے ہیں
اور رو رو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ قبلہ رو اور غربی دالان کے آخری کونے میں اسیطرح کا ایک
لکڑی کے کٹہرے کے اندر اور مکان ہے۔ کہتے ہیں یہ جگہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفانی
مخمج یعنی جاے فَارَ التَّنُّور ہے۔ اس مکان کی پشت پر بیرون مسجد حضرت نوح علیہ السلام کے
رہنے کا مکان ہے اور اُسکے برابر حضرت ادریس علیہ السلام کی عبادت گاہ ہے۔ ان مکانوں کے
سامنے مسجد کی قبلہ رو دیوار کے نیچے ایک میدان ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام
نے اسجگہ کشتی بنائی تھی۔ اس میدان کے آخر میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا مکان ہے

[1] شاید ساگون سے مراد ہو۔

اُسی مکان میں اُنکو غسل دیا تھا اُسکی برابر ایک اور مکان ہے جسکو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا مکان کہتے ہیں۔ ہمنے پُرانے آدمیوں سے ان مقامات کے حال دریافت کرکے لکھے ہیں صحت حالات سے خدائے کریم واقف ہے۔ مسجد کے شرق میں ایک بلندی پر چھوٹے سے مکان میں حضرت **مسلم بن عقیل** رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ مسجد کے سامنے تھوڑے فاصلے پر بڑے بڑے تین حوض ہیں۔ اُنمیں نہر فرات کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اور اہل شہر کے صرف میں آتا ہے شہر سے تین میل غرب کی جانب حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کے اسم مبارک سے ایک عالیشان مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت اُسجگہ ہے جہاں وہ ناقہ بیٹھ گیا تھا جسپر نعش مقدس کو کفنا رکھدیا تھا۔ بعض اس مقام پر قبر شریف بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس متقدس مقام کی زیارت کی ہمکو مہلت نہیں ملی اسلئے کہ ہم صرف ایک رات کوفہ میں رہے۔

ہفتہ کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر ظہر کے قریب ایک نہر کے کنارے ٹھہرے۔ یہ نہر فرات سے نکلی ہے اور فرات کوفہ سے ڈیڑھ میل مشرق کی جانب ہے۔ شہر کی اس سمت میں تمام باغات بھرے ہوئے ہیں جہانتک نظر جاتی ہے سبزہ نظر آتا ہے۔ یہانسے آگے بڑھکر شب کو حِلّہ کے قریب ٹھہرے تیئیسویں محرم کو اتوار کی صبح کو حِلّہ میں پہنچے۔

حالات شہر حِلّہ

یہ شہر بہت بڑا اور پُرانی قطع کا ہے۔ آبادی فرات کے شرقی کنارہ پر دور تک لمبی چلی گئی ہے شہر کے گرد مٹی کی ایک پُرانی دیوار بھی ہے۔ بازار بہت آباد ہے۔ ہر قسم کی ضرورت کی چیزیں اور ہر طرح کی صنعت کا سامان میسر آتا ہے۔ عمارات اور باغات بکثرت ہیں۔ شہر کے اندر

اور باہر چارو نطرف باغ ہی باغ نظر آتے ہین اور عمونکے بیچ مین رہنے کے مکان بنے ہوے ہین آدمی بہت کثرت سے آباد ہین شہر کے نیچے بڑی بڑی کشتیونسے فرات کا پل باندہا ہے کشتیونکے دونو نطرف کے سرے موٹی موٹی زنجیرونسے آپسمین جکڑے ہوے ہین اور زنجیرونکے سرے دونون کنارونپر موٹی موٹی لکڑیان گاڑکر انمین باندہ دیے ہین۔ پل کی وسعت اور استحکام سے ثابت ہوتا ہی کہ بڑی کوشش اور صرف کثیر سے تیار ہوا ہوگا یہ پل خلیفہ کے حکم سے حجاج کی آسائش کے واسطے بنا ہی۔ ورنہ اس سے قبل کشتیون پر عبور کیا کرتے تھے جس میں خلفا حج کو جایا کرتے تھے یہ پل نتہا۔

اتوار کے روز ظہر کے وقت ہمنے اس پل پر سے عبور کیا اور فرات کے کنارے شہر سے تین میل قافلہ ٹھہرا۔ اس دریا کا پانی اپنے نام کے موافق بہت شیرین اور ہلکا ہی۔ پاٹ بہت بڑا اور پانی گہرا ہی دونون کنارونپر کشتیان بکثرت آتی جاتی ہین۔ یہانسے بغداد تک راہ نہایت صاف اور ہموار ہے راستے کے دونون جانب آبادیان کثرت سے ملتی ہین اور نہر فرات کی شاخین چارونطرف جاری ہین۔ ہر طرف سبزہ زار نظر آتا ہے۔ اس سرسبزی اور تازگی سے نظر کو لطف اور طبیعت کو راحت ہوتی ہی۔ بڑے شکر کی جگہ ہی کہ اس خوبی اور لطافت کے ساتھ یہ راہ بیخوف و خطر بھی ہی۔

حالات ماہ صفر ۵۸۰ھ

۱۳ مئی کو پیر کی شب مین چاند نظر آیا۔ اس رات مین ہم فرات کے کنارے شہر حلہ کے سامنے مقیم رہے پیر کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر نیل نامی نہر کے پل سے عبور کیا۔ یہ نہر بھی فرات کی شاخون مین سے ہے پل پر آدمیونکا بڑا ہجوم تھا بہت سے آدمی اور جانور پانی مین ڈوب گئے۔ ہم بھیڑ چھٹنے تک ادہر

اُدہر ٹہلتے رہے اور آرام لیتے رہے جب مجمع کم ہوگیا تو آرام کے ساتہ بعافیت تمام پار اُترے۔
یہانسے قافلے کی رفتار نہایت معتدل اور مسلسل ہے۔ آگے پیچہے دور تک قطارین پھیلی
ہوئی ہین کچہ لوگ آگے۔ کچہ درمیانمین اور کچہ پیچہے ہین۔ پچھلونکو درمیانی گروہ پر اور درمیانی گروہ کو
آگے والون پر سبقت کی ضرورت نہین ہے۔ اسلیئے کہ اب راستے کا خوف سبکے دلونسے کم ہوگیا
جہان چاہتے ہین اُترکر آرام و استراحت کرتے ہین پہلے ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ کوچ کے نقارے
کی آواز سُنتے ہی دلونمین لرزہ پیدا ہوجاتا تھا۔ ہر ایک کو روانگی کی عجلت اور سب سے اول مقام پر
پہنچنے کا اضطراب بڑہجاتا تھا۔ بعض خواب مین نقارے کی آواز سُنکر سوتے سے چونک پڑتے
اب اسطرفسے بالکل اطمینان ہوگیا اسواسطے کہ امیر الحاج حلّہ مین ٹھہر گئے۔ تین روز یہان رہکر خلیفہ کی
خدمت مین حاضر ہونگے۔ یہ مقام اُنکا دار الحکومت ہے۔ حجاج کے ساتہ مراعات مہربانی اور اُنکی حفاظت
نگہبانی مین یہ امیر بے مثل ہے۔ اُنکے اخلاق اور تواضع قابل ستائش ہین۔ اللہ تعالی اُن کو اس
نیک نیتی کا اجر عطا کرے اور مسلمانونکو اُنکے ہاتہ سے نفع پہنچائے۔ اس راہ مین نہر اور پلون کی
یہ کثرت ہے کہ کوئی میل ایسا نہین گذرتا جسمین ایک دو پلونکو عبور نکرنا پڑے۔ یہ سب نہرین فرات
نکلی ہین۔ بعض پلونکے قریب خیمے استادہ ہین خلیفہ کی طرفسے راہ کی حفاظت کے واسطے
جو سپاہی مامور ہین وہ اُنمین رہتے ہین اور رات دن حجاج کی حفاظت کرتے ہین کسی سے ایک
پیسہ طلب نہین کرتے۔ اس راہ مین قافلے کے منتشر اور دور دور چلنے کا ایک یہ بھی سبب ہے
اگر استعداد مجمع کسی پُل پر پہنچ جائے تو بار اُترنا دشوار ہوجائے اور سب ایک دوسرے پر گرکر ڈہیر
ہوجائین۔ آج عصر کے وقت موضع قنطرہ مین قافلے کا قیام ہوا۔ یہ مقام بہت کشادہ اور چار و نظر

نہرین جاری ہین - ہر قسم کے میوے کے سرسبز و شاداب درخت ہین - دور تک سایہ ہی سایہ نظر آتا ہے - غرضکہ نہایت خوبصورت اور خوش منظر مقام ہے - یہان بھی فرات کی شاخون سے ایک نہر پر پل بندہا ہوا ہے - پل بیچ مین بلند ہے - اسطرف سے چڑہکر اُسطرف کو اُترتے ہین اسی پل کی وجہ سے گاؤن کا نام قنطرہ ہے - اِس جگہ کو حصن بشیر بھی کہتے ہین - ہمنے یہان اس زمانہ مین جو کے کھیت کٹتے ہوے دیکھے - دوسری صفر منگل کی صبح کو یہانسے کوچ ہوا اور دوپہر کے وقت فراشہ مین آرام کیا - اس گاؤن مین عمارتونکی کثرت ہی - آبادی کے بیچ مین ایک نہر جاری ہے اور بستی کی چار و نطرف سبزہ زار ہے - حلّہ سے بغداد تک جسقدر بستیان ہین ایسی ہی قریب اور خوش منظر ہین - یہان آبادی مین ایک بڑی سرائے بھی ہی - اُسکی دیوار بہت بلند ہے اور اُوپر چھوٹے چھوٹے کنگورے ہین یہانسے چلکر شام کو قصبہ زرزیران مین مقام کیا - یہ آبادی وسعت - کشادگی - اور حُسن و خوبی مین دنیا کی اکثر آبادیونسے ممتاز ہی پھولے باغات اور کھجور کے درختونکی افراط ہی - اور جگہ کے بازارونسے یہانکا بازار بارونق اور وسیع ہے یہانکی سرسبزی کا اس امر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی کہ اُسکے شرقی حصّہ کی دجلہ اور غربی حصّہ کی فرات سے آبپاشی ہوتی ہے - اور وہ دونون نہرونکے درمیان مین دُھلن کیطرح جلوہ گر ہے اِن دونون نہرونکے درمیان مین کھیتیان اور گاؤن بہت قریب قریب واقع ہین آبادی کے سامنے شرق کی جانب ایوان کسریٰ ہے اور اُس سے آگے تھوڑی فاصلہ پر شہر مدائن ہے ایوان کسریٰ نہایت بلند اور بہت سفید ہی - اُسکے بعض مکانات ہنوز باقی ہین - ہمنے اس عمارت کو ایک میل کے فاصلے سے بہت بلند اور چمکتا ہوا دیکھا - مدائن کے ویرانے سے بڑی

صبح کو گذر ہوا۔ یہ جگہ گو بالکل برباد اور ویران پڑی ہے۔ مگر اسکا عرض وطول دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے۔ اس قصبہ کی شرافت کا ایک اور باعث ہی۔ یہانسے ڈیڑھ میل شرق کی جانب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اس فیضہ کی وجہ سے یہانکی خاک اور زمینوں سے شرف واختصاص حاصل ہی۔ مزار شریف دجلہ کے اُس پار اور اس قصبہ کی آبادی اِس پار ہے اور یہانسے بغداد پورا ایک منزل ہے۔ ہم سُنا کرتے تھے کہ بغداد کی ہوا نفس مین سرور اور قلب مین انبساط پیدا کرتی ہی۔ جو مسافر یا غریب الوطن وہان پہنچتا ہی اُسکے دماغ مین سوائے بخوش طرب کے اور کوئی خیال نہین رہتا۔ اسکی آج ہمین تصدیق ہوی۔ جون ہی ہم اس آبادی مین جو بغداد سے ایک منزل درے ہے داخل ہوے اور یہان کی سبک ہوا اور ٹھنڈے پانی سے سوزش تشنگی کو بجھایا تو باوجود زحمت مسافرت اپنی طبیعتون مین ایسے سامان طرب مہیا پائے جیسے کسی غربت زدہ کو سفر دور دراز سے اپنے وطن مین پہنچکر حاصل ہوسکتے ہین۔ جوش طرب نے دل کو ایسا گدگدایا کہ ایام جوانی کے جلسے اور احباب کی صحبتون کا سماں یاد آگیا۔ جب ایک مسافر غریب الوطن کا یہ حال ہی تو یہانکے باشندونکا کیا حال ہوگا جو اپنے اہل وعیال کی ملاقات کے مشتاق ہین

سقی اللہ باب الطاق صوب غمامۃ ورد الی الاوطان کل غریب

(اللہ تعالی باب الطاق کو ہمیشہ ابر کرم سے سیراب رکھے اور ہر مسافر کو اپنے وطن مین پہنچادے)

الغرض تیسری صفر بدھ کی صبح کو یہانسے روانہ ہوکر مدائن کے ویرانون پر سے گذرتے ہوے صرصر مین پہنچے۔ یہ بستی بھی زریران کی طرح خوبصورت ہی۔ آبادی کے قبلہ کی سمت مین فرات کی شاخون مین سے ایک نہر جاری ہی۔ نہر پر کشتیونکا ایک بڑا پل ہی۔ اور حلہ کے پل کی طرح کشتیان

بھی موٹی موٹی زنجیر دونسے جکڑی ہوی ہین۔ پل کو عبور کرکے بستی کی قریب تھوڑی دیر قیام کیا۔ یہانسے
بغداد تین فرسخ یا نو میل ہے۔ آبادی مین بازار بہت آباد اور پُر رونق ہے۔ ایک نو تعمیر اور وسیع
جامع مسجد بھی بنی ہے۔ الغرض یہ آبادی بھی خوشنما اور پر فضا بستیون سے ہے دجلہ اور فرات
دونون نہرین شہرت کی باعث محتاج توصیف نہین ہین۔ دونون شمال سے جنوب کو بہتی ہین۔
واسط اور بصرہ کے درمیان مین باہم ملکر سمندر مین گرتی ہین۔ اسیطرح نیل بھی فیض و برکت مین
ان دونون نہرون کا گویا بڑا بھائی ہے۔ یہان ظہر سے پہلے روانہ ہوکر عصر کے قریب بغداد مین
پہنچے۔ شہر مین داخل ہوتے وقت اسقدر سبزہ زار اور باغات دیکھنے مین آئے جنکی تعریف بیانسے باہر ہے

حالات مدینۃ الاسلام بغداد

اس شہر کی آبادی بہت قدیم ہے۔ مگر کثرت حوادث نے تباہ کر رکھا ہے۔ اگر خلفاے عباسیہ کا
دارالخلافت نہوتا تو اب تک بجز نام کے نشان بھی باقی نرہتا۔ حوادث سے قبل یہانکی رونق قابل دید تھی
اور اسکا ثبوت منہدم عمارتین زبان حال سے دے رہی ہین۔ اب اُسکی ایسی حالت نہین ہے
کہ کسی مقام پر متعجبانہ نظر ڈالی جائے یا کوئی چیز انسان کی توجہ کو اپنی طرف مائل کرے۔ البتہ دریاے
دجلہ جو شرقی اور غربی بغداد کے بیچ مین جاری ہے ہزارون حسن پیدا کرتا ہے۔ دریا نہین بلکہ گویا
مین آئینہ لگا ہوا ہے یا کسی کے حسین گلے مین موتیونکا ہار پڑا ہوا ہے۔ یہ دریا اس شہر کو تر و تازہ
رکھتا ہے۔ شہر مین سے دریا صاف آئینہ کی طرح نظر آتا ہے۔ اُسکی آب و ہوا سے نشاط پیدا ہوتی ہے
اسی لیے یہانکی آب و ہوا طرب انگیز مشہور ہے۔ اور ہر ذی حیات اُسکے فساد سے مجبور ہے۔ مگر جسکو
خالخوار کھے وہ بچ سکتا ہے۔ باشندگان شہر عجب و غرور کے متوالے اور نشۂ نخوت سے سرمست ہین

ظاہری تواضع پر مرتے ہین۔ غریبونسے ترش روئی سے پیش آتے ہین مسافرونکو حقیر جانتے ہین۔ ہر ایک کی تعریف سنکر بُرا مانتے ہین۔ ہر شخص کا اپنے ذہن مین یہ عقیدہ ہی کہ ہمارے شہر کا مثل دوسرا شہر آباد ہونا دشوار ہے۔ وہ بجز اپنے شہر کے کسی شہر کو اچھا نہین جانتے گویا اُنکے نزدیک خدا کی خدائی مین نہ اُنکے شہر کے سوا کوئی شہر ہے اور نہ اُنکی ذات کے سوا کوئی بندہ ہے۔ لباس کا دامن غرور سے زمین پر گھسیٹتے چلتے ہین اور حکم الٰہی کی مخالفت سے نہین شرماتے۔ شاید اُنکے نزدیک عید لباس کو خاک آلودہ کرنا سرمایۂ افتخار ہے۔ یہ نہین جانتے کہ حدیث شریف کے موافق اسکا انجام عذاب دوزخ ہے۔ زر کی خرید و فروخت فرض ہوتی ہے اور کوئی حکم الٰہی کی بجا آوری نہین کرتا۔ یہان کوئی دینار ایسا نہین ہے کہ قرض نہ لیا گیا ہو اور کم تولنے والونکے ہاتھون مین نہ گیا ہو۔ یہان نہ کوئی شخص صاحب عصمت ہوسکتا ہی اور نہ کوئی دکاندار سورۃ التطفیف کی وعید سے محفوظ رہ سکتا ہی۔ اس روش کو وہ بُرا نہین جانتے گویا یہ فرقہ حضرت **شعیب** علیہ السلام کی قوم کے باقی ماندہ اصحاب مدین مین سے ہی غریب الوطن اُنکے نزدیک قابل رحم نہین ہے۔ کوئی شخص اس آبادی مین ایسا نہین کہ نفاق سے پاک ہو یا کسی حاجتہ ایک تنکے کا بھی احسان کرے۔ گویا سب نے اتفاق کرکے ایک ہی طرز اختیار کرلی ہی۔ اُنکی طرز معاشرت کی بُرائی نے یہانکی آب و ہوا مین بھی اثر پیدا کردیا ہے۔ اُنکے حالات سُنتے سُنتے سماعت مین بے لطفی پیدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اُسکے وبال سے بچائے مگر یہانکے واعظین اور فقہا نہایت مقبول اور پند و نصیحت مین راتدن سرگرم ہین۔ تخویف اور تحذیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے۔ گویا اُنکے انفاس کی برکت سے یہ زمین عذاب آسمانی سے محفوظ ہے اور اس

گروہ کو ملفیل مین رحمت الٰہی سب کو شامل حال ہے۔ جسکے باعث ان لوگونکے بہت سے گناہ معاف کیے جاتے ہین اور برائیان دامن عفو سے چھپائی جاتی ہین لیکن اس مقدس گروہ کی کوشش ایسے گمراہ فرقے کے ساتھ گویا سر دلوہے کو کوٹنا یا سخت پتھر سے پانی نکالنا ہے۔ کوئی جمعہ ایسا نہین ہوتا کہ مجلس وعظ منعقد نہو اور بہت سے لوگ حاضر نہون۔ ہم پہلی بار شیخ رضی الدین قزوینی امام مسجد اور مدرس مدرسہ نظامیہ کی مجلس وعظ مین شریک ہوئے۔ یہ شخص علوم دین مین اس نواح کے علما سے مشہور اور ممتاز ہے۔ پانچوین صفر کو جمعہ کے دن مدرسہ نظامیہ مین مجلس وعظ ہوی۔ واعظ جب منبر پر چڑہا قاریون نے منبر کے سامنے کرسیون پر بیٹھکر بڑی خوش الحانی سے قرات شروع کی۔ اُسکے بعد شیخ نے بہت متانت اور وقار سے خطبہ پڑہا اور علوم و فنون مین مثل تفسیر و حدیث کے گفتگو شروع کی۔ گفتگو مین ہر طرف سے علمی مسائل پر سوال ہونے لگے شیخ نے معقول جوابونسے سبکی تسکین فرمائی اور چشم زدن مین مجمع کا انقباض ظاہر نہین ہوا۔ بعض نے تحریری سوال پیش کیے اُن سب کو اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک کا جواب لکھکر حوالے کیا۔ یہ مجلس نہایت خیر و برکت کی تھی متحمل سے متحمل آدمی کے بے اختیار آنسو جاری تھے خصوصًا اختتام کے وقت تو لوگ بیقرار ہو گئے اور آنکھونسے مینہ برسانے لگے۔ چار و نطرف سے توبہ کا شور بلند ہوا۔ اکثر نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور بہت سی پیشانیونکے بال تراشے گئے۔ اسکے بعد مجلس ختم ہوئی اور جماعت منتشر ہو گئی۔ حق یہ ہے کہ شیخ کی ذات مقدس باعث رحمت اور ذریعہ نجات ہے۔ اللہ تعالے اپنے بندگان خاص کے مراتب مین افزونی کرے اور اُنکے تصدق مین اہل معصیت کو وبال اعمال سے بچائے۔

دوسرے جمعہ کو بھی اس شیخ کی ایک اور مجلس وعظ دیکھنے میں آئی۔ اس مجلس میں امام صدر الدین زاہد حجندی رئیس الائمہ شافعیہ بھی تشریف لائے تھے۔ انکی جلو میں کچھ فوجی افسر بھی آئے امام کے اوصاف جمیلہ مشہور و معروف ہیں۔ اور تمام اکابر و علماے دین کے پیشوا ہیں۔ انکے آنے سے لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ شیخ رضی الدین نے بڑے ذوق و شوق سے وعظ شروع کیا اور پہلی مجلس کے موافق علوم و فنون میں بہت خوبی کے ساتھ بحث کر کے مجلس کو ختم کیا۔

چھٹی تاریخ ہفتے کی صبح کو دجلے کے شرقی کنارے **باب البصلیہ** کے قریب ایک اور مجلس وعظ ہوئی۔ یہ دروازہ شہر کے شرقی حصہ کا آخری دروازہ ہے اور خلیفہ کے محل کے قریب ہے ہر ہفتہ کو یہ مجلس امام فاضل شیخ کامل فخر ابنائے زمان۔ قرۃ العین ایمان شہسوار میدان فصاحت مبارز معرکۂ بلاغت۔ رئیس الائمہ حنبلی **شیخ جمال الدین ابی الفضل بن علی الجوزی** کے وعظ کے واسطے منعقد ہوتی ہے۔ یہ شخص علوم و فنون میں یگانہ اور فہم و فراست میں فرزانہ عالم ہے نظم و نثر میں شہرۂ آفاق ہے۔ یکتائے زمان اور رشک قس و سحبان ہے جسوقت امام منبر پر بیٹھا قاریوں نے الحان طرب انگیز کے ساتھ قرأت شروع کی۔ قاریوں کی جماعت بیس آدمیوں سے زیادہ تھی۔ دو یا تین آدمی ملکر ایک آواز میں قرأت شروع کرتے تھے ایک آیت کے ختم پر دوسرے قاری فوراً شروع کر دیتے تھے۔ اسی ترتیب سے اسقدر آیات متشابہات پڑھی گئیں کہ ذہین سے ذہین آدمی سے بھی انکا شمار نہیں ہو سکا۔ اور نہ کوئی ترتیب خیال میں آئی۔ قرأت کے ختم پر امام نے خطبہ کی ابتدا کی۔ اور زبان معجز بیان سے صدف سماعت میں گوہر افشانی کرنے لگا خطبہ سے پہلے قاریوں نے جسقدر آیتیں پڑھی تھیں انکے ابتدائی الفاظ کو نہایت خوبی سے منتظم کیا تھا۔ انجام کار

خطبہ آخری آیت پر ختم ہوا حاضرین مجلس سے اگر کوئی شخص اُن آیتوں کے ترتیب وار نام بھی لینا چاہتا تو کسیطرح ممکن نتہا۔ مگر اس عالم بے بدل نے تمام آیتوں کے الفاظ کو بہت خوبی سے ایسی بلیغ عبارت کے ساتہ بے تردد منتظم کیا۔ یہ کوئی سحر نہین ہے بلکہ فضل خداوندی ہے افسوس کہ ہمارا بیان اُنکے اوصاف کے واسطے کافی نہین ہے۔ خطبہ کے بعد سلسلۂ پند و نصیحت مین کچہ ایسا حسن بیان دکہایا کہ شوق سے دل بھر گئے اور خوف سے کلیجے پگہل گئے ہر طرف سے گریہ وزاری اور آہ و بکا کا شور بلند ہوا۔ گروہ کے گروہ تائب اور خائف امام پر پروانوں کی طرح فدا ہونے لگے۔ امام کے سامنے سب نے پیشانیان جہکائین اور اُسنے اپنے ہاتہ سے پیشانی کے بال کترے۔ اور سرون پر دست شفقت پھیر کر دعائے خیر کی۔ منہی اس مجمع کو بغور دیکہا۔ سب کے چہرون سے انفعال اور ندامت کے آثار نمایان تھے۔ اور سب کے دل ہول قیامت سے خائف و ترسان تھے۔ بعض کو ایسا صدمہ ہوا کہ بیہوش ہو گئے۔ انکو ہاتہون ہاتہ امام کی خدمت مین لے گئے اور اُسنے سب پر شفقت فرمائی۔ اسی اثنا مین بعض لوگون نے مسائل مین گفتگو کی اور چاروں طرف سے نوشتے آنے لگے۔ امام نے ہر ایک کی جواب باصواب طرقہ العین مین تسکین کر دی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ مجلس نہایت نفیس اور بابرکت تہی۔ الحمد للہ کا شکر ہے کہ ہمین اُسنے ایسے شخص کی ملازمت سے سرفراز کیا جسکا ثانی تمام عالم مین ملنا دشوار ہی اور جسکے فضل و کمال کا جمادات کو بھی اقرار ہے۔ اگر اس شخص کے فیض صحبت اور برکت مجلس سے مستفید نہوتے تو ہمارا کوہ بیابانمین چلنا اور دریاؤنمین سفر کرنا بالکل بیکار تہا۔

گیارہوین تاریخ جمعرات کی صبح کو اس عالم متبحر کی ایک اور مجلس **باب بدر** کے قریب خلیفہ کے

محل کے اندر ایک میدان مین منعقد ہوی مجلس کے ایک طرف خلیفہ - اُنکی والدہ اور بیبیان
وغیرہ جہروکونمین بیٹھی ہوئی وعظ سُن رہی تہین - اور دوسری طرف تمام مخلوق کے واسطے ایک
دروازہ کھولدیا تھا اور تمام میدان مین فرش بچھا ہوا تھا - امام نے منبر پر بیٹھکر اس مقام کی تعظیم کے
باعث سیاہ چادر سر سے سرکائی اور قاریون نے منبر کے سامنے کرسیونپر بیٹھکر پڑہنے شروع کیے
پہلی مجلس کی طرح قرأت شروع کی اس مرتبہ جنے شمار کیا تو مختلف سورتونمین سے نو آیتین پڑہی
گئین - قاریونکے درد انگیز الحان سے بے اختیار آنسو بہنے لگے - قرأت کی بعد امام نے اُن سب
آیتونکے ابتدائی الفاظ ترتیب وار خطبہ کے ساتھ منتظم کرکے خطبہ پڑہنا شروع کیا - اور خطبہ کو آخری
آیت کی سب سے آخری لفظ کے ساتھ مقفی کیا - جب خطیب اس آیت شریف پر پہنچا اللہ الذی جعل
لکم اللیل لتسکنوا فیہ والنہار مبصرا ان اللہ لذو فضل علی الناس
(اللہ وہ قادر مطلق ہے جسنے تمہارے لیے رات بنائی ہے تاکہ تم اُسمین آرام کرو اور دن بنایا ہے
کہ اپنی روشنی مین تمکو سب چیزین دکھائے - بیشک اللہ تو لوگونپر بڑا ہی مہربان ہے - سورہ مومن
آیت ۶۱) اس آخری سین پر نہایت صنعت اور خوبی سے خطبہ کو تمام کیا - آج کا بیان پہلی دنسے
بھی بہتر تہا - خطبہ کے بعد خلیفہ اور اُسکے ماں کے حق مین دعا و ثنا کی - اثنا خطبہ مین خلیفہ کی ماں
ستر الاشرف اور جناب الارأف سے مخاطب کرتا تھا - اسکے بعد وعظ شروع کیا اور دوبارہ
اُن آیتونکو جو قاریون نے پڑہی تہین ترتیب وار وعظ مین شامل کیا - اس فاضل بیمثال کا تمام
بیان بغیر کسی تفکر اور تعمق کے کچہ ایسا پُر تاثیر تہا کہ آنکھونسے دریا اُمنڈ آئے - اور دلونمین جذبات
شوق جوش کرنے لگے - عقلین زائل ہوگئین اور ہوش و حواس جاتے رہے پہلو سے دل

اور دسے صبر رخصت ہوا۔ نفسو نپر کچھ ایسی حالت طاری ہوی کہ سب کی زبان پر بے اختیار توبہ جاری تھی۔ وعظ کے بیان مین چند اشعار آبدار ایک غزل کے اس خوبی سے شامل کئے کہ سامعین کے وجد و سرور مین اور بھی افزونی ہوئی۔ انھین سے آخری شعر یہ ہین۔

این فوادی اذ ابرالوجد　　این قلبی فاصحا بعد

یاسعد زدنی جوی بذکرهم　　باللہ قل لی قدیت یاسعد

(دل اب کہان ہی۔ شوق نے اُسے پگھلا دیا۔ قلب اب کہان ہی جدائی نے اُسے کھو دیا۔ اے ہمدم تجھے خدا کی قسم اور تجھپر جان قربان اُنکے ذکر سے مرے سوز و گداز کو بڑہا) ان شعرونکی اسقدر تکرار کی کہ انفعال کے آثار اُسکے چہرے سے ظاہر ہونے لگے اور دفعتہ گریہ سے آواز بند ہوگئی۔ ناچار بدحواس منبر سے اُتر آیا۔ اور سامعین کو آتش بیقراری پر تڑپتا چھوڑا۔ ہر ایک کی آنکہو سے خون کی نہر جاری تھی کوئی خاک پر لوٹتا تھا۔ کوئی چلا چلا کر روتا تھا۔ عرصہ مجلس گویا مقتل کا نمونہ تھا۔ اُسکے خوشا نصیب جس نے اس ہنگامہ کو نظر عبرت سے دیکھا۔ اللہ تعالی ہمین بھی اُسکی برکت سے فیضیاب کرے۔ اور بندگان مرحوم مین داخل فرماے۔ آخر امام نے اپنے اشعار ختم کرکے مجلس کو ہلا دیا اور اسیطرح سحر بیانی کرتا رہا ابتدا مین اس امام نے خلیفہ کی مدح مین ایک قصیدہ پڑہا تہا اُسکا یہ مطلع ہے۔

فی شغل من الغرام شاغل　　من هاجه البرق بسفح عاقل

(وہ شغل غم مین مشغول ہے جسکی عقل کو برق شوق نے زائل کر دیا۔)

اور خلیفہ کے ذکر کے وقت اسطرح گریزی ہے۔

یا کلمات اللہ کونی عوذۃ من العیون للامام الکامل

(اے اسمائے الٰہی امیر المومنین کو نظر بد سے بچانے کے لئے تم تعویذ ہو جاؤ)

واقعی بات یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف تسخیر قلوب کے اس مجموع کمالات کو عطا کئے ہین غالبًا کسی دوسرے کو عطا نہ ہوئے ہونگے۔ وہ مختار ہی جسکو چاہے اپنی عنایت کے ساتھ مخصوص فرمائے۔ ہم اس شہر مین اکثر علما کی مجلسون مین جو ہمارے مغربی علما سے بدرجہا بہتر ہین شریک ہوئے اور حرمین شریفین مین بھی بہت سے فضلا کے وعظ سنے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہی۔ مگر وہ تمام جلسے اس امام محققین کی مجلس کے مقابل بے فروغ ہین اس مجلس کے بعد انکا تذکرہ محض بیفائدہ ہے

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تیرہوین تاریخ ہفتہ کو ہمنے امام برگزیدہ ابن جوزی کی ایک اور مجلس وعظ کی شرکت کا شرف حاصل کیا۔ آج بھی ایسی معجز بیانی کی جو ہر دکہلائے کہ ہر فقرے پر دل کھنچتے تھے۔ اور آنکھون سے سیلاب جاری تھی۔ آخر مین چند شعر زہد و تقوے کے متعلق پڑہکر بے اختیار رونے لگا اور بیخود ہو کر منبر سے کود پڑا۔ اسکے گرد حاضرین جمع ہو کر زار زار روتے تھے اور بیقراری سے جانین کھوتے تھے۔ سب حلقہ باندھے ہوئے اسکے چارونطرف گھومتے تھے اور غلبۂ سرور سے مستونکی طرح حرکات بیخودی مین مصروف تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صنعت کاملہ ہے کہ اس برگزیدہ بارگاہ کو مرجع خواص و عوام اور مخلوق کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہی۔

یہانسے ہم پھر بغداد کے حالات کی جانب رجوع کرتے ہین۔ یہ شہر دجلے کے دونو طرف شرقی اور غربی حصہ مین آباد ہے۔ غربی حصہ اکثر خراب اور بے رونق ہے۔ ویرانی نے یہان دست تصرف دراز کیا ہے۔ اس سے پہلے بہت آباد تھا۔ شرقی حصہ کسیقدر بارونق اور

جدید العمارت ہی۔ اس حصہ (شرقی) مین ستر وہ محلے آباد ہین اور ہر محلہ بجائے خود ایک شہر ہے
ایک ایک محلہ مین دو دو تین تین حمام گرم ہوتے ہین۔ خصوصًا جامع مسجد مین آٹھ حمام ہین سب سے
بڑا محلہ قرافہ ہی۔ ہمارا قافلہ اس محلہ کے پڑاؤ مین دجلہ کے کنارے پل کے قریب ٹھہرا ہوا ہی۔ اس
پڑاؤ کا نام مربع ہے۔ یہان کا پل دجلے کے سیلاب سے ٹوٹ گیا ہی۔ آجکل کشتیون مین عبور ہوتا ہے
بے تعداد اور بیشمار کشتیان راتدن چلتی ہین۔ آمد و رفت کی کثرت کی باعث ہمیشہ دریا پر دو پل
رہتے ہین۔ ایک خلیفہ کے محل کے پاس اور دوسرا اس سے کسیقدر اُوپر ہی۔ آجکل ان کشتیون کی
کثرت سے بڑی رونق ہے۔ کسیوقت اُنکی آمد و رفت بند نہین ہوتی۔

دوسرا محلہ کرخ ہی۔ شہر کی طرح اس محلہ کی چار دیواری ہے۔ اسکے بعد باب البصرہ محلہ ہی اُسکی
چار دیواری بھی پختہ ہے۔ اور اسی محلہ مین منصور کی جامع مسجد ہی۔ مسجد نہایت نفیس اور عالیشان ہے
چوتھا محلہ شارع ہی۔ یہ بھی ایک شہر کی طرح آباد ہے۔ یہ چارون محلے بہت بڑی آباد اور
معمور ہین۔ باب البصرہ اور شارع کے درمیان سوق المارستان ایک چھوٹا سا محلہ ہے
اسی محلہ مین بغداد کا مشہور شفاخانہ ہی۔ شفاخانے کی بہت عالیشان عمارت دجلہ کے کنارے ہے
اسکے اندر بہت خوبصورت مکانات کثرت سے ہین۔ تمام شاہانہ آرائش کا سامان موجود ہی۔ ان
دجلے سے پانی آتا ہی۔ ہر جمعرات اور پیر کو طبیب بیمارون کی حالت ملاحظہ کرنے آتے ہین۔ اور
ہر شخص کے مناسب حال دوا اور غذا تجویز کرتے ہین۔ خدام کھانا پکانے اور دوا بنانے پر مامور
ہین اور طبیب کی ہدایت کے موافق ہر شخص کو دوا اور غذا پہنچاتے ہین۔ ان محلون مین سے ایک کا نام
وسط ہی۔ اور یہ محلہ دجلے اور فرات کی ایک شاخ کے درمیان مین واقع ہی۔ فرات کی شاخ دجلہ سے

گرتی ہے۔ اور اُسکے ذریعہ سے فرات کے اطراف کا تجارتی مال یہاں آتا ہے۔ فرات کی دوسری شاخ باب البصرہ مین گذرتی ہوی دجلے مین ملی ہی۔ ایک محلہ کا نام عتابیہ ہی اُسمین عتابیہ کپڑا جو ریشم اور مختلف الالوان سوت ہی بنا جاتا ہے تیار ہوتا ہی۔ سب سے آخر مین حربیہ محلہ ہے۔ اسکے آگے سوائے بغداد کے دیہات کے اور کوئی آبادی نہین ہی۔ کل محلوں کے نام لکھنے مین سوائے طول کلام کے اور کوئی فائدہ نہین ہی۔ اِنہین مین سے ایک محلہ مین حضرت معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ صاحب مشہور اولیا مین سے ہین۔ باب البصرہ کے راستے مین ایک عظیم الشان مقبرہ ہی۔ اندر بہت چھوٹی قبر ہے۔ اُسپر یہ عبارت تحریر ہی۔

هذا قبر عون ومعين اولاد امير المومنين علي ابن ابي طالب رضي الله عنه

اسیطرح حصۂ غربی مین ایک بڑا قبرستان ہی اور بہت سے اولیا اور صالحین کے مزار ہین۔ اُسی قبرستان مین حضرت موسی بن جعفر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ حصہ شرقیہ کے ایک محلہ کا نام رصافہ ہی۔ اور اُسمین دجلے کے کنارے باب الطاق نامی ایک مشہور دروازہ ہے۔ رصافہ کے سامنے شہر کی آبادی سے الگ ایک بڑا محلہ ہے۔ اُسمین حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقبرہ نہایت بلند سفید گنبد کا بنا ہوا ہی اور امام صاحب ہی کے نام سے یہ محلہ مشہور ہی۔ اسی محلہ کے قریب حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مزار ہی۔ اور اسی سمت مین حضرت شیخ ابو بکر شبلی اور حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہما کی قبرین ہین۔ اسکے سوا بہت سے صالحین اور اولیاء عظام کے اس شہر مین مزار موجود ہین۔ شہر کے غربی حصہ مین بالکل نخلستان اور باغات ہین جسکا میوہ یہانسے شرقی حصہ مین جاتا ہے۔ آجکل شرقی حصہ کو بڑا شرف ہی کہ اُسمین دار الخلافت اور خلیفہ کا محل ہے

خلیفہ کے مکانات اس حصہ کے آخر میں واقع ہین اور زمین کا چہارم حصہ اُن مکانوں سے گھرا ہوا ہی اسلئے کہ تمام عباسیہ خاندان کے لوگ اِنھین مکانات مین نظر بند ہین۔ اُنکے واسطے معقول وظیفے مقرر ہین۔ نہ یہانسے کبھی نکلتے ہین نہ کسیکو نظر آتے ہین۔ مکانات کا بڑا حصہ خلیفہ کے تصرف مین ہے اُسقدر حصہ مین خوبصورت قصر خوشنما غرفے۔ اور نفیس باغیچے ہر قسم کے موجود ہین۔ آجکل خلیفہ کا کوئی وزیر نہین ہی۔ ایک خادم نائب وزارت ہی۔ یہشخص دیوان اموال خلافت مین حاضر ہوکر حکم احکام جاری کرتا ہے۔ تمام مکانات عباسیہ کی پاسبانی اور خلیفہ کے آباواجداد کی حرم اور اُنکے متعلقین کی نگہبانی مجدالدین سے متعلق ہی اُسکا خطاب استاد الدار ہی۔ اور خلیفہ کی دعا کے بعد اسکے لئے بھی دعا کیجاتی ہے۔ اُسکی طرف سے تمام مکانوں پر نگہبان مقرر ہین۔ راتدن اُنکی حفاظت اور قفلونکی دیکھ بھال اور تمام امور کی نگہداشت استاد الدار سے متعلق ہے۔ اِن امور کے انصرام کے باعث اُسے تمام خلائق سے ملنے کی کم فرصت ہوتی ہی۔ اس ملک کی زیادہ تر رونق شاہی خدام اور حبشی خواجہ سراؤن سے ہے۔ اُنمین سے ایک شخص کو ہمنے راہ مین دیکھا اُسکا نام خالص ہی اور لشکر کا سردار ہی۔ پچاس آدمیونکے قریب اُسکے گردننگی تلوارین لئے حلقہ کئے ہوئے تھے اور بہت سے ترکی اور دیلمی افسر پیچھے پیچھے چلے آتے تھے اُنکی حالت دیکھکر ہمین بہت تعجب ہوا۔ دجلہ کے کنارے اُسکے عمدہ مکانات ہین بعض اوقات خلیفہ بھی دجلہ کی سیر کو کشتی مین سوار ہوکر آتا ہے اور گاہے گاہے شکار کے واسطے جنگل کو بھی جاتا ہے۔ لیکن ان سب حالتونمین مختصر سامان کے ساتھ نکلتا ہی تاکہ عوام کو اُسکے باہر آنے کی اطلاع نہو۔ مگر یہ احتیاط اور زیادہ شہرت کا باعث ہوتی ہے تاہم وہ رعایا کو عزیز رکھتا ہی۔ اور کل رعایا اُس سے محبت کرتی ہے۔ رعایا کو اسکے عہد مین بہت

امن اور آسائش ہی۔ سب اسے مبارک اور مسعود حاکم جانتے ہین اور شب و روز چھوٹی بڑی
اسکے حق مین دعا کرتے ہین خلیفہ کا نام ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن المستضی بنور اللہ
ابی المحمد الحسن بن المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف ہی۔ اور سلسلہ نسب ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ تک
منتہی ہوتا ہے۔ ہمنے خلیفہ کو حصہ غربی کی طرف محل خلافت کے مقابل مین کشتی پر سوار ہوتے ہوئے
دیکھا۔ کشتی مغربی ساحل سے محلات شاہی کو واپس جا رہی تھی۔ خلیفہ جوان آدمی۔ سفید رنگ
خوبصورت معتدل القامت اور خوش منظر ہے۔ عمر پچیس سال کے قریب ہوگی۔ ڈاڑھی کے
بال چھوٹے اور سرخ ہین۔ اُسوقت لباس مین زرنگار سفید قبا اور سر پر زرین ٹوپی تھی ٹوپی
نہایت بیش قیمت سمور کے قسم کے سیاہ اون کا حاشیہ تھا۔ اس لباس مین ترکون کی سی
وضع بنا کر اپنی شانکو چھپایا تھا مگر آفتاب کہین چھپائے سے چھپ سکتا ہی۔ اُس روز
صفر کی سولھوین ہفتہ کا دن اور شام کا وقت تھا۔ دوسرے دن اتوار کی شام کو ہمنے خلیفہ کو
غربی کنارے اپنے محل کے جھروکے مین بیٹھے ہوے دیکھا۔ ہم بھی اُس مقام کے قریب
ایک جگہ بیٹھے تھے۔

القصہ یہ شرقی حصہ نہایت آباد۔ خوش قطع اور بارونق ہے۔ بازار نہایت وسیع ہین بیشمار
باشندے ہین۔ اس حصہ مین تین جامع مسجدین ہین اور تینون مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے خلیفہ کی
جامع مسجد محل خلافت کے قریب ہی۔ یہ مسجد بہت عالیشان ہی اور اُسمین طہارت وغیرہ کا سامان
افراط سے مہیا ہے۔ پانی کے حوض وغیرہ بہت وسیع ہین۔ بیرون شہر ایک مسجد جامع سلطانی
مشہور ہے۔ مسجد کے قریب ایک محل ہی وہ بھی سلطانی کہلاتا ہے۔ یہ سلطان خلیفہ کے اجداد کا

سرپرست تھا اور اُسکا لقب شاہنشاہ تھا۔ اس جگہ اُسنے بود و باش اختیار کی تھی اور یہ مسجد اپنے واسطے بنوائی تھی۔ اس مسجد سے ایک میل کے فاصلے پر محلہ رصافہ مین ایک اور جامع مسجد ہی۔ محلہ رصافہ مین خلفائے عباسیہ کے مزارات ہین۔

غرضکہ تمام شہر مین گیارہ جامع مسجدین ہین۔ باقی مسجدین شمار اور حساب سے باہر ہین۔ اسیطرح شہر کے حماموں کی تعداد نہین ہے۔ شہر کے ایک بزرگ کا بیان ہی کہ شرقی و غربی دونون حصون مین دو ہزار کے قریب حمام ہین۔ اکثر حمامون پر روغن قیر لگا کر اُسکو ایسا گھونٹا ہی کہ دور سے سیاہ پتھر کی عمارت معلوم ہوتی ہے۔ یہانکے حمام اکثر اسی صورت کے ہین اس لئے کہ یہان قیر کی بہت بہت کثرت ہی۔ یہ روغن بصرہ اور کوفے کے درمیان مین ایک چشمے سے نکالکر لاتے ہین اس چشمہ کے پانی مین اللہ تعالی نے یہ مادہ رکھا ہے کہ اُسکے چار و نطرف روغن کیچڑ کی طرح کثرت سے جم جاتا ہے۔ اُسکو پھاوڑون سے کھینچکر نکال لیتے ہین۔

بغداد مین تیس مدرسے ہین۔ سب مدرسے شرقی حصہ مین واقع ہین۔ ہر مدرسہ کی عمارت خوبی مین نادر محلات سے بہتر ہے۔ سب سے بڑا اور مشہور مدرسہ نظامیہ ہی۔ نظام الملک نے اُسے بنایا تھا اور ۴۵۹ھ مین اُسکی تجدید ہوئی ہے۔ مدرسون کے واسطے جاگیرین اور اوقاف مقرر ہین اُنکا کل اہتمام مدرسونکے سپرد ہے۔ جو طلبا مدارس مین رہتے ہین اُنھین معقول وظیفے ملتے ہین۔ اِن ممالک کو ان مدارس اور شفاخانون سے بڑا فخر ہے۔ اللہ تعالی اُنکے بانیون اور اس کار خیر کے قائم رکھنے والونکو اجر عظیم عطا فرمائے۔

شہر کے حصہ شرقیہ کے چار دروازے ہین۔ پہلا دروازہ دجلے کے اوپر کے کنارے پر ہے

اُسکا نام باب السلطان ہے۔ دوسرے کا باب الصفریہ۔ تیسرے کا باب الخلیہ
چوتھے کا باب البصلیہ نام ہے۔ یہ چارون دروازے شہر کی چاردیوارین نصب ہین
چاردیواری دجلے کے شرقی کنارے سے پراُوپر کے حصہ سے شروع ہوکر نیچے کے حصہ پر ختم ہوتی ہے
اور نصف دائرے کی سی صورت پیدا کرتی ہے۔ شہر کے اندر بازارون کے متعلق اور بہت سے
دروازے ہین۔ غرضکہ یہ شہر اسقدر وسیع اور معمور ہے کہ اُسکی تعریف احاطۂ تحریر سے باہر ہے
حالانکہ پہلی سی اب رونق نہین ہے۔ بلکہ اسوقت تو اُسکا حال حبیب کے اس قول کے موافق ہے
لا انت انت ولا الدیار دیار (نہ تم تم ہو اور نہ مکان مکان ہین)

پندرہوین صفر کو (۲۸ مئی) پیر کے روز عصر کی نماز کے بعد ہمارا قافلہ بغداد سے موصل کی
طرف روانہ ہوا۔ اور بغداد مین ہمنے پورے تیرہ روز قیام کیا۔ یہانسے ہمارا سفر مذکورۂ بالا
عورتون بنت مسعود اور ام معزالدین کی ہمراہی مین شروع ہوا۔ انکے ساتھ شام
موصل۔ دروب۔ اور ارمن کے حجاج ہین اور تیسری عورت یعنی بنت ملک القوس کے
ہمراہ خراسان کے حجاج روانہ ہوئے ہین۔ انکا راستہ بغداد سے مشرق کی جانب ہے اور
ہمارا قافلہ مغرب کی طرف جارہا ہے۔ اور یہ دونون عورتین اس قافلے کی امیر اور پیشوا ہین۔
اللہ تعالی ہمین کسیکے اس مقولہ کے اثر سے محفوظ رکھے۔
ضاع العیال ومن یقوده (گلہ اور چرواہا دونون ضائع ہوئے) اِن عورتونکے
ساتھ اُنکا اپنا لشکر بھی ہے اور خلیفہ نے بھی اپنی فوج حفاظت کے واسطے ساتھ کردی ہے
اسلئے کہ فرقہ خفاجہ۔ کے عرب بغداد کے اطراف مین اکثر قتل و غارت کرتے رہتے ہین

بنت مسعود نہایت مرفہ الحال اور جوان عورت ہی۔ اُسکے محفہ کے پیچھے دو لمبی لمبی لکڑیان لگی ہوئی
ان لکڑیونکے ذریعہ سے محفہ آگے پیچھے دو اونٹون پر کسا جاتا ہے۔ دونون اونٹ بہت
تیز رو اور سبک رفتار ہین۔ اور اُنپر بیش قیمت زرین جھولین پڑی ہین۔ محفہ کے آگے اور پیچھے
دو دو رواز ہے ہین اُنمین سے یہ خاتون بخوبی نظر آتی ہے۔ اُسکے مُنہ پر نقاب اور سر پر زرنگار
سربند ہے۔ آگے آگے غلام اور فوج کی قطارین اور پیچھے پیچھے خواصین اور لونڈیان گھوڑون پر
سوار ہین۔ دہنے بائین کوتل گھوڑے اور ناقے ہین۔ لونڈیون کی سواری کے زین بالکل زردوزی
ہین اور سر و پر زرین سربند ہین جنکے دُنبالے ہوا مین اُڑتے جاتے ہین اور اُنکے ہاتھون مین
پھریرے لگے ہوے نیزے ہین۔ ہمراہی مین نقارے اور قرنا بھی ہین۔ کوچ اور مقام کے
وقت بجتے ہین۔ غرضکہ ملکہ کی عظمت و شان تعریف و توصیف سے باہر ہے اور یہ تجمل و احتشام
اسکے مرتبہ کے لائق ہے۔ اسلئے کہ اُسکے باپ کی حکومت کی وسعت چار مہینے کی راہ تک ہے
اور قسطنطنیہ کا حاکم اُسکو جزیہ دیتا ہے۔ اس بادشاہ کے پسندیدہ خصائل رعایا پروری اور
معدلت شعاری مین مشہور و معروف ہین۔ کفار کے جہاد مین ہمیشہ گرم عنان رہتا ہی۔ ہمین اپنے
شہر کے ایک حاجی کی زبانی معلوم ہوا کہ سالگذشتہ مین اُسنے پندرہ بستیان بلاد روم سے
فتح کین اور پشتہا پشت سے اپنے ملک مین حکمرانی کرتا چلا آتا ہے اُسکا لقب عزالدین ہے
اور باپ کا نام مسعود ہی۔ مگر وہ اپنے باپ ہی کے نام سے آجتک مشہور ہے۔ اُسکی بیٹی یعنی
اس ملکہ کا نام سلجوقہ ہی۔ ملکہ کا شوہر نورالدین آمد کا حاکم ہے۔ صلاح الدین نے اُسکے
شوہر کا ملک فتح کرلیا تھا مگر اُسکے باپ کی مروت سے پھر وہ ملک اس ملکہ کو بخشدیا۔ اللہ تعالےٰ

جسکو چاہتا ہے ملک و دولت عطا فرماتا ہے۔

قصہ کوتاہ ہمارا قافلہ بغداد سے چلکر رات کو حوالیِ بغداد کے کسی گانون مین ٹھرا۔ اس گاؤن کے قریب دجلہ کی ایک شاخ دجیل نامی رواں ہی اور اسطرف کی تمام زراعت کو سیراب کرتی ہی یہانسے صبح کو کوچ ہوا۔ اس راہ مین بہت قریب قریب گاؤن ملتے ہین۔ ظہر کے بعد ایک مقام ٹھرے۔ یہان پس ماندہ حجاج اور تجار کا انتظار کیا۔ آدہی رات کو یہانسے روانہ ہوئے اور دوپہر کے قریب نہر دجیل کے کنارے آرام کے واسطے ٹھرے۔ پھر یہانسے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے صبح کو موضع حزرنہ کے قریب قیام ہوا۔ یہ موضع نہایت سرسبز اور شاداب ہے یہانسے چلکر اٹھارہین صفر کو جمعرات کے دن دجلے کے کنارے حصن معشوق کے قریب مقام ہوا یہ قلعہ ہارون الرشید کی بی بی زبیدہ کا نزہت گاہ ہی۔ اس آبادی کے سامنے دجلہ کے شرقی کنارے پر شہر سُرمن رای واقع ہے۔ یہ آبادی آجکل عبرت کا مقام ہے اب اُسکے معتصم۔ واثق اور متوکل کہان ہین؟ ویرانی نے چار و نطرف سے اُسکا محاصرہ کرلیا ہے۔ گر بعض بعض مقامات اُسکے ابتک آباد ہین مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکی تعریف مین بہت کچھ لکہا ہے۔ اور اُسکے منظر کی خوبی اور ہوا کی لطافت کی نہایت مدح کی ہی درحقیقت وہ ایسا ہی تھا۔ مگر اب سوائے ٹوٹے پھوٹے کھنڈرونکے اور کچھ باقی نہین ہے اس مقام سے تکریت ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ یہان پر ہمارا قافلہ دن بھر مقیم رہا شام کو یہانسے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے۔ اُنیسوین تاریخ (دیکم جون) جمعہ کی صبح کو تکریت کے سامنے قافلہ ٹھرا۔

حالات شہر تکریت

یہ شہر بہت وسیع اور کشادہ ہی۔ بازار معمور ہین۔ آدمی بکثرت آباد ہین۔ بیشمار مسجدین ہین۔ باشندے خلیق اور ایماندار۔ ناپ تول مین اہل بغداد سے بہتر ہین۔ شہر کے گرد پرانی شہر پناہ ہے اور آبادی کے شمال مین دجلہ روان ہے۔ دجلے کے کنارے ایک مستحکم قلعہ ہی۔ اسجگہ سے شام کو کوچ کرکے ہفتہ کی صبح کو دجلے کے کنارے ٹھہرے۔ یہانسے ایک رات کا پانی ساتھ لیکر دوپہر کے قریب کوچ ہوا۔ غلبۂ خواب کی باعث رات کو بہت تھوڑی دیر آرام کی غرض سے ٹھہرے اور پھر تمام رات چلتے رہے۔ اتوار کے روز تھوڑے دن چڑھے موضع جدیدہ مین دجلے کے کنارے مقام ہوا۔ یہانسے قریب راہ مین عقر نامی ایک قصبہ ملتا ہے۔ وہان ایک نہایت خوبصورت جدید سرائے ہے۔ سرائے کے اوپر بہت سے برج اور کنگورے ہین۔ آبادی کے کنارے ایک بلند ٹیلا ہے۔ وہان پہلے اس آبادی کا قلعہ بنا ہوا تھا۔ اس جگہ سے موصل تک راہ مین برابر گاؤن اور بستیان بہت قریب قریب ملتی ہین۔ اسیوجہ سے قافلے کی رفتار منتشر ہے۔ کوئی آگے کوئی پیچھے۔ کوئی دہنے اور کوئی بائین چل رہا ہے۔ یہانسے عصر کے قریب روانہ ہوئے اور شام کو تھوڑی دیر استراحت کے واسطے قیام کیا۔ اور پھر آدہی رات سے پہلے کوچ کردیا۔ پیر کی صبح کو موضع قیارہ مین پہنچے۔ یہ جگہ دجلے کے قریب راستے سے داہنی طرف ہی۔ یہان ایک قطعہ زمین نشیب مین سیاہ رنگ کا ہے اور اُسمین جابجا سوت جاری ہین۔ سوتون مین سے روغن قیر بڑے جوش کے ساتھ نکلتا ہی۔ سوتونکے قریب بہت سے گڑھے بنادیے ہین جنمین سیاہ کیچڑ

کی طرح جمع ہو جاتا ہے۔ اُسکا رنگ چمکدار اور قوام اسقدر لزج ہوتا ہے کہ چھونے سے انگلیوں سے چمٹ جاتا ہے۔ سوتونکے گرد ایک تالاب ہی۔ اُسکے سطح پر سیاہ مادہ کائی کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ وہ مادہ پانی کی موج سے کنارے پر آتا ہے اور اُسمین سے یہ روغن نشین ہوکر سوتو سے نکلتا ہی یہ ایک نئی بات دیکھنے مین آئی۔ اگر بغیر مشاہدہ سنی جاتی تو بہت تعجب ہوتا یہانسے قریب دجلے کے کنارے اس سے بھی بڑا روغن قیر کا ایک اور چشمہ ہے دور سے ہمنے اُسمین سے دھوان اُٹھتا ہوا دیکھا۔ لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ جسوقت اس قیر کو تجارت کے واسطے لیجانا چاہتے ہین تو پہلے آگ کے ذریعہ سے اُسکی رطوبت مائیہ خشک کرلیتے ہین پھر اُسکو تراش کر بیچنے کو لیجاتے ہین۔ یہ روغن **شام** سے **عکہ** تک تمام آبادیون اور جزیرونکو جاتا ہے۔ یہانسے موصل تک صرف دو منزلین ہین۔ یہان تھوڑا سا آرام کرکے کوچ کیا۔ اور شام کو موضع **عُقیبہ** مین ٹھہرے۔ یہانسے آدہی رات کو روانہ ہوئے اور ۲۳ صفر (۵ جون) منگل کے روز کچھ دن چڑھے موصل مین داخل ہوئے۔ یہان پر دریا کے کنارے ایک پڑاؤ کے قریب سرائے مین ہم ٹھہرے ہوے ہین۔

حالات موصل

یہ شہر بہت مستحکم ہے اور اُسکی آبادی بہت قدیم ہے۔ زمانہ کے سانہ اُسکو بہت صعبت رہی ہے اسلئے اُسمین حوادثات کے پیدا ہونے کی استعداد بڑھگئی ہے۔ برج اور مکانات گویا ایک دوسرے پر ڈہے پڑتے ہین فصیل شہر اسقدر چوڑی ہے کہ غالباً وہی اُسکے نفع کا باعث ہوئی ہوگی۔ مکانون مین دشمن سے بچاؤ کے واسطے جگہین بنی ہوی ہین یہ

لڑائی کے آشائش کے سامان ہین- آبادی کی بلندی کے طرف ایک نہایت مضبوط اور عظیم الشان قلعہ ہے- قلعہ کی چار دیواری بہت پختہ ہی اور اُسپر چونے کے بُرج بنے ہین- قلعہ کے قریب سلطان کا مکان ہے- اس شاہی عمارت اور شہر کے درمیان مین چوڑی سڑک شہر کی بلندی سے نیچے کی طرف کو چلی گئی ہے- آبادی کے مشرق مین شہر پناہ کی دیوار سے ملا ہوا دجلہ بہتا ہے- اسمین بازار- سرائے- مساجد- اور حمام شہر کے متمول لوگون نے بنائے ہوئے ہین- ان امراء مین سے ایک شخص مجاہد الدین نامی نے دریا کے کنارے **جامع مسجد** اس خوبی اور صنعت کی بنائی ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی مسجد کی عمارت بالکل اینٹ کی ہے- مگر اس ترتیب اور زینت سے نقش و نگار کئے ہین کہ تعریف نہین ہوسکتی مسجد کا حجرہ دیکھو دیکھکر حجرہ ہائے جنت یاد آتے ہین- انگنے گرد لوہے کی جالی لگی ہے اور چبوترے بنے ہوئے ہین- چبوترون کا منظر آب دجلہ ہی- اس سے بہتر اور خوشنما نشست کی کوئی جگہ نہین ہے- گو اُسکے اوصاف بہت طویل ہین مگر اس اختصار سے بھی کچھ قیاس ہوسکتا ہے- مسجد کے سامنے **مجاہد الدین** نے ایک **شفاخانہ** بنایا ہے وہ بھی خوش قطع عمارت ہی- شہر کے بازار مین تاجرون کے واسطے ایک (قیساریہ) فرودگاہ وسیع سرائے کی طرح بنائی ہے- اُسمین لوہے کا پھاٹک ہی- اور گرد مین دکانین اور مکان نیچے اوپر اس خوبی سے بنائے ہین کہ اُنکی نظیر کہین دیکھنے مین نہین آئی- خاص شہر مین دو **جامع مسجدین** ہین- ایک تو خلفائے **بنی امیہ** کے زمانہ کی ہے اور دوسری جدید تعمیر ہوئی ہے- پُرانی مسجد مین ایک قبہ کے بیچ مین پتھر کا ستون ہے- ستون کے گرد نے مین پانچ انگوٹھون کے برابر گنڈے پڑے ہوئے ہین- پتھر کے جرم مین بل دیکر یہ صنعت پیدا کی ہے- ستون کے اوپر بہشت پھل

ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ اسمین سے پانی کی دھار اس زور سے نکلتی ہے کہ قد آدم بلند جاتی ہے۔ اور شاخ بلور کی طرح نظر آتی ہے۔ پانی زمین پر گر کر بہ جاتا ہے۔ تینون جامع مسجدون مین جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ شہر مین کئی علمی مدرسے ہین۔ اُنمین سے چہہ مدرسے دجلے کے بخاری دور سے قصرونکی طرح نظر آتے ہین۔ پڑاؤ کے شفاخانے کے علاوہ اور کئی شفاخانے شہر مین ہین۔ علاوہ اور باتونکے اس آبادی کو حضرت جرجیس علیہ السلام کے مزار مقدس کا بھی شرف حاصل ہے۔ ایک مسجد مین داہنی طرف کے کونے مین آپکا مزار ہے باب الجسر اور جامع مسجد جدید کے درمیانمین مسجد مین جانیوالے کے بائین طرف حضرت جرجیس علیہ السلام کی مسجد ہے ہمنے بھی مزار مقدس کی زیارت سے افتخار حاصل کیا۔ دوسرا شرف اس آبادی کو یہ ہے کہ یہانسے ایک میل شرق کی جانب دجلے کے پار تل التوبہ نامی ایک ٹیلا ہے۔ اسی ٹیلے پر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتہ توبہ کے واسطے کھڑے ہوئے تھے اور اللہ تعالی نے اُس قوم کو عذاب سے بچا لیا تھا۔ اس ٹیلے کے قریب ایک میل کے فاصلے پر حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے ایک چشمہ منسوب ہے حضرت یونس نے اپنی قوم کو اس چشمے مین نہلاکر تل التوبہ پر کھڑا کیا تھا۔ ٹیلے پر ایک مسافرخانہ ہے۔ اور اُسمین سقاوے اور غسلخانے بکثرت ہین۔ مسافرخانہ کا ایک ہی دروازہ ہے اُسکے بیچ مین ایک مکان پر پردا پڑا رہتا ہے مکان کا مرصع دروازہ ہے اور اُسمین قفل پڑا ہوا ہے۔ کہتے ہین یہ جگہ خاص حضرت یونس علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی ہے۔ اور مکانکی محراب اُنکی عبادت گاہ ہے۔ مکانکے چارونطرف ہزارون بتیان لگی ہوی ہین۔ دور سے خرمے کے درخت کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جمعہ کی شب

ہین اکثر لوگ عبادت کے واسطے اس مکانمین جمع ہوتے ہین۔ ٹیلے کے اِدہر اُدہر بہت سے کانون ہین اور اُسکے قریب ایک ویران جگہ پڑی ہے۔ کہتے ہین وہ ویرانہ حضرت یونس علیہ السلام کے شہر نینوا کا ہے۔ ویرانے پر چار دیواری کی بنیادین اور اُنمین دروازونکے آثار ہنوز ظاہین اور اُسکے برجونکے اُونچے اُونچے ڈہیر جابجا دکھائی دیتے ہین۔ رات کو ہم تل التوبہ مین رہے اور صبح کو چشمے پر جاکر اُسکا پانی پیا۔ پھر اُسمین نہاکر اُسکے قریب ایک مسجد ہے وہان نماز پڑہی اللہ تعالیٰ اس خلوص نیت کا اجر عطا فرماے۔ اس شہر کے باشندے خوش خلق۔ نیک اعمال کشادہ دل۔ اور شیرین گفتار ہین۔ اہلِ غربت سے نہایت مہربانی اور مدارات سے پیش آتے ہین اور اُنسے سلوک کرتے ہین۔ کسی کام مین اعتدال سے تجاوز نہین کرتے۔ ہمارے پہنچنے سے دوسرے دن یہان بڑی رونق کا جلسہ ہوا۔ شہر کے تمام مرد و زن سوار اور پیادے سب حاکم موصل کی مان کی پیشوائی کے واسطے شہر سے باہر گئے اور معزالدین حاکم موصل بھی تمام ارکین سلطنت کے ساتھ استقبال کو شہر سے باہر آیا۔ اس مجمع مین سوار اور پیادہ عورتین بہت آئی تہین۔ غرضکہ مخلوق کی کثرت سے شہر کے باہر ایک ہنگامہ بپا ہوگیا۔ اس مجمع کے ساتھ معزالدین کی والدہ اور مسعود کی بیٹی بڑے تزک و احتشام سے داخل شہر ہوئین۔ حجاج موصل بھی انہین عورتونکے ہمراہ بڑے تجمل سے اپنے مکانکو گئے۔ اونٹونکی گردنونمین ریشمی کپڑے اور رنگین پٹے پڑے ہوئے تھے خصوصاً مسعود کی بیٹی کا محمل بہت زیبائش سے آراستہ کیا گیا تھا۔ محمل کے چاروطرف سونے کے پتر اور سلاخین بکثرت جڑی ہوئی تھین۔ اور پالان کے گرد اشرفیان ٹکی ہوئی تہین۔ اِدہر اُدہر سونے کی زنجیرین اور طرح طرح کی تصویرین لٹک رہی تہین۔ اونٹونکی گردنین بالکل

سونے کے زیور سے بھری ہوئین تھین اور زیور کی آواز سے کان گنگ ہوئے جاتے تھے اسیطرح اُسکی لونڈیونکے اونٹ سونے مین چھپے ہوئے تھے۔ غرضکہ تمام اونٹونپر بیحساب سونا لدا ہوا تھا۔ اُسکے محل کے آگے آگے فوج اور پیچھے پیچھے لونڈیون کی قطار تھی۔ اس ساز و سامانکے دیکھنے سے تماشائیونکو جرأت اور اہل بصیرت کو عبرت ہوتی تھی سچ تو یہ ہے کہ کل سلطنتونکو زوال ہے لیکن سلطنت واجب الوجود قائم اور برقرار ہے۔ سنتے ہین کہ اس ملکہ کے اوصاف حمیدہ اور اعمال پسندیدہ باوجود اس نوعمری اور ثروت و اقتدار کے شہرۂ آفاق ہین۔ یہ عورت بہت خوش عقیدہ اور فقیر دوست ہی۔ اکثر صالحین اور ابرار کی خدمت حاضر ہوکر دعا کی خواستگار ہوتی ہے۔ فیاضی مین بیمثیل اور تواضع مین بے نظیر ہے۔ خاصکر اس راستے مین اُسنے بیحد و حساب مال و زر خرچ کیا ہی۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت و کرامت عطا فرماتا ہے۔ ہمنے اس شہر مین چار روز قیام کیا۔

۲۷ ربیع تاریخ ہفتہ کی آدہی رات کے بعد اس شہر سے کوچ ہوا۔ یہانسے ہمنے اپنی سواری کے لئے ساربانونکے معاملے سے تنگ ہوکر ایک جانور خرید لیا ہے اسی پر سوار ہوکر یہانسے روانہ ہوئے۔ صبح کو حوالئے موصل کے ایک گانو مین قیام کیا۔ یہانسے ایک پہر دن چڑھے سوار ہوکر دوپہر کے بعد ایک پُل کے نیچے تھوڑی دیر آرام کے لئے ٹھہرے۔ یہ پُل جنگل مین پانی کے ایک مرور پر بنا ہوا ہے۔ یہین اسکے نیچے بہت آرام ملا۔ اسکی قریب ایک بستی مین بہت بڑی سرائے ہے۔ اس راہ مین منزل بہ منزل سرائین ملتی ہین رات کو ہمنے اس بستی مین مقام کیا۔ پچھلی شب کو یہانسے سوار ہوکر صبح کو موضع مویلحہ مین

شہر سے اور وانسے آگے بڑھکر مقام جُدالی مین رات بسر کی۔ یہ بہت بڑی بستی ہی اور آباد ہے۔ اُسمین ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے بستی کے قریب راستے سے داہنی طرف ہمنے جبل جودی کو دور سے دیکھا۔ یہ وہ پہاڑ ہے جسکا کلام الٰہی مین ذکر آیا ہے اُس پر نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی۔ یہ بہت بلند اور طویل پہاڑ ہے صبح کو اس مقام سے روانہ ہوکر شب کو موضع کلائی مین قیام کیا۔ یہ موضع مضافات نصیبین سے ہے اور شہر نصیبین یہان سے ایک منزل ہے۔

حالات ماہ ربیع الاول ۵۸۰ھ

۱۲۔ جون کو منگل کی شب چاند نظر آیا صبح کو ہم اس مقام سے روانہ ہوکر ظہر سے پہلے نصیبین مین داخل ہوئے۔

حالات شہر نصیبین

یہ شہر بہت قدیمی آبادیون سے ہے نہ بہت بڑا ہی نہ چھوٹا ہی ہے۔ مگر نہایت خوش منظر اور خوش سواد ہی۔ باہر سے بارونق اور اندر سے پُرانا معلوم ہوتا ہے۔ آبادی کے سامنے ایک وسیع سبزہ زار ہے۔ جہانتک نظر جاتی ہے سبز زمین نظر آتی ہے۔ پانی کے چشمے ہر طرف لطافت اور خوبی سے جاری ہین۔ بستی کے داہنے بائین سرسبز اور میوہ دار باغیچے ہین۔ سامنے سے ایک خوشنما نہر بہتی ہوئی نکل گئی ہے اور آبادی کے گرد گھومتی ہوئی چلی گئی ہے۔ نہر کے دونون کنارون پر باغات کی کثرت ہی۔ درختون کا سایہ کوسون تک پھیلا ہوا ہے ابونواس حسن بن ہانئی نے شہر کی تعریف مین خوب کہا ہی۔

طابت نصیبین لی یوما فطبت لها یا لیت حظی من الدنیا نصیبین

(نصیبین مین ایک روز خوب ہی اچھی گذری کاش سامان دنیا مین سے مجھے نصیبین ہی ملتا)

بیرون شہر باغات کے باعث سے اندلس کی سی قطع معلوم ہوتی ہے۔ سبزہ سے شادابی ٹپکتی ہے۔ سواد شہر پر رونق برستی ہے۔ مگر شہر کے اندر وحشت صحرائی اور غبار بیابانی کا منظر ہے۔ کوئی جگہ اس قابل نہین کہ نظر ڈالی جائے۔ نہر ایک پہاڑی چشمے سے جو آبادی کے قریب ہی نکلی ہے۔ اور اسکی بہت سی شاخین اس سبزہ زار مین جاری ہین۔ ایک شاخ شہر کے اندر بھی گئی ہے۔ اُسمین سے چھوٹی چھوٹی گولین شہر کی سڑکون پر نکالی ہین۔ بعض مکانونکے اندر بھی گولونکا پانی روان ہی۔ ایک گول جامع مسجد کے صحن مین سے ہوکر گذری ہے اور اُسکے ذریعہ سے مسجد کے دونون حوض بھرے جاتے ہین۔ ایک حوض وسط صحن مین اور ایک شرقی دروازے کے پاس ہے۔ یہ گول مسجد سے نکلکر مسجد کے گرد کے سقایہ کو بھی بھرتی ہوی آگے کو نکل گئی ہے شہر کے قبلہ کی سمت والے دروازے کے قریب دریا پر پتھر کا پُل بنا ہوا ہے۔ اسکے سوا شہر مین دو مدرسے اور ایک شفاخانہ ہے۔ حاکم شہر کا نام معین الدین ہے اور والی موصل کا بھائی ہے۔ شہر سنجار بھی موصل کو جاتے ہوے راستے کے داہنی طرف ملتا ہے معین الدین ہی کا ماتحت ہی۔ جامع مسجد مذکورہ کے بائین کونے مین اولیاء کرام مین سے ایک صاحب شیخ ابو الیقضان رہتے ہین۔ گو جسم سیاہ ہی مگر قلب نورانی ہے کپڑا بُننے پر زندگی بسر کرتے ہین۔ اور ایک دنکے خرچ سے زیادہ کمانے کو بُرا جانتے ہین۔ راتدن عبادت الٰہی مین مصروف رہتے ہین۔ کثرت زہد و تقوے سے جسم لاغر ہو گیا ہے

غرضکہ اُنکے اوصاف اور کرامات کا شمار بیانسے باہر ہے۔ منگل کی شام کو اِن بزرگوار کی زیارت سے ہمنے سعادت اور افتخار حاصل کیا اور اُنکی پرتاثیر زبانسے اپنے واسطے دعائے خیر کے طالب ہوئے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اُسنے ایسے برگزیدۂ بارگاہ کی زیارت سے ہمین سرفراز کیا اُمید ہے کہ اُنکی دعا کے اثر سے بھی محروم نفرمائے۔ اِس شہر مین ہیرون آبادی ایک سرائے مین ہمارا قیام تھا۔ بُدھ کی رات اسی سرائے مین بسر کی صبح کو یہانسے ایک بڑے قافلے کے ہمراہ کوچ کیا۔ قافلے مین حرّانی۔ حلبی۔ اور دیاربکر کے باشندے ہین سب کی سواری مین گدھے اور خچر ہین۔ اسیوجہ سے ہمنے شتر سوار حجاج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ ہمسے پیچھے رہگئے۔ قافلہ صبح سے ظہر تک چلتا رہا مگر راستے بھر کردونکی لوٹ مار کا خوف دامنگیر تھا۔ موصل سے دُنیصر تک ساری راہ اس قوم کی دست برد سے تنگ ہے۔ کردونکی قوم بلند اور دشوار گذار پہاڑونمین رہتی ہے۔ یہانکے بادشاہونکو اُنکی اصلاح اور سیاست پر دسترس نہین ہے۔ بعض اوقات یہ لوگ نصیبین کے دروازے تک پہنچ جاتے ہین اور اُنکے دفعیہ پر سوائے خداوند کریم کے کسیکو قدرت نہین ہوتی۔ راستے کے داہنی طرف دامن کوہ مین ایک آبادی دارا کے نامی نظر آتی ہے۔ اُسکا قلعہ بہت بلند اور سفید دکھائی دیتا ہے۔ دارا کے پرے نصف منزل کے فاصلے پر ایک بہت بڑا شہر ماردین نامی آباد ہے۔ اُسکا قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت عالیشان بنا ہوا ہے اور دنیا کے مشہور قلعونمین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ دونون شہر بہت پرانے اور آباد ہین۔ غرضکہ ظہر کے وقت تھوڑی دیر آرام کے بعد کوچ کیا۔ اور رات کو ایک میدان مین دُنیصر کے سامنے ٹھہرے صبح کو سیر تفریح کے واسطے دُنیصر مین گئے۔

حالات شہر ونیکسر

یہ بستی ایک کشادہ قطعۂ زمین مین آباد ہے۔ گرد مین باغات اور زراعت کی کثرت ہی چھوٹی چھوٹی گولونسے زراعت کی آبپاشی ہوتی ہے۔ خاص شہر کی وضع گانونکی آبادی کی سی ہے آبادی کے گرد شہر پناہ وغیرہ نہین ہے لیکن بازار وسیع ہی۔ اور تمام اجناس کی کثرت ہے

اہل شام۔ دیار بکر۔ آمد اور بلاد روم وغیرہ کے واسطے بہت بڑی منڈی ہی۔ بیرون شہر ایک جدید مدرسہ تعمیر ہوا ہے ہنوز اُسکی عمارت کی تکمیل نہین ہوئی ہی۔ مدرسے کے قریب ایک حمام بھی بنایا ہے اور مدرسے کے چارو طرف باغات کا حلقہ ہے اسوجہ سے یہ مدرسہ نہایت نزہت اور فرحت کا مقام ہے شہر کے حاکم کا نام **قطب الدین** ہے اور والی موصل کا عزیز ہے۔ **شہر داری۔ ماردین** اور **راس العین** اُسکی عملداری مین شامل ہین ان ممالک کی حکومت اندلس کی طرح طوائف الملوکی کے طور پر ہوتی ہے۔ اور اس نواح کے کل حکمرانون نے اپنے نامونکو لفظ **دین** کے ساتہ رونق دے رکھی ہے۔ ہر شخص کے نام کے ساتہ ایک باہیبت لقب سُننے مین آتا ہے۔ لیکن صفات القاب مین سے کوئی حسن اُسکی ذات مین نظر نہین آتا۔ ایسے القاب مین خاص و عام اور شاہ و گدا سب برابر ہین۔ ان لوگونمین سے کسی شخص کے ایسے خصائل اور عادات نہین سُنے گئے جو اُسکے مرتبہ کے مناسب ہون یا اُسکے نام اور القاب کی رونق کا باعث ہون البتہ **صلاح الدین** حاکم شام و مصر و حجاز و یمن کا شہرۂ عدل و انصاف اُسکے اسم اور لقب کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ بجز اُسکے دوسرے نام کے ساتہ اس لقب کو شامل کرنا گویا ہوا باندھنا اور دعوی بے دلیل کرنا ہے۔

القاب ممالکتہ فی غیر موضعہا کالھر یحکی انتفاخا صولۃ الاسد

(بموقع لقب سلطنت کا ایسا ہوتا ہی جیسے بلی پھول کر شیر کی شان دکھائے) حاصل کلام اس شہر مین جمعہ تک ہمارا قیام رہا اسلئے کہ اہل قافلہ کو یہانکی پینٹھ کا انتظار تھا۔ یہان جمعرات جمعہ اور ہفتہ کو برابر پینٹھ لگتی ہے۔ اور اتوار کے روز بہت بڑا بازار ہوتا ہے۔ قرب وجوار کی آبادیونسے اور ادہر اودہر کے گانونسے بہت سے آدمی آتے ہین۔ کیونکہ ان منزلونمین راستے کے دونون طرف قصبے اور گانون قریب قریب آباد ہین اور جابجا پختہ سرائین بنی ہوئی ہین۔ جمعہ کی نماز کے بعد یہانسے قافلہ روانہ ہوا۔ راہ مین ذمی نصرانیون کی ایک آبادی پر گذر ہوا۔ اُسکا نام تل العقاب ہی۔ اُسکے اندر ایک عظیم الشان قلعہ بنا ہوا ہے۔ اِس بستی کے حسن وخوبی کی تعریف ہمنے اندلس مین سُنی تھی۔ واقعی اُسکے چارونطرف انگور کے باغات اور میوہ جات کے درختون کی یہ کثرت ہے کہ اُس زمین پر دن بھر آفتاب کا گذر نہین ہوتا۔ درختونکے سایہ مین ایک خوشنما نہر جاری ہے بستی کے بازار اور باغات کی ترتیب نہایت دلکش اور نفیس ہے۔ سُور یہان بکریونسے زیادہ دیکھنے مین آئے اور وہ یہانکے باشندونسے وحشت نہین کرتے۔ شام کو قافلہ جسر مین پہنچا۔ یہ بستی ذمی رومیون کی ہے۔ ہفتے کی شب اِسی جگہ بسر ہوئی۔ صبح کو یہانسے کوچ کرکے ظہر سے پہلے راس العین مین پہنچے۔

حالات شہر راس العین

اس آبادی کا یہ نام نہایت موزون اور اُسکی حالت کے مناسب ہی۔ اللہ تعالی نے اُسکے تمام قطعے خوشگوار نہرین جاری کردی ہین۔ ان نہرونمین سے بہت سی آبشارین اُسکے مرغزارونمین اس خوبی سے

روان ہین۔ گویا زبرجد کے تختے ہین چاندی کے تار و نکی کو فت ہے۔ باغات اور اشجار نے
دونون طرف سے شہر کو گھیر لیا ہے۔ نہر کے پانی کی صفائی اور شیرینی کو مینہ کے پانی پر تفوق ہے خصوصاً
دو چشمے بہت بڑے اور عجیب الصنعت ہین۔ پہلا چشمہ جو سب سے اُوپر ہے ایک زمین مین سخت
پتھرونکے اندر سے جاری ہوا ہے۔ اور اُسکا منبع بہت چوڑے غار مین ہے۔ تمام غار پانی سے
بھرا ہوا ہے اور وسیع حوض کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے چشمے کی صنعت اور خلقت عجیب و غریب
ہے۔ اُسکا منبع ایک گہری کھوہ مین سخت پتھرونکے اندر ہے۔ کھو کی گہرائی چار قامت سے زیادہ معلوم
ہوتی ہے چشمہ مین اسقدر جوش ہے کہ غار کو بھر کر سطح زمین پر بڑی تیزی سے جاری ہوتا ہے
اگر کوئی تیراک یا غوطہ خور منبع کی گہرائی دریافت کرنے کی غرض سے غوطہ لگاتا ہے تو نصف گہرائی
تک بھی نہین پہنچتا اور بے اختیار پانی کے سطح پر پلٹ آتا ہے۔ پانی اسقدر شفاف ہے کہ اگر اندھیری
رات مین اُسکے اندر دینار ڈالا جائے تو ویسا ہی صاف نظر آئے۔ اس چشمہ مین سے بہت اعلےٰ
قسم کی بڑی بڑی مچھلیان شکار کیجاتی ہین چشمہ کا پانی دو شاخون مین تقسیم ہوتا ہے۔ ایک شاخ
داہنے کو اور ایک بائین کو بہتی ہے۔ دہنی طرف کی شاخ ایک خانقاہ مین ہو کر گذری ہے۔
یہ خانقاہ چشمے کے سامنے مسافرون اور صوفیونکے واسطے تعمیر ہوی ہے اور اُسکو رباط کہتے ہین
دوسری شاخ خانقاہ کے بازو سے بہتی ہوئی نکل گئی ہے اور اُسمین سے گولین کاٹ کر خانقاہ
کے طہارت خانون وغیرہ مین لے گئے ہین۔ آگے جاکر یہ دونون شاخین مل گئی ہین اور سنگم کی
جگہ پنچکی کے مکان بنے ہوئے ہین اور پانی کے بیچ مین برابر برابر ایک دیوار کی صورت
نظر آتی ہین۔ اسجگہ دونون شاخونکا اتصال ہوکر دریائے خابور کا منبع تصور کیا جاتا ہے

خانقاہ سے تھوڑی دور ایک مدرسہ اور حمام ہے۔ آجکل یہ عمارت ویران پڑی ہے اور جا بجا سے ٹوٹ کر خراب ہوگئی ہے لیکن عمارت کا موقع بہت پُر فضا ہے۔ ایک نہایت سرسبز اور شاداب قطعۂ زمین ہے جو ہر طرف پانی سے محیط ہے صرف ایک جانب آنے جانے کی راہ ہے گویا ایک خوش منظر جزیرہ کا نمونہ ہے۔ اُسکے داہنے اور بائیں باغات اور سامنے باغون مین پانی دینے کے دو لاب ہین۔ غرضکہ اس آبادی مین عجیب و غریب رونق ہے اگر شرقی اندلس کی خوبصورت آبادیون مین اس جگہ کی سی نہرین اور سرسبزیان ہون تو اُنکے حسن و جمال کی انتہا ہو جائے۔ اس قصبہ کی آبادی گو مختصر ہے مگر اہلِ شہر اور گرد و نواح کے دیہات کے واسطے کافی ہے نہ اُسکے گرد شہر پناہ ہے۔ جس سے شہریت پائی جائے نہ کوئی بلند مکان ہے جس سے شہر کی رونق ثابت ہو۔ ایک کھلے ہوئے میدان مین آباد ہے گویا اہل دشت کے رہنے کا مقام ہے۔ تاہم کل شہر کی ضرورتین یہان موجود ہین۔ دو جامع مسجدین بھی ہین ایک نئی اور ایک پُرانی۔ پُرانی جامع مسجد کو عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی مشہور کرتے ہین یہ مسجد چشمہ کے قریب واقع ہے۔ اُسکے سامنے بھی نہر کی اُن شاخون کے علاوہ ایک چشمہ جاری ہے مگر مسجد کہنگی کے باعث منہدم ہونے کے قریب ہے۔ دوسری مسجد آبادی کے اندر ہے اور اُسی مین نماز جمعہ ہوتی ہے۔ یہانکی نزہت و لطافت کے باعث آج ہم یہین ٹھہر گئے۔ اسلئے کہ ایسی دلچسپ جگہ راہ بھر کوئی نہین ملی تھی۔ شام کے وقت ہمارا قافلہ یہانسے روانہ ہوا اور آج رات ٹھنڈ مین چلنے کا قصد ہے۔ کیونکہ حرّان یہانسے دو منزل ہے اور راستے بھر اِدھر اُدھر کوئی آبادی نہین ملتی ہے۔ اسی سبب سے ان منزلون مین دن کی گرمی کے وقت چلنا دشوار ہے

الغرض یہانسے روانہ ہوکر اتوار کی صبح کو جبل مین ایک کنوین کے قریب تھوڑی دیر آرام کیا یہان حوانامی ایک پختہ برج بنا ہوا ہے اُسکی عمارت نہایت پُرانی ہے۔ یہان تھوڑی سی نیند لیکر پھر روانہ ہوے اور ساتوین تاریخ بدھ کے دن طلوع آفتاب کے وقت حرّان مین پُہنچے۔

حالات شہر حرّان

یہ شہر ایک صحراے بے آب وگیاہ مین آباد ہے۔ اُسکے اطراف مین نہ کوئی درخت ہے اور نہ کہیں پانی نظر آتا ہے۔ تمازت آفتاب سے دن بھر آگ برستی ہے۔ اُسکے پانی سے گویا برودت کو نفرت ہے۔ ہوا ایسی ثقیل ہے کہ سانس لینا دشوار ہے پیڑ پودے کا کوسون تک نام ونشان نہین ہے۔ آبادی بالکل بے رونق ہے۔ یہانکی ہوا گویا اس آبادی کے نام (حرّان) سے مشتق ہوکر نکلی ہے۔ مگر اُسکے افتخار وشرف کے واسطے یہ کافی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ حرّان سے تومیل قبلہ کی جانب نہر کے کنارے ایک عالیشان مکان ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکی بی بی سارہ علیہا السلام کے رہنے اور عبادت کرنے کا مقام ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اس بستی کو اہل طاعت وریاضت کا مامن اور صالحین وابرار کا مسکن بنایا ہے۔ اُنہین سے ایک صاحب شیخ ابوالبرکات **حیّان بن عبد العزیز** کی ہمنے زیارت کی اور اُنکی دعا سے مستفید ہوئے ان بزرگوار کی ایک مسجد اُنہین کے نام سے منسوب ہے۔ مسجد کی قبلہ رو دیوار کے کونے مین ایک حجرے کے اندر راتدن رہتے ہین۔ دوسرے کونے کے حجرے مین اُنکے صاحبزادے رہتے ہین صاحبزادہ کا کوئی قدم باپ کی طریقے کے خلاف نہین ہے اور نہ کسی طرز وروش مین مغائرت ہے شیخ کی عمر اسّی برس سے زیادہ ہے۔ اُنھون نے اپنے صاحبزادے سے ملنے کی ہمکو ہدایت فرمائی

ہم اُنکی خدمت مین بھی حاضر ہوئے اور اپنے واسطے دعا کی طالب ہوئے اور دونون بزرگونسے رخصت ہوکر خوش وخرم واپس آئے۔ پھر ہمنے ایک اور مسجد مین زاہد بے ریا شیخ سلمہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اُنکے فیض صحبت اور دعا کی برکت سے بھی سعادت حاصل کی۔ اسی نام کے ایک اور بزرگ برہنہ سر مشہور ہین۔ اظہار عجز و نیاز کے سبب سے اُنھون نے کبھی اپنا سر نہین ڈھکا اُنکی زیارت کے واسطے بھی اُنکے مکان پر حاضر ہوئے مگر معلوم ہوا کہ جنگل کو تشریف لیگئے ہین۔ اس شہر مین اور اُسکے پہاڑ و نہین اصحاب خیر اور اہل ریاضت کی یہ کثرت ہی کہ شمار نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالی اُنکے انفاس متبرکہ سے اپنی مخلوق کو نفع پہنچاے۔ اسیطرح اس آبادی کے عام باشندے بردبار خلیق فقرا کی خدمت کرنیوالے۔ اور غربا سے محبت رکھنے والے ہین۔ خصوصًا موصل سے دیار بکر ممالک شام اور دیار ربیعہ تک جسقدر آبادیان ہین اُنکے باشندے فقرا اور مساکین کی ایسی تواضع کرتے ہین کہ اس راستے بھر کسی محتاج مسافر کو زاد راہ اور سامان سفر کی کوئی ضرورت نہین پڑتی اللہ تعالی اس گروہ کو اُنکے اعمال خیر کی جزا عطا فرمائے۔ یہان پر چھتے کا بازار نہایت خوشنما لکڑی سے بنا ہوا ہے۔ خرید و فروخت کرنے والے ہر وقت سایہ مین رہتے ہین اور ایک بازار سے دوسرے بازار مین اسطور پر جاتے ہین گویا کسی بڑے مکان کی راہونکو طے کر رہے ہین ہر چوراہے پر ایک گول بازار بنا ہوا ہے۔ اُسکے اُوپر چونے کا بلند قبہ تاج کی طرح نظر آتا ہے۔ بازار کے قریب ایک قدیمی جامع مسجد جسکی نئی ترمیم ہوئی ہے۔ پتھر کی نہایت خوش قطع عمارت ہی مسجد مین تین قبتے پتھر کے ستونونپر قائم ہین اور ہر قبہ کے نیچے شیرین پانی کا کنوان ہے۔ صحن نہایت وسیع ہی۔ وسط صحن مین ایک بلند قبہ دس بڑے بڑے ستونون پر قائم ہے ہر ستون

محیط نو بالشت ہے۔ قبہ کے بیچ مین ایک عظیم الشان عمود نصب ہی۔ اُسکا محیط پورے پندرہ بالشت کا ہے۔ قبہ کی چھت بُرج کی طرح اُوپر سے خالی ہے۔ کہتے ہین یہ قبہ رومیونکا بنایا ہوا ہے اور اسمین اُنکے سامان جنگ کا مخزن تھا۔ مسجد مین پانچ درجہ کا دالان ہے۔ ہر درجہ کی پندرہ قدم چوڑائی ہی دالانکی چھت لکڑی کی کڑیونسے پٹی ہوی ہے ہر کڑی دالان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ ستون چوڑی اور بڑی بڑی محرابون کی مسجد جسنے ابھی تک اور نہین دیکھی صحن کی طرف کے درجہ مین برابر برابر اُنیس دروازے ہین بیچ کا دروازہ بہت چوڑا اور بلند ہے۔ اسکی محراب اوپر سے نیچے تک خوشنما سانچے کی ڈہلی ہوی معلوم ہوتی ہے۔ یہ دروازہ عظمت و شان مین قلعہ کے دروازے کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ دروازونمین عمدہ لکڑی کے کواڑ نقش و نگار سے آراستہ ہین۔ یہ کواڑ قصر کے کواڑون کی طرح بنائے ہین۔ مسجد کے قریب خوبصورت بازار اچھی ترتیب سے بنایا ہے۔ اس مسجد کی سی خوبی اور اس بازار کی سی ترتیب ہمنے اور شہرونمین نہین دیکھی۔ شہر مین ایک مدرسہ۔ اور دو شفاخانے بھی ہین۔ شہر کے گرد بہت مضبوط چار دیواری تراشے ہوے پتھر کی ہے اسکے علاوہ شہر سے قریب مشرق کی طرف ایک نہایت مستحکم اور اُستوار قلعہ بھی بنا ہوا ہے قلعہ کے گرد گہری خندق ہے اور خندق کے کنارے پتھر سے پختہ کردئے ہین۔ شہر اور قلعہ کے درمیان مین ایک وسیع میدان ہے۔ اسیطرف ایک چھوٹی سی نہر شہر پناہ کی دیوار اور میدان کے بیچ مین جاری ہے۔ نہر کا منبع یہانسے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس شہر مین باشندونکی کثرت ہے بیشمار مسجدین ہین۔ ہر شے افراط سے ملتی ہے۔ تمام شہری سامان دستیاب ہوتا ہے۔ یہان کا حاکم مظفر الدین بن زین الدین ہے اور صلاح الدین کا ماتحت ہی۔ یہ ملک موصل سے نصیبین اور

دریاے فرات تک دیار ربیعہ کہلاتا ہے۔ اس ملک کی حدود نصیبین سے فرات تک راستے کی
جنوب مین اور دیار بکر سے سمت شمال مین مثل آمد اور میافارقین وغیرہ کے محسوب ہوتے ہین اس ملک کے
سب حکمران سلطان صلاح الدین کے ماتحت حکومت ہین کسی شخص مین اُسکے مقابلہ کی قدرت
نہین ہے۔ اگر سب جمع ہوکر باری باری سے بھی اُسکا مقابلہ کرین تب بھی عہدہ برآ نہین ہوسکتے
ان لوگونپر اُسکو یہ دسترس ہے کہ جسکا ملک چاہے چھین لے۔ اس آبادی مین ہمارا قافلہ بیرون
شہر دریا کے کنارے مقیم تھا۔ یہان پیر اور منگل دو روز قیام ہوا منگل کے دن بعد ظہر ہمنے
شیخ سلمہ برہنہ سر کی زیارت کی اور اُنکی دعا سے مستفید ہوئے۔ آج یہ بزرگ ہمین اپنی مسجد
مین ملے۔ یہ صاحب نیک صورت۔ کشادہ رو خوش خلق اور خندہ پیشانی ہین۔ اُنکے
چہرے سے آثار صلاح اور نشانات محبت ظاہر اور نمایان ہین۔ اُنکی زیارت سے فیضیاب ہوکر
ہمنے شکر ادا کیا کہ اللہ تعالی نے ہمین اپنے اولیا۔ صالحین کی زیارت سے سرفراز فرمایا۔
نوین تاریخ بدھ کی شب مین تھوڑی نیند لیکر یہانسے قافلے کا کوچ ہوا۔ رات بھر چلتے رہے
صبح کو تل عبدہ مین قیام کیا۔ یہ جگہ آباد ہے اور اُسمین پانی کا ایک چشمہ جاری ہے۔ اُسکے پاس
ایک بلند اور ہموار ٹیلا ہے اُسکی صورت بالکل ہموار میز کی سی معلوم ہوتی ہے۔ اُس ٹیلے پر پرانی
عمارتونکے آثار نظر آتے ہین۔ یہانسے مغرب کے وقت روانہ ہوکر موضع بیضا پر گذر ہوا۔ یہان
ایک بڑی سرائے نئی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بستی حرّان اور فرات کے وسط مین ہے اس
بستی کے سامنے راستے کے داہنی طرف شہر سروج نظر آتا ہے جسکی تعریف مقامات
حریری مین ابو زید سے منسوب کرکے لکھی ہے حریری کی تحریر کے موافق یہان باغات اور

سبزہ زار و نکی بہت کثرت ہی۔ جمعرات کی صبح کو ہمارا قافلہ فرات پر پہنچا۔ یہانپر کشتیونکے ذریعہ سے عبور کرکے قلعۂ نجم کے قریب قیام کیا۔ یہ قلعہ دریا کے کنارے نیا بنا ہوا ہے اُسکے گرد دیہاتیونکے مکانات ہین چھوٹا سا بازار گھانس والنے اور روٹی وغیرہ کا موجود ہے۔ آج قافلہ کے عبور کے انتظار مین یہین ٹھہرنا پڑا۔ فرات کو عبور کرتے ہی دیار شام اور سلطان صلاح الدین کی عملداری شروع ہوجاتی ہے۔ دریاے فرات ممالک شام اور دیار ربیعہ اور دیار بکر کی حد ہے اُسکے پرے رحبۂ مالک بن طوق ہے اُسکو رحبۃ الشام بھی کہتے ہین۔ فرات کے کنارے سے ایک پہر رات گئے قافلے کا کوچ ہوا اور گیارہوین تاریخ جمعہ کی صبح کو مقام منبج مین پہنچے

حالات شہر منبج

یہ شہر بہت کشادہ اور فراخ ہے۔ یہانکی ہوا بہت اچھی اور صاف ہی۔ شہر کی صورت خوشنما اور فضا عمدہ ہے۔ دن پُرلطف اور رات مثل سحر پُربہار ہوتی ہے۔ نسیم سحر کی خوشبو علالت دماغی کو دھوتی ہے۔ شہر کے شرق و غرب مین چمنستان اور درختان میوہ دار کی کثرت ہی۔ درختونکے نیچے خوشگوار پانی کے چشمے جاری ہین۔ یہان زمین مین پانی بہت قریب نکلتا ہے۔ اس سبب سے گھر گھر ایک ایک دو دو کنوین موجود ہین۔ پانی مزے مین شہد سے میٹھا ہے۔ شہر کے گرد بہت بڑی چار دیواری ہے۔ شہر کے اندر بازار اور چوراہے نہایت کشادہ اور وسیع ہین۔ دکانین بہت چوڑی چوڑی ہر طرف آباد ہین۔ ہر دکان وسعت اور بلندی مین بجاے خود ایک خزانہ یا گودام ہے۔ بازار یہانسے وہان تک پٹا ہوا سایہ دار ہی۔ اس نواح کی اکثر بستیونکے بازار اسی قسم کے دیکھنے مین آتے۔ یہ جگہ اہل روم کی پرانی آبادیونمین سے ہے۔ اُنکے اکثر آثار قدیمہ

یہان موجود ہین۔ چونکہ اس شہر پر بہت زمانہ گذر چکا ہے۔ اسواسطے خرابی اور ویرانی نے کچھ کچھ اثر کیا ہے۔ شہر کے سامنے شہر پناہ ہی بچا ہوا ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے۔ اسطرف کوئی ایسا شہر نہین ہے جسمین سلطانی قلعہ نہو۔ یہانکے باشندے صاحب خیر پکّے سُنّی اور شافعی مذہب ہین۔ اس نواح کے اکثر بدمذہبونکی طرح اُنکے عقائد نہین ہین۔ اُنکے معاملات بہت درست اور حالات نہایت سلیم ہین۔ راستبازی اور دینداری پر مستقیم ہین۔ ہم یہان بیرون شہر ایک باغ مین مقیم تھے۔ دن بھر یہان آرام کیا۔ آدہی رات کو یہانسے روانہ ہوکر بارہوین تاریخ ہفتے کے دن پھر دن چڑھے بُزاعہ مین داخل ہوئے۔

حالات شہر بُزاعہ

یہ بستی گاؤنسے بڑی اور شہر سے چھوٹی ہے۔ اہل شہر کی تجارت اور مسافرونکی ضرورت کے واسطے کافی ہے۔ آبادی کشادہ اور سواد پاکیزہ ہے۔ اُسکے قریب نہایت لطیف پانی کا ایک چشمہ جاری ہے اس پانی کے باعث سے یہانکے باغات اور سبزہ زار بڑی رونق پر ہین۔ آبادی کی بلندی کی طرف بہت پُرانا قلعہ ہے۔ کسی بادشاہ نے اُسکی درستی کا اہتمام کیا تھا مگر استحکام عمارت کی باعث عہدہ برآ نہوا۔ ناچار خفا ہوکر جابجا سے منہدم کرادیا۔ اس آبادی کے سامنے شیب کی طرف ایک قصبہ **باب** نامی ہے **حلب** اور اس آبادی کے وسط مین واقع ہے۔ اسکی آبادی کو آٹھ برس ہوئے ہین فرقہ **اسمعیلیہ** نے اُسے آباد کیا تھا۔ اس گروہ کے لوگ بالکل ملحد تھے اُنکی جماعت اس قصبہ مین جمع ہوگئی تھی اور اُنکی شدت کے سبب سے یہ راہ بالکل مسدود تھی۔ جب اُن خونخوار کافر ان متعصب ملک مین پھیلا اہل ملک کو اُنکی فعال اور اعمال سے عبرت آئی۔ چار و نظر سے محفوظ ہو جمع

ہوئی اور سب نے ملکر اس گمراہ قوم کا استیصال کیا۔ اس قصبہ کا کوئی متنفس زندہ نچھوڑا۔ اور انکی لاشوں
اس شیب کو بالکل پاٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے اہل اسلام کو اُنکے شر سے بچایا اور انکا
مکر اُنہیں کی گردن کا وبال ہوا۔ اس آبادی کے لوگ سب سنت جماعت ہیں۔ یہاں ہمارا قافلہ میدانین
مقیم ہے۔ دن بھر یہاں قیام ہوا شب کو یہاں سے کوچ کرکے رات بھر چلتے رہے۔
تیرہویں تاریخ اتوار کی صبح کو حلب میں پہنچے۔

حالات شہر حلب

اس شہر کے اوصاف مدت سے مشہور چلے آتے ہیں۔ یہ مقام نہایت پاک اور برگزیدہ ہے
اسکا مرتبہ بہت بلند ہے۔ قلعہ نہایت اونچا اور مضبوط ہے کوئی قلعہ اسکا ثانی نہیں ہے۔ دور مناسب
اور بلندی موزون ہے۔ تمام گوشے گویا تراشے ہوئے خوبصورت اور ہموار ہیں۔ استحکام ایسا ہے
کہ مرمت کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی موزونیت اور خوشنمائی عطا فرمائی
ہے۔ خوبیاں ازلی اور استحکام ابدی ہے مدتیں گذر گئیں اور عمریں تمام ہوگئیں مگر یہ مکانات
ہنوز باقی ہیں اُنکے اگلے باشندے کہاں ہیں کہ اپنی املاک اور جاگیر و نخوا کر دیکھیں؟ وہ حمدانی
امرا اور اُنکے مدح خوان شاعر کہاں گئے؟ فنا نے کسیکا نام تک نہ چھوڑا۔ افسوس کہ کوئی
پلٹ کر نہ آیا! حیف ہے کہ مالک مرجاتے ہیں اور اُنکی املاک باقی رہجاتی ہیں! دوسرے اُنپر
تصرف کرتے ہیں اور کوئی مانع نہیں ہوتا۔ تھوڑی سی ترمیم کرکے قابض ہوجاتے ہیں۔ یہ وہی
حلب ہے جسمیں ہزاروں بادشاہ گذرے جنکا صفحہ ہستی پر کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ انمیں بہت سے
جلیل القدر حکمران متصرف ہوئے جنہوں نے بیشمار معرکہ آرائیاں کیں اُسکے نام (حلب) ہیں

تانیث کا مادّہ ہے اسلئے غداری کے زیور سے آراستہ ہی۔ جو اُسمین طمع کرتا ہے اُسکے ساتھ
مکاری سے پیش آتا ہے۔ سب کے بعد ابن حمدان نے اس عروس کو دوبارہ ہر نعمت بنایا۔
مگر افسوس ہے کہ اُسکے شباب کو بڑھاپے نے بہت جلد زائل کر دیا۔ اور سرپرست کو موت
قضا نے باقی نچھوڑا۔ حوادث نے اُسکی طرف پیش قدمی کی اور خرابیان ہر طرف سے حملہ آور ہوئین
یہانتک کہ ملکین اور صاحب املاک سب فنا ہو گئے۔ مگر اس شہر کی شرافتونمین سے بڑی بزرگی
یہ ہے کہ جس جگہ شہر کا قلعہ ہے وہ پہلے ایک ٹیلا تھا اور اُسپر ایکبار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
مسکن اختیار کیا تھا اور اپنی بکریونکا دودھ دوہکر تصدق کیا تھا۔ (اہل عرب دودھ دوہنیکو حلب
کہتے ہین) اسواسطے اس مقام کا نام حلب مشہور ہوا۔ اُسجگہ ایک مکان زیارت کے واسطے بنا ہوا ہے
اُسمین لوگ تبرکاً نماز پڑہتے ہین۔ قلعونکی سب سے زیادہ خوبی آب و دانے کی کثرت تصور کیجاتی ہے
اس قلعہ مین دو جگہ بڑے بڑے پانی کے کنوین ہین اور اُنمین سوت جاری ہین۔ کنوؤن کے
سامنے شہر کی جانب دو اونچی اونچی دیوارین بنی ہوئی ہین۔ دیوارونکے نیچے ایسی گہری خندق ہے
جسکے عمق تک نظر کا پہنچنا دشوار ہے۔ اس خندق مین بھی سوت جاری ہین۔ کہانیکا سامان بیشمار
قلعہ مین موجود رہتا ہے۔ اس سے زیادہ قلعہ کے استحکام اور آرام کا کیا سامان ہو سکتا ہی قلعہ کی
دیوارین بہت بلند ہین۔ جابجا وسیع اور خوبصورت برج تعمیر ہین۔ ہر برج مین رہنے کے مکان اور
اُنپر اونچے اونچے بالاخانے اور محرابدار جھروکے بنی ہوی ہین۔ قلعہ کے اندر شاہی محل اور سلطانی
مکانات ہین۔ آبادی کا دور بہت بڑا اور وضع نادر ہے۔ چوڑے چوڑے بازار چار طرف آباد
ہین۔ سب سے بڑے بازار کی عجیب ترتیب ہی۔ یہ بازار دور تک سیدہا چلا گیا ہے۔ اور ہر پہلو مین

لوگونکی علحدہ علحدہ دکانین ہین اسی ترتیب سے کل پیشہ ور اس بازار مین بیٹھتے ہین۔ کل بازار لکڑی سے پٹا ہوا ہے۔ شہر کے باشندے ہر فصل سایہ مین آرام سے چلتے پھرتے ہین۔ بازار کا حسن نظر کو گرویدہ کرتا ہے۔ تماشائی کو آگے بڑھنے نہین دیتا۔ تاجرونکے گودام اور فروگاہین جامع مسجد کے گرد ہین۔ یہ مکانات پاکیزگی اور لطافت مین بجائے خود قطعہ گلستان ہین۔ وہان بیٹھنے والے کا دل ان مکانات کی سوا اور کسی چیز کے دیکھنے پر مائل نہین ہوتا۔ کل بازار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک سان ڈھال کر اسمین دروازے کھولدیے ہین جس سے دکانون کی سی صورت نظر آنے لگی ہے۔ دکانونکے اوپر لکڑی کی منقش جنگرے بنے ہوے ہین۔ غرضکہ اس بازار کا منظر نہایت ہی دلفریب ہے۔ اور ہر بازار کا سلسلہ جامع مسجد کے دروازے کے پاس منتہی ہوتا ہے۔

جامع مسجد حلب

یہ مسجد اعلیٰ درجہ کی نقاشی مسجدونمین سے ہے۔ صحن بہت وسیع ہے اور صحن کے گرد چوڑے چوڑے دالان ہین۔ سب دالانونکے دروازے قصر کی طرح صحن کی طرف کھلتے ہین۔ دروازونکی تعداد پچاس سے زیادہ ہے انکی موزونی اور زیبائی قابل دید ہے۔ وسط صحن مین دو عمدہ کنوین پانی کے موجود ہین قبلہ کیطرف والے دالان مین مقصورہ نہین ہے اسلئے بہت چوڑا اور کشادہ نظر آتا ہے۔ مسجد کے منبر پر گویا کل نقاشی ختم کردی ہے۔ ہمنے آجتک کسی ملک مین اس طرح کا منقش اور بازمنیت دار بیاض منبر نہین دیکھا۔ منبر کے اوپر لکڑی کے خوبصورت کنگرے اور خوشنما محرابین ہین۔ ان کنگرون اور محرابونپر آبنوس اور ہاتھی دانت کی بچے کاری ہے۔ منبر کے پاس محراب ہین جسمین اسی قسم کے نقش و نگار ہین۔ محراب کے اوپر چھت کی بلندی تک بھی اسی قسم کی نقاشی ہے۔ وطاق کی صورت

بالکل تاج کی طرح نظر آتی ہے۔ منبر اور محراب کے اِدھر اُدھر کی دیوارین بھی اسیطرح قسم قسم کی صنعت اور کارگیری سے آراستہ ہین جس سے دیکھنے والے کو حیرت اور تعجب ہوتا ہی۔

مسجد کے قریب مغرب کی طرف ایک مدرسہ خلیفہ کے نام سے منسوب ہی۔ یہ مدرسہ بھی حسن اور استحکام مین جامع مسجد کا نمونہ ہے اور دونون ایک دوسرے کے ہم پلہ ہین۔ مدرسے کی بڑی خوبی قابل لحاظ یہ ہے کہ اسکی قبلہ رو دیوار مین بالکل محراب دار کھڑکیان نصب ہین اور ان کھڑکیون کے سامنے دیوار کی لمبائی تک سراسر انگور کی سرسبز اور شاداب ٹٹیان ہین۔ ہر کھڑکی کے مُنہ پر انگور کے ترو تازہ خوشے لٹک رہے ہین کھڑکیون مین بیٹھنے والا بے تردد آسانی کے ساتھ خوشہ انگور توڑ سکتا ہی۔ اس مدرسے کے علاوہ شہر مین چار پانچ اور بھی مدرسے ہین اور ایک بہت بڑا شفاخانہ بھی ہے۔ غرضکہ یہ شہر اپنے حسن و خوبی کے باعث دارالخلافت کے لائق ہے۔ گر شہر کی تمام خوبصورتی اندہی اندر نظر آتی ہے۔ بیرون شہر کسیطرح کی آرائش نہین ہے۔ البتہ ایک چھوٹا سا پشمہ قبلہ کی طرف سے شہر کے نکل گیا ہے۔ اور شہر کے پڑاؤ کے بیچ مین سے ہوکر گذرا ہے۔ اُسمین ایک پن چکی بھی ہے۔ اور پڑاؤ کے قریب قریب کچھ باغات بھی ہین۔ پڑاؤ بہت چوڑا اور لمبا دور تک چلا گیا ہے۔ اسکی سرائے اور مکانات کا کوئی شمار نہین ہی۔ اس پڑاؤ کی **ابی اشکر** نامی سرائے مین ہمارا قیام تھا چار دن ہم یہان ٹھہرے۔

سترہوین تاریخ (۲۸ رجون) جمعرات کے دن ایک پہر دن چڑھے یہانسے روانہ ہوکر سہ کوس قبل **قنسرین** مین پہنچے۔ یہان تھوڑا سا ستاکر آگے بڑھے اور شب کو **تل تاجر** مین قیام کیا۔ قنسرین بہت مشہور شہر رہا ہے۔ گر آجکل بالکل خراب اور ویران ہے صرف کچھ کہنہ آثار اور

دیرینہ نشانات باقی ہین۔ اُسکی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دنہین کوئی نشان بھی باقی نرہیگا لیکن اس بستی کے دیہات بہت اور اچھی پیداوار کے ہین۔ ان گاؤنکی صورت بلاد اندلسیہ کے ضلع جیان کے دیہات کی سی ہے کہتے ہین اہل قنسرین نے اندلس کے فتح کے وقت اپنے ملک کی شباہت کے باعث مقام جیان مین اُترکر بود و باش اختیار کی تھی۔

پچھلی رات سے ہمارے قافلے کا پھر کوچ ہوا صبح کو موضع **باقدین** مین پہنچے یہان **ترکمان** سرائے مین ہمنے قیام کیا۔ یہ سرائے بہت عالیشان اور مستحکم ہے۔ اس راہ کی سرائین استحکام اور بلندی مین قلعونکا حکم رکھتی ہین۔ دروازونمین لوہے کے کواڑ ہین۔ یہانسے چلکر شب کو موضع **تمنی** مین ٹھہرے۔ آجکی منزل مین ہمین راستے کے داہنی طرف دور سے بلاد **معرّہ** کا سواد نظر آیا۔ اُنکی آبادی یہانسے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ان آبادیونکے گرد زیتون۔ انجیر اور پستہ کے درختونکی ایسی کثرت ہے کہ دو منزل تک برابر سایہ چلا گیا ہے۔ یہ آبادیان دنیا کی سب سے زیادہ شاداب بستیون مین شمار ہوتی ہین۔ اللہ تعالی نے انھین میوہ جات اور اجناس سے مالا مال کیا ہے ان مقامات کی اُسطرف جبل **لبنان** نظر آتا ہے۔ یہ پہاڑ بہت بلند ہے اور اُسکی لمبائی ایک دریا سے شروع ہوکر دوسرے دریا پر ختم ہوئی ہے۔ اس پہاڑ کے دامن مین فرقہ ملحدین اسمعیلیہ کے قلعے بنے ہوے ہین یہ مرتدونکا ایک گروہ ہے۔ ایک شعبدہ باز نے دعوی الوہیت کرکے ان لوگونکو مطیع کرلیا تھا شیطان نے اُنکی گمراہی کے واسطے **سنان** نامی ایک شخص کو انپر مسلط کردیا تھا۔ یہ لوگ اسکو پوجتے تھے اور اسپر اپنی جانین نثار کرتے تھے۔ اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نہین کرتا۔ اللہ تعالی اُنکی گمراہی سے بچائے اور دین اسلام کو فتنہ و فساد سے محفوظ

فرماے۔ الغرض یہ پہاڑ ممالک اسلام اور فرانسیسوں کے درمیان حد فاصل ہے اسکے پرے انطاکیہ۔ اور لاذقیہ وغیرہ ملک فرانسیسو کے قبضہ مین ہین اللہ تعالی اُنپر مسلمانونکو فتحیاب کرے۔ اس پہاڑ کے دامن مین ایک قلعہ ہے اُسکو حصن اکراد کہتے ہین۔ یہ قلعہ آجکل فرانسیسو کے قبضہ مین آگیا ہے۔ اس قلعہ پر ہوکر حماۃ۔ اور حمص کو راستہ جاتا ہے۔ اور یہ قلعہ ان دونون مقامات کے سامنے نظر آتا ہے۔ انیسوین تاریخ ہفتہ کی صبح کو مقام تمنی سے ہمارا کوچ ہوا اور دوپہر کے قریب حماۃ مین پہنچکر ایک سراے مین پڑاؤ کے قریب قیام کیا۔

حالات شہر حماۃ

یہ ایک مشہور اور قدیمی شہر ہے۔ مگر آبادی کچھ کشادہ نہین ہے۔ نہ شہر مین کوئی شاندار عمارت ہے۔ چھوٹے چھوٹے پست مکانات ہین۔ اور تنگ و تاریک گلیان ہین۔ اس بستی سے نظر کو کوئی لطف نہین ملتا۔ گویا اُسکا حُسن اُسکی تاریکی مین چھپا ہوا ہے۔ اگر زیادہ تلاش حُسن کیجاے تو البتہ شرق مین ایک وسیع نہر نظر آتی ہے۔ اُسکے کنارہ پر دولاب نصب ہین۔ ادہر اُدہر باغونکی قطارین ہین اس نہر کے ایک کنارے پر پڑاؤ کے قریب غسلخانے بنے ہوئے ہین۔ غسلخانونمین دولاب کے ذریعہ سے پانی پہنچایا جاتا ہے۔ غسل کرنیوالونکو ہر طرحکا آرام ملتا ہے۔ دوسرے کنارے پر مدینہ السفلی کے متصل ایک چھوٹی جامع مسجد ہے۔ اُسکی شرقی دیوار مین شہر کی جانب کھلی ہوئی محرابین ہین مسجد مین بیٹھنے والے کو اس منظر سے بہت لطف حاصل ہوتا ہے اسطرف سے نظر پھیرنے کو جی نہین چاہتا شہر کے مرور پرستی کے سامنے ایک بہت بلند اور استوار قلعہ ہے۔ اس قلعہ کی وضع بھی حلب کے قلعہ کی سی ہے مگر وسعت اور استحکام مین اُس سے کم ہے۔ دریا کا پانی قلعہ مین ہوکر گذرتا ہے

اسلئے یہ قلعہ پانی کی قلت اور غیر کے تصرف سے محفوظ ہی۔ شہر کی آبادی ایک نشیب مین واقع ہی ہے۔ یہ قطع زمین دور تک لمبا چلا گیا ہے۔ دونو طرف اونچے اونچے کنارے ہین گویا یہ بستی ایک گہری خندق مین آباد ہے۔ ایک طرف کا کنارہ بہت بلند پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے۔ اس کنارے کے نیچے شہر کا بڑا حصہ آباد ہے۔ اُس حصہ کو مدینۃ العلیا کہتے ہین اور شہر پناہ اسی اونچے کنارے پر مضبوط بنی ہوئی ہے۔ دوسرے کنارے ایک ٹیلے پر قلعہ تعمیر ہے۔ اس قلعہ کے نیچے شہر کا دوسرا حصہ آباد ہے۔ اس حصہ کا نام مدینۃ السفلی مشہور ہے۔ اِسی سمت مین نہر کا پانی جاری ہے۔ اس حصۂ شہر کی شہر پناہ تین طرف سے پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک جانب نہر کے باعث دیوار کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ نہر پر پتھر کا پختہ پل ہے۔ یہ پل مدینۃ السفلی سے شروع ہوکر شہر کے پڑاؤ پر ختم ہوا ہے۔ پڑاؤ بہت بڑا اور کشادہ ہی۔ اور اُسمین سرائے اور مکانات بہت ہین۔ وہان چھوٹا سا بازار اور ضروری سامان کی دکانین بھی ہین تاکہ مسافر کو شہر مین جانے کی ضرورت نہو۔ مدینۃ العلیا زیب و زینت مین دوسرے حصہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ اُسکا بازار مدینۃ السفلی سے بارونق اور آباد ہے۔ ہر قسم کی صنعت اور تجارت کا سامان موجود رہتا ہی اس حصہ مین بڑی جامع مسجد بھی ہے۔ ایک **شفاخانہ** اور تین مدرسے نہر کے کنارے چھوٹی جامع مسجد کے سامنے بنے ہوئے ہین۔ شہر کے باہر بہت کشادہ میدان ہے اُس میدان مین انگور کے درختون کی بہت کثرت ہی۔ اور ہر طرف کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ نہر کے دونون کنارون پر برابر باغات ہین اسوجہ سے اُسکا منظر بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اس نہر کا اکثا بہاؤ ہے۔ یعنی جنوب سے شمال کو بہتی ہے۔ اِسی لئے اُسکا نام **نہر عاصی** ہے یہی نہر پہلے

آگے بڑھکر حمص سے قبلہ کی سمت آبادی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر جاری ہے۔ اس مقام پر ہم شام تک مقیم رہے۔ شام کو یہانسے روانہ ہوکر رات بھر چلتے رہے۔ آدھی رات کے وقت اس شہر کے ایک پل سے عبور کیا یہ پل بھی پتھر کا پختہ بنا ہوا ہے۔ اس پل کے پاس شہر رستن ویران پڑا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ویران کیا تھا۔ اس شہر مین آثار قدیمہ بہت ہین۔ رومی قسطنطینیو نکا بیان ہے کہ یہان بہت بڑا خزانہ تھا۔ بیسویں تاریخ (یکم جولائی) اتوار کی صبح کو ہمارا قافلہ حمص مین پہنچا۔ یہان بیرون شہر ایک سرائے مین قیام کیا۔

حالات شہر حمص

یہ شہر کشادہ اور مستطیل ہے۔ اسکی لطافت اور پاکیزگی آنکھون کو رونق دیتی ہے۔ آبادی ایک وسیع میدان مین ہے جسکی انتہا تک نظر کا پہنچنا دشوار ہے بلکہ ہوا بھی اس میدان کی انتہا تک بہ مشکل پہنچتی ہے۔ گو شہر وسیع ہے مگر گرد و غبار کی کثرت ہے۔ نہ کہین درخت ہے، نہ سایہ نہ پھل ہے نہ پانی ہے۔ یہانکے باشندے تشنہ کامی کے شاکی ہین اسلئے کہ پانی بہت دور سے آتا ہے۔ یہانسے ایک میل کے فاصلے پر نہر عاصی جاری ہے اُسین سے پانی بھر کر شہر مین لاتے ہین۔ اس نہر کے دونون کنارون پر ایسے خوشنما باغیچے ہین کہ انکی تروتازگی آنکھون کو روشن کرتی ہے۔ دریا کا مخرج یہانسے ایک منزل کے فاصلے پر بعلبک کے سامنے بقاع دمشق کو جاتے ہوے راستے کے داہنی طرف ملتا ہے۔ اس شہر کے لوگ شجاعت اور اپنے دشمنون کی مراقبت مین مشہور ہین کیونکہ دشمنو نسے بہت قریب رہتے ہین۔ انکے بعد اس معاملہ مین اہل حلب کا مرتبہ ہے۔ اسوجہ سے یہانکی ہوا کی تازگی اور لطافت کی تعریف کرنی ضرور ہے گویا ہوا سے نخلہ

صنعت میں اُسکی شریک و ہمسر ہے۔ شہر سے قبلہ کی سمت ایک عظیم الشان اور مستحکم قلعہ ہے۔ اور شرق کی جانب ایک قبرستان میں حضرت خالد بن الولید اور اُنکے صاحبزادے عبدالرحمن اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ شہر کی شہر پناہ نہایت پرانی اور مضبوط سیاہ پتھر کی ہے اُسمیں اونچے اونچے لوہے کے کنگورے اور دروازے نصب ہیں۔ چار و نطرف پختہ برج بنے ہوئے ہیں۔ قلعہ کا منظر نہایت عمدہ اور بلندی بہت مناسب ہے۔ لیکن شہر کے اندر بالکل صحرا کی سی وحشت اور ویرانی کی سی حالت نظر آتی ہے۔ عمارتیں شکستہ اور بازار بے رونق پڑے ہیں اسوجہ سے اُسکی شہریت کا اعتبار ساقط ہو گیا ہے۔ ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اُس بستی کا کیا حال ہوگا جسکے اِدھر اُدھر تھوڑے ہی فاصلے پر کرد اقوام کے قلعے اور دشمنوں کی جاے پناہ ہو۔ اور قلعونکی آتش فساد کے شعلے بستی کو جلاتے رہتے ہوں۔ ہمنے جو یہاں ایک بزرگوار سے دریافت کیا کہ اس شہر میں کوئی شفاخانہ بھی ہے تو اُسنے یہ جواب دیا۔ "کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ سارا شہر بیمارستان ہے علٰحدہ شفاخانے کی کیا ضرورت ہے؟" یہاں ایک مدرسہ ہے۔ دُور سے اسجگہ کی قطع وضع اندلس کے اشبیلیہ کی سی معلوم ہوتی ہے اسکے دیکھنے سے اشبیلیہ کا نقشہ یاد آجاتا ہے۔ اسیوجہ سے اگلے زمانے میں اشبیلیہ کو حمص کہتے تھے۔ فتح اندلس کے وقت اہل حمص اپنے شہر کی شباہت کی وجہ سے اشبیلیہ میں آ اُتر پڑے تھے اگرچہ بالکل ایسی ہی صورت نہیں مگر کچھ شباہت پائی جاتی تھی اتوار کے دن ہمنے یہیں مقام کیا اور پیر کے دن (۲ جولائی) ظہر کے وقت یہانسے روانہ ہو کر شام کے قریب مقام مشعر میں ٹھہرے۔ یہاں جانوروں کو کھلا پلا کر مغرب کے وقت پھر روانہ ہوئے۔ رات بھر چلتے رہے

۲۲ تاریخ منگل کی صبح کو ایک پہر دن چڑھے **قارہ** مین پہنچے۔ یہ آبادی نصرانی ذمیون کی ہے مسلمان اسمین کوئی نہین رہتا ہے۔ یہانکے ایک عالیشان سرائے مثل قلعہ کے بنی ہوئی ہے اسکے بیچ مین ایک حوض ہر وقت پانی سے بھرا رہتا ہے حوض مین پانی نہایت ایک چشمہ سے آتا ہے چشمہ یہانسے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ اس سرائے مین ظہر تک ہمنے آرام کیا ظہر کے بعد یہانسے چلکر موضع **بنک** مین ٹھہرے۔ یہان شام کے کھانے پینے سے فراغت پاکر تھوڑی سے آرام کے بعد پھر کوچ کیا اور رات چلکر صبح کو **خان سلطان** نامی سرائے مین پہنچے۔ یہ سرائے سلطان صلاح الدین کی بنائی ہوئی ہے عمارت بہت مضبوط اور خوش قطع ہے۔ لوہے کا پڑا دروازہ لگا ہوا ہے۔ درمیان مین حوض ہے حوض مین ایک چشمہ سے پانی آتا ہے۔ حوض مین موریان ہین اُنکے ذریعہ سے گول چبوترہ مین پانی گرکر زمین کے نیچے چلا جاتا ہے **حمص** سے **دمشق** تک راستے مین آبادیان بہت ہین صرف تین چار مقام آباد ہین۔ اُنمین سے ایک اس سرائے کی آبادی ہے۔ یہانسے ظہر کے وقت روانہ ہوئے راہ مین **ثنیۃ العقاب** نامی ٹیکری پر گذر ہوا۔ یہانسے دمشق کا میدان اور غوطہ نظر آتا ہے۔ اس ٹیکری کے پاس دو راستے ملے ہین ایک وہ راستہ ہے جسکو ہم چھوڑ کے آئے ہین اور دوسرا راستہ شرق کی طرف جنگل مین ہوتا ہوا سیدہا عراق کو گیا ہے اگرچہ یہ راہ سیدہی ہے مگر صرف جاڑونمین جاری رہتی ہے۔ اس ٹیکری سے اُتر کر پہاڑونکے درمیان ایک میدان مین ہمارا قافلہ ٹھہرا۔ شام کو موضع **قصیر** مین قافلے کا قیام ہوا۔ یہان بہت بڑی سرائے ہے اور اُسکے سامنے پانی کی نہر جاری ہے آدھی شب بسر کرکے صبح کے وقت پھر کوچ کیا۔ یہانسے ہمارا راستہ بالکل گنجان اور خوشنما باغات کے درمیان مین ہے اور اُسکے

اوصاف بیان سے باہر ہین۔ آج چوبیسویں تاریخ (۵ جولائی) جمعرات کی روز قریب دوپہر ہمارا قافلہ دمشق مین پہنچا۔

حالات ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ

۱۱ جولائی کو بدھ کی شب چاند دکھائی دیا۔ الحال ہم دمشق مین جامع مسجد کے پیچھے دار الحدیث مین ٹھہرے ہوئے ہین۔

حالات شہر دمشق

یہ شہر مطلع حسن اور ممالک مشرقی کی جنت ہی ہماری سیاحت مین اسلامی مقامون سے آخری شہر ہے۔ ہماری دیکھی ہوی آبادیون مین گویا یہ ایک دلہن ہے۔ ریاحین کی کثرت نے اس عروس کو پھولونکے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ باغونکے احاطہ نے گویا سبز ریشم کا لباس پہنایا ہے۔ یہ بستی اپنی خوبی کے اعتبار سے نہایت مناسب جگہ پر موزون ہوی ہے اور اپنی مسند عروسی پر خوشنما جلوہ دکھا رہی ہے۔ اللہ تعالی نے اسے حضرت عیسی اور آپکی والدہ حضرت مریم علیہما السلام کے مقدم پاک سے مشرف فرمایا ہے۔ آپکی پیدائش کا ٹیلا اور پانی کا چشمہ ابھی جگہ ہے۔ درختونکا سایہ گنجان اور پانی خوشگوار ہے۔ ہر طرف پانی کی نہرین سفید سانپ کی سی لہرین لے رہی ہین۔ باغونکی ہوا بیمارونکو تندرست کرتی ہے۔ مشتاقونکو اپنی خوبی اور صفائی دکھا کر زبان حال سے اسطرح پکارتی ہے۔ "آ رام گاہ حسن مین آئے"۔ پانی کی یہ کثرت ہے کہ زمین شادابی سے تنگ آکر تشنہ کامونکی مشتاق ہے سخت سے سخت پتھر کا یہ کلام ہے اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنے پانو سے زمین کو ٹھکرا دو تمہارے

نہانے اور پینے کے لئے یہ ٹھنڈا پانی حاضر ہے۔ سورۂ ص آیت ۴۱)

آبادی کے چاروں طرف باغات کا ایسا حلقہ ہے جیسے ماہتاب کے گرد ہالہ یا پھولکے گرد شگوفہ اسکے شرق میں غوطہ دمشق حد نظر تک سرسبز و شاداب ہے جسطرف نظر جاتی ہے سبزہ زار دامن اُلجھہ کر رہجاتی ہے۔ اُسکی تعریف میں لوگوں نے سچ کہا ہے۔

(جنت اگر زمین پر ہے تو دمشق ہے اور اگر آسمان پر ہے تو اُسکے مقابل ہے)

دمشق کی جامع مسجد

یہ مسجد اہل اسلام کی مشہور مساجد میں سے ہے۔ اُسکا حُسن صنعت توصیف سے مستغنی ہے۔ اُسکی شہرت اطراف عالم میں اظہر من الشمس ہے۔ اس مسجد کی بڑی صنعت یہ ہے کہ اُسکے اندر نہ ابابیل گھونسلا رکھ سکتی ہے اور نہ مکڑی جالا پورسکتی ہے **ولید بن عبد الملک** نے بڑے اہتمام سے اُسے تیار کرایا ہے۔ اُسنے صاحب قسطنطنیہ کو بہت بڑی تہدید آمیز تحریر بھیجکر بارہ ہزار کاریگر طلب کرکے مسجد کی تعمیر پر مقرر کئے۔ تمام دیوارین سنگھری فیسفسا[1] کے نگینوں سے آراستہ کی ہین اور اُسمین جڑھاؤ کی رنگ امیزیان کرکے نہایت دلفریب بیل بوٹے بنائے ہین جنکے نظارے سے آنکھین نہین چکچاچوندلگتی ہے۔ اُسکی تعمیر مین **ابن المعلی الاسدی** کی تحریر کے موافق سو صندوق دینار اونکے صرف ہوے ہین۔ اور ہر صندوق مین دو لاکھ اٹھاسی ہزار دینار[2] تھے۔ پہلے اس مسجد کے دو حصے تھے۔ شرقی حصے مین مسجد اور غربی مین گرجا تھا۔

---

[1] فیسفسا ایک قسم نگینے کی ہے جو مکانونکے اندر زیبائش کے واسطے لگائے جاتے ہین۔

[2] یہان اصل عربی نسخہ کی عبارت مین کچھ غلطی ہے کل مجموعی تعداد حساب سے ٹھیک نہین ہوتی اسلئے صرف اسقدر عبارت کا ترجمہ کردیا اور مجموعی تعداد کو چھوڑ دیا۔

کیونکہ جسوقت یہ شہر مسلمانون نے فتح کیا ہے اُسوقت حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ شرق کی طرف سے لڑتے ہوے شہر مین داخل ہوے اور حضرت ابو عبیدۃ ابن الجراح رضی اللہ عنہ غرب کی جانب سے شرائط صلح پر تشریف لائے دونون صاحبون کی نصف کلیسا مین ملاقات ہوئی۔ اس لئے نصف کلیسا بوجہ معاہدہ قایم رہا اور نصف کو اہل اسلام نے توڑکر مسجد بنالیا ولید نے نصاریٰ کو اس باقیماندہ کے معاوضہ مین بہت کچھ دینا چاہا مگر اُنھون نے قبول نہین کیا۔ مجبور ہوکر بجبر جبرین کر مسجد مین شامل کرلیا۔ نصارا نے گمان نہا کہ جو کوئی ہمارے کلیسا کو توڑے گا دیوانہ ہوجائیگا۔ اسلئے ولید نے پہلے اپنے ہاتہ سے اُسکو توڑا اور کہا کہ "پہلے خدا کی راہ مین مین دیوانہ ہوتا ہون" پھر تمام مسلمانون نے ایکبارگی مسمار کردیا۔

عمر عبد العزیز کی خلافت کے وقت نصارا نے پھر استغاثہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے معاہدے دکہلائے۔ عمر عبد العزیز کا ارادہ اُس زمین کے مسترد کرنیکا ہوگیا۔ مسلمانونکو اس معاملے مین سخت تشویش ہوئی۔ سب نے متفق ہوکر نصارا کو بہت سے مال ومتاع پر راضی کرلیا

اس مسجد کے فضائل مین ہمنے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر دیکھی آپنے لکھا ہے "اس مسجد کی ایک نماز تیس ہزار نمازونکی برابر ہے" ابن المغلی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے۔ "اس مسجد کی قبلہ رو دیوار کی بنیاد حضرت ہود علیہ السلام کے دست مبارک کی رکھی ہوئی ہے" حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے دنیا کی خرابی کے بعد چالیس برس تک اسی مقام پر عبادت کی ہے۔ یہ مسجد شہر کی آبادی مین کسقدر شمال کی طرف واقع ہے۔ اُسکا طول شرق سے غرب کو دو سو قدم ہے جسکے تین سو ہاتہ ہوئے۔ قبلہ کی سمت سے شمال کو

ایک سو تیس قدم ہے جسکے دو سو ہاتہ ہوئے۔ اس حساب سے کل مربع رقبہ چوبیس بیگہ مربع[1] ہے۔ اسیقدر رقبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حساب کیا گیا ہے۔ صرف عمارت اسقدر ہے کہ مسجد نبوی کا طول قبلہ کی سمت سے شمال کو ہے۔ اور اسکا مشرق سے مغرب کو ہے قبلہ کی سمت تہیرا دالان ہے۔ اور باقی ستون ہین اکہرا قبلہ کی طرف کے دالان کا ہر درجہ اٹہارہ قدم چوڑا ہے۔ اور ایک قدم ڈیڑہ ہاتہ کا مانا جاتا ہے۔ ان تینون درجون مین اڑسٹہ ستون ہین انمین سے چوتن ستون تو پتھر کے ہین اور آٹہ پیل پائے چونے کے پختہ بنے ہوے ہین دو در صحن کی جانب دیوار مین کھدے ہوے معلوم ہوتے ہین اور چار پیل پائے بیچ کے درجے مین قبۂ رصاص کے نیچے قائم ہین۔ یہ پیل پائے عجیب و غریب صنعت کے ہین اور طرح طرح کے نگینونسے آراستہ ہین۔ دان نگینون مین قسم قسم کے دائرے اور محراہین نہایت خوش نما بنائی ہین۔ ہر پیل پائے کی چوڑائی سولہ بالشت اور بلندی بیس بالشت ہی۔ ہر پیل پائے کے درمیان دالانکی طول مین سترہ بالشت اور عرض مین تیرہ بالشت کا فاصلہ ہی اور پیل پائے کا دور پورا بہتر بالشت ہے اور طرف کے دالانونکی چوڑائی صرف دس بالشت ہی۔ اور تینون سمتونکے دالانونمین سینتالیس ستون ہین انمین سے چودہ چونے کے پیل پائے ہین اور باقی سب ستون ہین۔ مسجد کے صحن کی چوڑائی دونون طرف کے دالانونکے علاوہ پورے سو ہاتہ ہے۔ تمام دالانون کی چھتون کے اوپر سیسے کے تختے جڑے ہوئے ہین۔ قبلہ رو دالان کے درمیان مین محراب کے قریب قبۂ رصاص نہایت بلند بنا ہوا ہے۔ اُسکے نیچے محراب سے لیکر صحن تک ایک خوبصورت گرونا بنایا ہے۔ اسکا طول

[1] مربع ایک پیمانہ مغربی مساحت کا ہے۔

صحن سے لیکر محراب تک نیس قدم ہے۔ گردنے کے نیچے چھوٹے چھوٹے تین قبہ ہین ایک صحن کی جانب۔ دوسرا محراب سے ملا ہوا۔ اور تیسرا خاص قبہ رصاص کی بلندی کے نیچے بنایا ہے قبہ رصاص کے جوف مین ہوا بھرتی رہتی ہے۔ ان قبون کی ہیئت مجموعی دیکھنے سے عجیب منظر نظر آتا ہے۔ اس مقام کا نام لوگون نے نسر رکھا ہے اور قبہ رصاص کو نسر طائر سے تشبیہ دیتے ہین۔ گویا قبہ رصاص کا گنبد گدکا سر اور نیچے کا صحن گردنا اُسکا سینہ ہے۔ اور محراب کے دونون طرف کی دیوارین اُسکے بازو معلوم ہوتے ہین۔ شہر کی ہر سمت سے پہلے یہی قبہ سب عمارتون سے بلند نظر آتا ہے گویا فضائے آسمانسے ملا ہوا ہے۔ اس عمارت مین چوہتر روشندان (شمسیا) ہین۔ ان روشندانون مین رنگ برنگ کے منھری جدولونکے شیشے لگے ہوئے ہین۔ اُنمین سے دس روشندان قبہ رصاص کے نیچے والے قبہ مین اور چودہ محراب کے پاس والے قبہ مین ہین محراب والی دیوار مین محراب کے داہنے بائین چوالیس روشندان ہین اور صحن کی جانب والے قبہ مین چوبیس روشندان ہین اسکے علاوہ صحن والی دیوار مین صحن کی طرف سینتالیس روشندان ہین۔ مسجد مین تین مقصورے ہین۔ ایک مقصورہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے۔ اسلام مین پہلی بار یہی مقصورہ بنا ہے۔ گویا یہ آپ کی ہی ایجاد ہے۔ اسکی محراب کے سامنے لوہے کا دروازہ لگا ہے اس دروازے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ محراب مین داخل ہوتے تھے۔ اس مقصورہ کی محراب کے داہنی طرف حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے۔ اس مقصورہ کے عقب مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مکان تہا۔ آجکل اس مقام پر کسیرون کا بہت بڑا بازار بنا ہوا ہے یہ بازار مسجد کی قبلہ رو دیوار کے نیچے نیچے بہت لمبا چلا گیا ہے اور اُس سے زیادہ خوبصورت

کوئی بازار نہین ہے۔ اس بازار کے قریب ایک مقام دار الخیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ آجکل اُسمین آبادی ہے اور کمّادیونکے رہنے کی جگہ ہے۔ مذکورۂ بالا مقصورہ کا طول چوالیس بالشت اور عرض اس سے نصف ہے۔ اس مقصورہ کے غرب مین دوسرا مقصورہ وسط مسجد مین ہے یہ مقصورہ کلیسا کو مسجد مین داخل کرنے کے وقت بنایا گیا ہے۔ پہلے اسجگہ گویا مسجد کی دیوار تھی۔ اب مسجد کے وسیع ہونے سے یہ مقام وسط مسجد مین آگیا ہے۔ پہلے مقصورے سے یہ مقصورہ بڑا ہے خطیب کا ممبر اور نماز کی محراب اسی مقصورے مین ہے۔ دیوار کے سامنے غرب کی جانب ایک اور مقصورہ خلیفہ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اُسمین درس و تدریس ہوتا ہے اور نماز بھی پڑھتے ہین اُسکے سامنے ایک جگہ (زاویہ) لکڑی کی جالیونسے گھری ہوی ہے یہ بھی ایک چھوٹا سا مقصورہ معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح مسجد کی شرقی دیوار سے ملا ہوا ایک اور زاویہ چھوٹے مقصورے کی طرح نظر آتا ہے۔ یہ مقام کسی ترکی سردار کے نماز پڑھنے کا مصلّی ہے اس مسجد مین بہت سے زاویہ اسی ترتیب سے بنے ہوے ہین جنمین طالب علم علیحدہ بیٹھکر نوشت و خواند کی مشق کرتے ہین ان زادیونسے طلبا کو بہت آسائش ہے۔ قبلہ کی سمت کے دالان مین صحن کی جانب بیس دروازے برابر برابر نہایت خوش قطع بنے ہوے ہین۔ ان دروازون پر چونے سے بنی ہوی بہت خمیدہ محرابین رہشندانون کی طرح گول ہین۔ ان محرابونکی گولائی اور ایک دوسرے سے اتصال نظر کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ باقی تین سمتونکے دالانونمین صحن کی جانب خوبصورت دریچے ہین ان دروازونکے اوپر محرابدار دروازے صحن کے چارو طرف بہت اچھے معلوم ہوتے ہین غرضکہ مسجد کے صحن کا منظر بہت ہی خوشنما اور پرفضا ہے۔ یہ مقام اہل شہر کے

واسطے بڑی تزہت گاہ ہے۔ شام کے وقت یہان کثرت سے آدمی جمع ہوتے ہین اور باب
جیرون سے **باب برید** تک غول کے غول ادہر اُدہر پھرتے رہتے ہین۔ کوئی کچھ بیچتا ہے
کوئی آپسمین باتین کرتا ہے۔ عشا کے وقت تک یون ہی مجمع رہتا ہے۔ صبح کے وقت بھی
اِسی کے قریب قریب جماؤ ہوتا ہے۔ گر شام کو مجمع اکثر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر نیا آدمی دیکھے
تو اسکو رمضان کی ستائیسوین شب کا گمان ہو۔ یہ مجمع یہان ہر روز بلا ناغہ ہوتا ہے۔ بیباک
لوگون نے اس جماعت کا نام **حرّاثین** (دہقانی) رکھا ہے مسجد کے تین مینار ہین۔ ایک مینار
غرب کی جانب نہایت عظیم الشان ہے۔ اُسکی عمارت قلعہ کے برج کی طرح مضبوط اور بلند ہے
اور اُسکے اطراف مین مسافرونکے رہنے کیواسطے بہت سے مکانات اور حجرے بنے ہوئے ہین
سب مکانونکے علیحدہ علیحدہ دروازے ہین۔ اکثر اصحاب خیر ان مکانونمین رہتے ہین جسسے
اوپر کے مکان مین **ابی حامد الغزالی** رحمۃ اللہ علیہ کے اعتکاف کا مقام ہے۔ آجکل اُسجگہ مولانا
ابو عبد اللہ بن سعید زاہد تشریف رکھتے ہین۔ یہ صاحب قبیلہ **یحصب** کے قلعہ کے باشندے
ہین جو بنی سعد مشہور قبیلہ کی قریب ہے۔ دوسرا مینار شرقی طرف اسی وضع کا ہے۔ تیسرا شمال
کی طرف **باب ناطفین** کے اوپر تعمیر ہے۔ صحن مسجد مین تین قبتے ہین جسسے بڑا قبتہ
غرب کی جانب واقع ہے اور پتھر کے آٹھ ستونونپر ایک بڑے برج کی طرح قائم ہے
کل عمارت خوشنما اور رنگ برنگ کے نگینونسے آراستہ ہے۔ دیکھنے مین ایک پرفضا
روضہ معلوم ہوتا ہے۔ گنبد سیسے کا بنا ہوا گویا ایک بڑا سا تودہ ہے۔ کہتے ہین مسجد کے مالی مساب کا
یہی قبہ خزانہ تھا اور مسجد کے مصارف کے واسطے آٹھ ہزار دینار صوریہ جو پندرہ ہزار دینار موحدیہ کے

برابر ہین مقرر تھے۔ دوسرا قبہ وسط صحن مین کسیقدر چھوٹا ہے اور چار ستونونپر سنگ رخام سے بنایا ہے۔ اسکی عمارت ہشت پہل ہے اور نادر صناعی کی ہے۔ گردین لوہے کی جالیان ہین۔ قبہ کے اندر پانی کی ایک ٹونٹی لگی ہوی ہے جسمین سے پانی بہت زور سے اُگر کر نیچے گرتا ہے۔ اور دور سے چاندی کی سلاخ کی طرح نظر آتا ہے۔ لوگ اس پانی کو مُنہ مین لینے کے واسطے جالیونکے گرد ہجوم کرتے ہین۔ اس قبہ کو قفص الماء کہتے ہین۔ تیسرا قبہ مشرق کی جانب آٹھ ستونونپر قائم ہے اُسکی عمارت بھی قبہ غربی کی طرح خوش قطع ہے۔ مگر اُس سے کسیقدر چھوٹا ہے۔ شمال کی طرف صحن مین ایک دروازہ ہے اُسمین سے ایک بڑی مسجد مین جانے کی راہ ہے اُس مسجد کے صحن مین ایک پتھر کا بڑا حوض ہے۔ حوض مین ہر وقت پانی جاری رہتا ہے اُسکے وسط مین عمود پر سنگ سفید کا بڑا کاسہ نصب ہے۔ کاسہ کے بیچ مین ایک سوراخ ہی۔ اُس سوراخ کے ذریعہ سے حوض کا پانی اُوپر چڑہکر کاسے کے کنارونسے چارونطرف گرتا رہتا ہے اس جگہ کا نام کلاسہ مشہور ہے۔ آج ہمارے ساتھی ابوجعفر الفنکی القرطبی نے اسی مسجد مین نماز پڑہائی۔ اُنکی بزرگی اور خوش الحانی کی وجہ سے بہت سے آدمی اس جماعت مین شامل تھے۔ دوسرا دروازہ شرق کی جانب ہی۔ اس دروازے مین سے بھی ایک بہت خوش قطع مسجد کو راستہ جاتا ہے شیعہ اس مسجد کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب کرتے ہین اُنکے طریقہ اختراپردازی پر یہ روایت بھی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی دروازے کے مقابل یعنی مغرب کی جانب دالان کے اندر شمال و مغرب کے کونے مین ایک چھوٹے سے مکان پر کپڑے کی پوشش چڑہی ہوئی ہے اور اُسکے آگے بھی پردا پڑا ہے۔ اس مکان کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب کرتے ہین

کہ آپ یہان بیٹھکر حدیث شریف بیان فرمایا کرتی تہین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا تشریف
مین تشریف لانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ لیکن اس آخری روایت کی
نسبت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی مسجد کی روایت بہت زیادہ معتبر جانتے ہین بعض کا
بیان ہے کسی نے آپکو خواب مین اس مقام پر نماز پڑہتے دیکہا تہا اسلئے یہ مسجد آپکے اسم
مبارک سے تعمیر ہوئی ہے۔ قصہ مختصر یہ جامع مسجد حسن و خوبی مین بیمثل اور بے نظیر ہے۔ اسکے اندر
باہر تمام سنگہری سنگینے جڑہے ہوئے ہین اور انمین طرح طرح کی ایسی صناعیان کی ہین جنکی نظیر اس زمانے
مین محال ہے چونکہ دوبار اس مسجد مین آگ لگی اور عمارت کی تجدید ہوئی اسوجہ سے اکثر پتھر ضائع
ہوگئے ہین اور پہلی سی رونق نہین رہی ہے مگر اسکی محراب اور تینون قبے ہنوز پہلی حالت پر
قائم ہین۔ یہ محراب اہل اسلام کی تمام محرابون مین نادر اور عجیب الصنعت ہے۔ سر سے پانک سنگہری نگ
بڑی تیزی سے دمکتا ہے اور درمیان مین چہوٹی چہوٹی محرابین دیوار سے لگی ہوی چہوٹے چہوٹے
ستونونپہ قائم ہین ستون گنگن کی طرح اٹہے ہوئے بہت خوشنما اور سڈول بنے ہین بعضکا
رنگ سرخ ہی۔ اور بالکل شاخ مرجان کی طرح نظر آتے ہین محراب کی سجاوٹ اور اسکے قریب قریب
ترتیب اسپر سنہری روشندانونکا عکس اور انکی روشنی سے مختلف الالوان نگینونکی شعاعونکے انعکاس سے
عجیب لطف پیدا ہوتا ہے اور اسکی آب و تاب نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ ان خوبیونکی پوری کیفیت بیان
کرنے کے واسطے الفاظ نہین ملتے۔ اللہ تعالے اپنے ذکر کے ساتہ اس عمارت کو آباد رکہے۔
اس محراب کے مقصورہ کی شرقی دیوار مین ایک خزانہ ہے۔ اسمین حضرت **عثمان** رضی اللہ عنہ کا
مرسلہ ایک قرآن شریف رکہا ہوا ہے۔ روزمرہ خزانہ کہلتا ہے۔ اور مصحف مبارک کی زیارت سے لوگ

مشرف ہوتے ہین۔

مسجد کے چار دروازے ہین قبلہ کی سمت کے دروازے کا نام **باب الزیادہ** ہی۔ دروازے کے بازو بہت بلند ہین اور دہلیز نہایت وسیع ہے اُسکے اندر موچیونکی دکانین ہین۔ اسی دروازے سے دارالخیل کو راستہ جاتا ہے۔ اندر سے نکلتے ہوئے بائین طرف کسیرو دکانکا بازار ہے اسجگہ پہلے حضرت **امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ اِس بازار کا نام خضرا ہے مسجد کا دوسرا دروازہ شرق کی طرف ہی۔ اور سب سے بڑا ہے اُسکو **باب جیرون** کہتے ہین۔ غربی دروازے کا نام **باب البرید** اور شمالی کا **باب الناطفین** ہے۔ ان تینون دروازونکی دہلیزین چڑی چوڑی ہین اور ہر ایک دروازے سے گذر کر بڑے بڑے اور دروازے ملتے ہین۔ پہلے یہ بڑے دروازے کلیسا کے تھے۔ ہنوز اُنھین اُسی حالت پر قائم رکھا ہے۔ سب سے عمدہ منظر باب الجیرون کی دہلیز کا ہے۔ اِس دروازے سے نکلتے ہی ایک بہت لمبا دالان ہے، اور اُسکے پانچ محرابدار دروازے اس دہلیز کے مقابل واقع ہین اور اونچے اونچے ستونون پر قائم ہین۔ دالان کی بائین طرف ایک خوبصورت روضہ ہے۔ جہان حضرت **امام حسین** علیہ السلام کا سر مبارک رکھا گیا تھا اور پھر وہانسے **قاہرہ** کو لے گئے۔ اس روضہ کے قریب عمر عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوی ایک مسجد ہے اور اُسکے سامنے ایک چشمہ جاری ہے۔ دالان کے سامنے نیچے کو سیڑہیان بنی ہوی ہین اور اِن سیڑہیون سے اُترکر ایک دروازے کی دہلیز پر پہنچتے ہین۔ وہ دہلیز خندق کی طرح گہری ہے اور اسکا دروازہ اسقدر بلند ہے کہ مشعل سے نظر اُسکی چوٹی تک پہنچتی ہے۔ دروازے کے گرد بڑے بڑے ستون بلندی مین درختون کی طرح اور موٹائی مین پہاڑونکی مثل قائم ہین۔ اسیطرح دہلیز کے

دونوں طرف برابر برابر بہت سے ستون بنے ہوئے ہیں ستونوں پر گول چھت ہے اور اُسمیں عطر و روغن کی دکانیں ہیں دکانوں کے اُوپر ایک طویل چھت ہے۔ اُسپر مکان اور کوٹھریاں کرایہ کے واسطے بنی ہوئی ہیں۔ کوٹھریوں کے گرد ایک سطح کہلا ہوا ہے۔ جہاں ان مکانات کے رہنے والے شب کو آرام کرتے ہیں۔ وسط دہلیز میں ایک بہت بڑا گول حوض پتھر کا ہے اور اُسپر ایک خوبصورت قبہ پتھر کے ستونوں پر قائم ہے۔ قبے کی چوٹی سیسے کی ہے اور وہ اُوپر سے کھلے ہوئی ہے۔ حوض میں ایک برجی فوارہ ہے اور اُسکا پانی قد آدم سے زیادہ اونچا اُڑتا ہے۔ اُسکے اطراف میں چھوٹے چھوٹے فوارے ہیں اُنمیں سے سفید اور شفاف پانی چاندی کی سلاخوں کی طرح نکلتا ہے۔ گویا یہ فوارے پانی کا ایک درخت ہیں جسکی شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ فوارے کا منظر ایسا دلچسپ ہے جسکی تعریف احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔

جامع مسجد دمشق کی عجیب و غریب گھڑی

باب البیرون سے نکلنے والے کے دہنی طرف دالان کی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی (غرفہ) ہے اور اُسکی قطع بڑی محراب کی سی ہے۔ اُسکے اندر پیتل کی چھوٹی چھوٹی محرابدار کھڑکیاں ہیں۔ ان کھڑکیوں کے دروازے دن کی گھڑیوں کی شمار کے مطابق بنائے ہیں۔ اُنمیں سے اول اور آخر دروازوں کے نیچے پیتل کے دو طاس ہیں اور طاسوں کے کنارے پر پیتل کے دو باز سے ہوئے ہیں اُنمیں صنعت ہندسیہ کچھ اسطرح صرف کی ہے کہ ہر ساعت کے ختم پر یہ دونوں باز گردنیں جھکا کر اپنی چونچوں سے دو گولیاں طاسوں کے اندر ڈالتے ہیں اور طاسوں میں سے آواز بلند ہوتی ہے اس ترکیب کو دیکھکر جادو کا گمان ہوتا ہے۔ طاسوں کی نلی میں ایک سوراخ ہے۔ اُسکے ذریعہ سے

یہ گولیان دیوار کے اندر اندر بڑی کھڑکی کی طرف آجاتی ہین۔ اور اُن دروازونمین سے ایک دروازہ پیتل کی تختی سے خود بخود بند ہوجاتا ہے۔ اسیطرح ہر ایک گھڑی کے بعد دروازے بند ہوتے چلے جاتے ہین جب سب دروازے بند ہوچکتے ہین تو پھر از سر نو حساب شروع ہوتا ہے رات کے واسطے یہ تدبیر کی ہے کہ بڑی کھڑکی کی محراب مین چھوٹے چھوٹے تانبے کے بارہ دائرے بنائے ہین۔ اُن دائرونکے محاذی داخل دیوار آئینے لگے ہوے ہین اور یہ آئینے چھوٹی محرابدار کھڑکیون سے پیچھے کو دبے ہوئے ہین۔ آئینون کے عقب مین ایک چراغ پانی کے ذریعہ سے اسطرح گردش کرتا ہے کہ ہر ساعت کے ختم ہونے پر وہ چراغ ایک آئینہ کے مقابل آکر اُسکو روشن کردیتا ہے۔ آئینہ کی سُرخ شعاعین اپنے مقابل کے دائرے پر منعکس ہوتی ہین۔ ناظرین کو ایک سرخ دائرہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی ترکیب سے ساعت بساعت دائرے روشن ہوتے جاتے ہین اور رات کی سب گھڑیان ختم ہوکر کل مائے سُرخ ہوجاتے ہین اسمین چار آدمی مامور رہین۔ کھڑکیونکو کھولدیتے ہین اور گولیونکو دوبارہ اُنکے مقام پر پہنچادیتے ہین۔ اور اس گھڑی کا نام میقاتیہ ہے۔ باب غربی کے سامنے بقال اور عطارونکی دکانین ہین اور بیچ مین میوہ فروشونکا بازار ہے اُسکے اُوپر ایک بلند دروازہ ہے اور اُسکے اونچے اونچے در ہین دروازے پر سیڑھیونکے ذریعہ سے چڑھتے ہین۔ سیڑھیونکے نیچے دونون طرف پانی کے دو مدور خزانے ہین۔ ہر خزانے مین پانچ پانچ ٹونٹیان ہین اور انہین سے پانی پتھر کے ایک مستطیل حوض مین گرتا ہے شمالی دروازے کے سامنے برابر برابر چبوترے بناکر اُنکے گرد لکڑی کی جالیان لگادی ہین۔ انمین معلم مشیخہ بچونکو پڑھاتے ہین۔ داہنی طرف اہل تصوف کے واسطے ایک خانقاہ بنی

ہوئی ہے۔ اُسکے بیچ مین حوض ہے اور پانی سے بھرا رہتا ہے۔ خانقاہ کے طہارت خانونمین اسی حوض کا پانی جاری ہے۔ کہتے ہین پہلے یہ عمارت عمر بن عبد العزیز رضے اللہ عنہ کا مکان تھا۔

باب البرید سے نکلتے ہوے داہنی طرف شافعیونکا مدرسہ ہے۔ اُسمین بھی حوض اور طہارت خانے خانقاہ کے سے بنے ہوئے ہین صحن مسجد مین دونون قبونکے درمیان مین دو عمود ہین اور اُنمین باہم تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ عمودونکے اوپر لمبی پتیل کی چادر لگی ہوی ہے۔ اور گرد مین خوبصورت کٹی ہوئی جالیونکا حاشیہ ہے۔ اُنمین شعبان کی پندرہوین شب کو روشنی ہوتی ہے اُسوقت یہ عمود شمع کی طرح جگمگاتے ہین۔ یہان اس شب مین (۱۵ شعبان) رمضان کی ستائیسوین کی طرح زینت اور آرائش کیجاتی ہے۔

اس جامع مسجد مین روز مرہ صبح کی نماز کے بعد بہت سے لوگ جمع ہوکر قرآن شریف کی ایک منزل پڑہتے ہین اُسکا نام **قرات سبعہ** رکھا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد سورہ کوثر سے آخر قرآن شریف تک ختم ہوتا ہے۔ اور اُسے **ختم کوثریہ** کہتے ہین ختم کوثریہ مین اکثر وہ لوگ ہوتے ہین جنکو کلام الٰہی حفظ یاد نہین ہے۔ اِن دونون جماعتونکے واسطے روزانہ وظیفہ مقرر ہے اور یہ لوگ پانسو آدمیونسے زیادہ ہین۔ اس مسجد کے لئے یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ ہمیشہ صبح و شام اُسمین قرآن شریف کا ختم ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ جابجا درس و تدریس کے حلقے گرم ہوتے ہین سب معلمونکے واسطے وظیفے مقرر ہین۔ غرب کی جانب **مالکی** لوگونکے درس کا زاویہ ہے یہان اہل مغرب تعلیم پاتے ہین اور اُنکے لئے معقول وظیفے معین ہین۔ غرضکہ اس مسجد مین غربا اور طلبا کے

واسطے تمام آسائش کے سامان موجود ہین مسجد مین مقصورہ جدید اور قدیم کے درمیان ایک ستون ہے اور اُسکے واسطے ایک مقدار معین وقف ہے جو شخص اس ستون سے تکیہ لگاکر درس دیتا ہے یا وعظ کہتا ہے اُسکو وہ رقم ملتی ہے۔ چنانچہ آجکل اشبیلیہ کے ایک عالم اس ستون سے تکیہ لگاکر بیٹھتے ہین اور لوگونکو فقہ پڑہاتے ہین اُنکا نام مرادی مشہور ہے صبح کو قرأت سبعہ کے ختم کے بعد ہر ستون سے تکیہ لگاکر ایک ایک قاری بیٹھتا ہے اور بچونکو قرأت سکھاتا ہے۔ بچونکے بھی وظیفے مقرر ہین لیکن اہل دولت اپنے بچونکو وظیفہ نہین لینے دیتے ہین۔ اس جماعت کے سوا یتیمون کے واسطے شہر مین علیحدہ مکان ہے اور معلم ملازم ہین۔ اُنھین معلمونکی معرفت یتیمونکے کھانے اور کپڑے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ان ممالک مشرقی مین بچونکی تعلیم کا اچھا طریقہ ہے۔ قرآن شریف صرف پڑہایا جاتا ہے اور لکھنے کی مشق مین شعار دینکا استعمال ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو لکھنے کی مشق مین شریک نہین کرتے تاکہ لڑکے لکھکر مٹانے مین بے تعظیمی نکرین بلکہ اکثر شہرونمین پڑہانے والے علیحدہ اور لکھانے والے علیحدہ ہین اسوجہ سے بچونکے خط نہایت عمدہ ہوجاتے ہین اسلئے کہ لکھانے والا نخو خوشنویسی کے سوا اور کوئی کام نہین ہوتا۔ وہ تمام کوشش اسی تعلیم مین صرف کرتے ہین اور یہ کام کسیقدر سہل بھی ہے۔ کیونکہ صرف نقوش کا منتظم کرنا ہے۔

مسجد کے چاردن دروازونپر چار پانی کے سقاوے ہین۔ ہر سقاوا بجاے خود ایک وسیع مکان ہے اور اُسکے چار وطرف طہارت خانے بنے ہوے ہین۔ سقاوونکے طول مین پتھر کے لمبے حوض ہین اور اُنمین برابر ٹونٹیان لگی ہوئی ہین۔ اُنھین کے ذریعہ سے حوضونمین پانی آتا ہے اور یہانسے کل طہارت خانونکے اندر جاتا ہے۔ باب الجیرون کی دہلیز مین سب سے بڑا سقاوا ہے۔ اس سقاوے

گردتیں طہارت خانے ہین۔ اس سقاوے مین یہ بات اور زیادہ ہے کہ اُسکی دیوار کے نیچے دو گول حوض بھی بنے ہوتے ہین۔ ہر حوض کا دور چار بالشت کے قریب ہے اور دونون حوضون کچھ فاصلہ بھی ہے۔ ان حوضون مین سوت جاری ہین۔ دوسرا سقاوا باب انا طفین کی طرف معلومنکے چبوترونکے سامنے ہے۔ تیسرا سقاوا باب البرید سے نکلتے ہوے بائین جانب واقع ہے۔ چوتھا سقاوا باب الزیادہ کے داہنی طرف بنا ہوا ہے۔ انکے علاوہ شہر مین جابجا پانی کے حوض اور سقاوے اس کثرت سے ہین کہ کوئی کوچہ اور بازار سقاوے سے خالی نظر نہین آتا۔ اسیطرح اس شہر مین ہر قسم کی آسائش کے سامان اس کثرت سے ہین کہ بیان اُسکا دشوار ہے۔ اللہ تعالے اس شہر کو ہمیشہ دار الاسلام رکھے۔

زیارات مقدسہ دمشق

سب سے پہلے قابل ذکر حضرت یحیی علیہ السلام کے سر مبارک کی زیارت ہی۔ یہ سر مبارک مسجد کے قبلہ کی طرف کے دالان مین مقصورۂ قدیم کے داہنے کونے کے مقابل مین دفن ہے۔ اُسکے گرد لکڑی کا صندوق ایک ستونکے سہارے سے بنا دیا ہے اور اُسکے اُوپر شیشے کی قندیل ہے۔ قندیل بڑے پیالے کی شکل کی ہے۔ مگر شیشہ بہت شفاف ہی۔ یہ معلوم نہین ہوتا ہے گویا بلور کو گھڑ کر بنا لیا ہے۔ لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ شیشہ عراقی ہے یا صوری۔

دوسرا مقام ولادت گاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔ یہ جگہ جبل قاسیون کے نیچے موضع برزہ کے قریب واقع ہے۔ خوبصورت آبادیون مین اسکا بھی شمار ہے۔ اور اس پہاڑ کی بزرگیان تو ہمیشہ سے مشہور ہین کیونکہ اکثر انبیا علیہم السلام اُسپر چڑھے ہین جبل قاسیون

شہر سے تین میل شمال کی جانب واقع ہے اور اُسمین ایک مستطیل غار بہت تنگ ہے۔ اِسی جگہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوے تھے۔ یہان بہت بڑی اور بلند مسجد بنادی ہے
مسجد مین چھوٹے چھوٹے غرفونکی شکل کے بہت سے مکان ہین اور ایک بہت بلند مینار ہے
اِسی غار مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور تارونکو دیکھا تھا جسکا ذکر اللہ تعالےٰ
نے اپنے کلام مقدس مین فرمایا ہے۔ غار کی پشت پر وہ مقام ہے جہان خلیل اللہ علیہ السلام
غار سے نکلکر تشریف لے گئے تھے۔ یہ تمام حالات محدث شامی ابو القاسم ہبۃ اللہ
بن عساکر دمشقی نے اپنی تاریخ مین لکھے ہین اور اس کتاب کی سو جلدین ہین۔ اُس تاریخ مین یہ بھی
بیان ہے کہ باب الفرادیس سے جبل قاسیون تک ستر ہزار انبیاکے مزار ہین بعض لوگونکے بیانکے
موافق ستر ہزار شہدا کے مزار ہین اور سات سو نبی اس سرزمین مین مدفون ہین۔ شہر کے دروازونمین سے
ایک کا نام باب الفرادیس ہے اور شمال کی جانب مسجد جامع سے قریب واقع ہے اِسکے
سوا بیرون شہر پرانا قبرستان ہے۔ اُسمین انبیا علیہم السلام اور اصحاب صالحین کے مزارات
ہین اور اس قبرستانکے برکات مشہور ہین۔ اس قبرستانکے قریب شہر کے باغات سے
ملی ہوی ایک پست زمین ہے۔ کہتے ہین اُسمین ستر انبیا علیہم السلام کا مدفن ہے۔ اس زمین
مین ہمیشہ پانی بھرا رہتا ہے اور اُسکے گرد بہت سی قبرین ہین۔ اس پانی کے باعث سے
اللہ تعالیٰ نے اُس قطعہ زمین کو محفوظ رکھا ہے۔ تاکہ اور کوئی وہان دفن نہو۔

جبل قاسیونکے غربی حصہ مین غار ابراہیم علیہ السلام سے ایک میل کے فاصلہ پر مغارۃ الدم
نامی ایک غار ہے۔ اِسی غار مین قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرکے ڈالدیا تھا۔

غار کے اوپر پہاڑ کی نصف بلندی پر بابیل کا مقتل ہے جس سے غار تک ایک راستہ کی سی صورت بنی ہوئی ہے اور اُسکے پتھر و نمین اللہ تعالیٰ نے خون ناحق کا سُرخ نشان اسوقت تک باقی رکھا ہے۔ اِن پتھر ونکو جسقدر کھودو سُرخ ہی رنگ نکلتا ہے۔ سوائے اس پہاڑ کے اور کسی پہاڑ کے پتھر و نمین یہ بات نہین ہے۔ یہ امر بھی عجائبات قدرت کا ایک نشان ہے ابن المغلی الاسدی کی تاریخ مین ہمنے دیکھا ہے کہ اس غار مین حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت لوط اور حضرت ایوب علیہم السلام نے نماز پڑہی ہے۔ اِس مقام پر ایک نہایت مضبوط اور بلند مسجد بنی ہوی ہے۔ سیڑہیونکے ذریعہ سے مسجد مین پہنچتے ہین۔ گرد مین جالیدار لکڑی کا جنگلا ہے اور بالکل گول غرفہ کی سی قطع معلوم ہوتی ہے۔ مسجد مین رہنے کے مکان اور آسائش کے سامان موجود ہین۔ ہر جمعرات کے دن اُسکو کھولتے ہین اور غار کے اندر روشنی وغیرہ کیجاتی ہے غار بہت کشادہ اور وسیع ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مقام حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے اُسپر ایک عمارت بنی ہوی ہے۔ اُسکے نیچے پہاڑ کی جڑ مین ایک غار ہے اُسکو مغارۃ الجوع کہتے ہین۔ اس غار مین ستر انبیا علیہم السلام نے بھوک کی شدت سے وفات پائی ہے۔ اُنکے پاس صرف ایک روٹی تھی اور ہر شخص اُسے دوسرے پر ایثار کرتا تھا۔ آخر اسی دور مین ہر ایک کی جان نکل گئی۔ اس غار مین بھی مسجد بنی ہوی ہے۔ یہان ہمنے دو نمین چراغ جلتے دیکھے۔

اِن تمام زیارات کے واسطے باغ۔ زراعت اور سرایین وقف ہین گویا اس شہر کی تمام زمین اِن اوقاف مین مستغرق ہے۔ جو کوئی مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ نئی تیار ہوتی ہے اُسکے مجاورین کے لئے سلطان کی طرف سے وقف مقرر ہوجاتا ہے۔ اسیطرح اہل دولت مین سے

جب کوئی مرد یا عورت کوئی مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ تعمیر کرتا ہے۔ اُسکے مصارف کی واسطے اپنے مال سے مناسب آمدنی وقف کر دیتا ہے۔ اُن لوگونکے اعمال خیر اللہ تعالے کے نزدیک سعی مشکورین داخل ہین۔

شہر کے غرب مین باغات کی انتہا پر جبل قاسیون کے آخری کونے کے قریب ایک ٹیلا ہی۔ یہ جگہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت گاہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے دنیا کے خوبصورت مواضعات مین سے یہ ٹیلا ہے۔ اُسکا منظر قابل دید ہے ٹیلے کے اوپر نہایت خوشنما عمارت ہے۔ عمارت کی اونچی سیڑہیان ہین اور وہ دیکھنے مین ایک قصر کی طرح نظر آتی ہے اُسکے سامنے ایک اور مکان ہے جسکو حضرت خضر علیہ السلام کا مصلی کہتے ہین۔ ان دونون مقامون پر حاضر ہوکر لوگ نماز پڑہتے ہین۔ مولد مبارک مین ہے اُسکا دروازہ ہے اور ہمیشہ بند رہتا ہے اُسکے گرد مین یہ عمارت بطور مسجد کے ہے اور چار طرف گول راستہ ہے یہان پانی کا حوض (سقایہ) نہایت خوبصورت اور خوشنما منظر ہے۔ حوض مین پانی آبشار کے ذریعہ سے حوض کی دیوار کے اوپر گر کے آتا ہے۔ پانی کے گرنے کی کیفیت قابل دید ہے۔ حوض کے گرد طہارت خانے ہین ان طہارت خانونمین پانی گہومتا ہوا حوض کی دیوار کے نیچے بہ جاتا ہے۔ یہ ٹیلا اس شہر کے باغات کی انتہا پر واقع ہے اور یہین سے تمام باغونکو پانی پہنچتا ہے۔ اس پانی سے سات نہرین جاری ہوکر ہر طرف کو گئی ہین سب سے بڑی نہر کا نام ثورا ہے۔ یہ نہر اوپر کے چشمہ مین سے پتھر مین گہس کر ٹیلے کے نیچے جا نکلی ہے۔ ٹیلے کے نیچے اُسکا دہانہ چوڑے غار کی صورت نظر آتا ہے۔ اکثر دیہاتی لڑکے اور جوان تیراک

ٹیلے پر چشمہ ہین غوطہ لگاکر نیچے کے دہانے ہین آنکلتے ہین۔ یہ بڑا خوفناک کام ہے۔ ٹیلے پر سے سب باغات اور سبزہ زار سامنے نظر آتے ہین۔ ایک وسیع میدان کے مختلف حصون مین نہرون کی روانی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ان نہرون کے کہین لیجانے اور کہین علیحدہ ہوجانے اور پانی کی روانی کا لطف دیکھکر عقل کو حیرت ہوتی ہے۔ اس ٹیلے کی حسن و خوبیان احاطۂ تحریر سے باہر ہین اور دنیا کے تمام مقامات سے اُنکی شان اعلیٰ اور برتر ہے۔

اس ٹیلے کے قریب **نیرب** نامی ایک گاؤن بہت خوبصورت اور خوش سواد ہے اُسکے اطراف مین باغونکی یہ کثرت ہے کہ سوائے بلند عمارت کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی۔ اُسمین ایک بہت نفیس جامع مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ مسجد کا فرش تہر کے رنگین پتھرونسے مرصع ہے دور سے ریشمی فرش معلوم ہوتا ہے۔ سقادا بھی بہت خوش قطع ہے۔ سقادے کے گرد طہارت خانے ہین اور اُنکے دس دروازے ہین سب طہارت خانونمین سقادے سے پانی جاتا ہے اسکے سوا گاؤن مین حمام بھی ہے۔ ان ممالک کے دیہات مین حمام بہت کثرت سے ہین۔

اس آبادی کے قبلہ کی سمت مین **مرزہ** نامی ایک گاؤن ہے۔ وہان بھی ایک بڑی جامع مسجد ہے اور سقادا بہت عمدہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مولد شریف کے راستہ مین داہنے طرف ایک گاؤن ہے جسکا نام **بیت لاہیہ** ہے پہلے یہان ایک کنیسہ تھا۔ اُسمین آزر نے بت بناکر رکھا تھا اور لوگ اُسکی پرستش کرتے تھے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اُس بت کو توڑ ڈالا۔ آجکل اُسجگہ خوبصورت مسجد بنی ہوی ہے۔ اور بستی کے سب باشندے اُسمین نماز پڑہتے ہین۔ مسجد کے

فرش مین رنگین پتھر ونسے خاتم بندی کی ہے۔ دیکھنے مین نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے مولد عیسی
علیہ السلام کے ٹیلے کے واسطے بہت سے باغ۔ زراعت اور سرائین موقف ہین کل آمدنی کے
کئی حصے کئے جاتے ہین۔ اُنمین سے ایک حصہ ائران خب باش کے خورد ونوش مین
اور ایک حصہ اُنکے اوڑھنے بچھونے کے صرف مین آتا ہے۔ باقی حصہ وہانکے ملازمونکی
ضرورتونمین صرف ہوتا ہے۔ اخراجات کا اہتمام یہانکے امام سے متعلق ہے اور کاروبار
کی خدمت مؤذن کے سپرد ہے۔ آجکل یہانکے امام اور امین ابی الربیع سلیمان بن ابراہیم
بن ملک ہین جو امراء مرابطین کے متعلقین ہین سے ہین۔ اُنھین یہانکے سلطان اور عمائدین کی
خدمت مین بھی رسوخ ہے۔ اس وقف کی آمدنی کے علاوہ اُنھین پانچ دینار ماہوار علیحدہ
ملتے ہین۔ اس نسبتی ہین اس شخص کے اعمال خیر بہت مشہور ہین۔ اگر کوئی مسافر آوارہ وطن اسطرف
آنکلتا ہے۔ تو اس شخص کے ذریعہ سے اُسکی معاش کا بندوبست ہوجاتا ہے۔ کسی مسجد کا امام
یا کسی خانقاہ کا مجاور۔ یا کسی مدرسہ مین یا فاریونکی جماعت مین داخل کراکے اُسکا وظیفہ مقرر
کرادیتا ہے۔ غرضکہ کسنکی طریقے سے اُسکی گذر کی صورت نکل آتی ہے۔ اور اسی سبب سے
یہان محتاج اور غریب الوطن کو سوال کی عار گوارا کرنا نہین پڑتی۔ جو لوگ اس قسم کے کامونکے قابل
نہین ہین اُنکے واسطے یہان معاش کے اور ذریعے موجود ہین۔ کچھ لوگ باغون اور انگورونکی
حفاظت۔ حمامونکی خدمت یا نہانے والونکے کپڑونکی حفاظت۔ دکانونکی امینی۔ اور بچونکو مکتب
مین پہنچانے پر ملازم ہوجاتے ہین۔ ایسی خدمتونپر زیادہ تر مغربی مقرر ہین۔ اسلئے کہ اُنکی دیانت
بہت مشہور ہے اور اہل شہر کو اپنے شہر کے باشندونپر اعتماد نہین ہے۔ ان غربا کی بسر اوقات

خدائے کریم نے یہ ایک سبب پیدا کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خاص ذریعہ سے سلطانکی خدمت
مین پہنچ جاتا ہے تو اُسکی لیاقت کے موافق سلطانکی طرف سے بھی وظیفہ مقرر ہو جاتا ہے
اس قسم کے فضائل حمیدہ اور حسن اخلاق سے اس نواح کے فرمانروایان قدیم و حال ممتاز ہین۔
اِس شہر کے قریب مین ایک بڑا قبرستان ہے جسکو **قبور الشہدا** کہتے ہین
اُسمین بہت سے صحابہ۔ تابعین اور ائمہ صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزار ہین۔ مشہور مزارون
مین سے حضرت **ابو درداء** رضی اللہ عنہ اور اُنکی والدہ کا مزار ہے۔ ایک جگہ بہت پرانے
کتبہ مین لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر صحابۂ کرام کی ایک جماعت دفن ہے۔ اسی جگہ دو صحابی
فضالہ بن عبید اور **سہل بن حنظلہ** رضی اللہ عنہما کے مزار ہین۔ اور یہ اُن اصحاب مین سے
ہین جو بیعت شجر کی بیعت مین حاضر تھے۔ ایک مزار خال مومنین حضرت **امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ
کا ہے اور اُسپر لوح بھی ہے۔ ہمنے فضائل دمشق مین لکھا دیکھا ہے کہ حضرت ام المومنین حبیبہ
خواہر معاویہ رضی اللہ عنہا کا مزار بھی یہین ہے اور **واثلہ بن الاسقع** رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ
مین سے بھی یہین مدفون ہین۔ اس مقام کے قریب ایک مزار پر لکھا ہے "ھذا قبر اوس بن اوس
الثقفی" اور یہانسے تھوڑی دور **بلال بن حامہ** رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ مزار کے سرہانے
آپکے نام کا کتبہ لکھا ہوا نصب ہے۔ اسیطرح اور بہت سے صحابۂ کرام اور صالحین کے مزارات
ہین۔ گو اُنکے نام و نشان مٹ گئے مگر ذکر ہنوز باقی ہے۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ یہان جو دعا
مانگی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے۔

اسکے علاوہ بہت سے **اہلبیت** رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقبرے **شیعون** نے بڑی

شان و شوکت کے بنائے ہین اور سب کے لئے وقف مقرر ہین سب سے بڑی عمارت ایک زیارت کی ہے جو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک سے منسوب ہے۔ یہان ایک خوشنما مسجد بنائی ہے اور اُسکے سامنے نارنگیو نکا باغ لگایا ہے۔ ایک بڑے سقارے مین سے پانی تمام باغ مین ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مسجد مین چار و نطرف پردے لگے ہوئے ہین۔ محراب کے درمیان مین بہت بڑا پتھر نصب ہے۔ اوپر بیچ مین سے دو ٹکڑے ہوگیا ہے۔ لیکن دونون ٹکڑے ملے ہوے ہین علحدہ نہین ہوے ہین۔ اہل تشیع کا بیان ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بضرب تلوار یا باظہار کرامت اس پتھر کو بیچ مین سے شق فرمایا یہ عمارت اسی پتھر کی زیارت کے واسطے بنائی گئی ہے۔ حال آنکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کبھی اس شہر مین رونق افروز نہین ہوئے۔ یہ صرف اُن لوگونکا خیال ہی خیال ہے شاید اُنکے گمان کے موافق عالم رویا مین یہ کرامت صادر ہوئی ہو۔ اسلئے کہ روایت ظاہری کی نسبت حالت رویا مین بسیقدر گنجائش ہے۔ ان ملکون مین اہل سنت و جماعت سے شیعون کی تعداد زیادہ سبب بستیان اُنسے بھری ہوئی ہین اور اُنکے مختلف فرقے ہین۔ ایک روافض کا فرقہ ہے جو تبرا کرتے ہین۔ دوسرا فرقہ امامیہ اور زیدیہ کہلاتا ہے۔ یہ لوگ صرف تفضیل مین ایک فرقہ اسمعیلہ اور نصیریہ مشہور ہے۔ یہ بالکل کافر ہین۔ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو الوہیت سے منسوب کرتے ہین تعالی اللہ عن قولھم ایک اور فرقہ ہے جسکو غرابہ کہتے ہین۔ اُنکا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے اسلئے جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے مین سہو ہوا۔ نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد

اسیطرح اُنکے بہت سے فرقے ہین جنکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ہے اور اُنکے ذریعہ سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین۔ اللہ تعالی اُنکے شر و فساد سے اہل دین کو محفوظ رکھے۔ اس گروہ پر اللہ تعالی نے فرقہ نبویہ کو مسلط کر دیا ہے۔ یہ لوگ سُنیون مین سے ہین۔ مگر فتوت اور جوانمردی کو اپنا شعار کر لیا ہے۔ جو شخص فتوت کی قسم کھاتا ہے اُس قسم کو ضرور پورا کرتا ہے اگر کوئی شخص اُنمین سے کسی مصیبت مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اُسکی کبھی شکایت نہین کرتا ہے جس شخص مین اپنے سے خصائل پاتے ہین اپنی جماعت مین شامل کر لیتے ہین اور ایک خاص وضع کا پاجامہ پہنتے ہین۔ روافض مین سے جس کسیکو پاتے ہین قتل کر ڈالتے ہین۔ غرضکہ اس فرقہ نے عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور سب سے نرالے عادات اور اخلاق ہین۔

شہر سے چار میل جانب شرق موضع منیحہ مین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس قوم خزرج صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار ہے۔ اسجگہ ایک خوبصورت مسجد کے بیچ مین اُنکا مزار ہے اور سرہانے اسم مبارک کندہ ہے۔

شہر سے تین میل قبلہ کی سمت ایک آبادی زاویہ نامی ہے وہان حضرت ام کلثوم حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مزار ہے۔ اُنکا اصلی نام زینب الصغری تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی کنیت ام کلثوم اسلئے رکھی تھی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بہت مشابہ تھین مزار پر بہت بڑی مسجد بنی ہوی ہے اور اُسکے باہر لوگون کے قیام کے واسطے مکانات ہین اور مصارف کے لئے وقف مقرر ہے ہم اس مقام کی زیارت سے مشرف ہوے اور شب کو اُنہین مکانون مین قیام کیا۔

غربی قبرستان مین ایک مسجد مین دو قبرین ہین۔ کہتے یہ قبرین امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے صاحبزادونکی ہین۔ اسکے قریب ایک اور مسجد مین حضرت سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ مگر اسمین اختلاف ہے۔ شاید اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کسی اور بی بی سکینہ کا مزار ہو۔

جامع مسجد نیرب کے شرقی حصہ مین ایک مکان ہے اسمین ام مریم رضی اللہ عنہا کا مزار ہے شہر سے چار میل غرب کی جانب موضع داریہ مین ابی مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اُسپر قبہ بنا ہوا ہے اور ابی سلیمان الدارانی رضی اللہ عنہ کا بھی یہین مزار ہے۔ کہتے ہین یہانسے دو منزل مقام بقاع مین حضرت شیث اور نوح علیہما السلام کے مزار ہین حضرت شیث علیہ السلام کی قبر کی لمبائی چالیس قامت اور حضرت نوح علیہ السلام کی تیس قامت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے مزار کے سامنے آپکے صاحبزادے کی بھی قبر ہے۔ ان سب مزارون پر عمارتین ہین اور مصارف کے واسطے بڑے بڑے وقف مقرر ہین۔ خدمتی اور محافظ ہمیشہ حاضر رہتے ہین۔

غربی قبرستان مین باب الجابیہ کے قریب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اور کہتے ہین کہ اس قبرستان کے قریب باب الصغیر کے سامنے تمام خلفائے بنی اُمیہ کی قبرین بنی ہوی تہین۔ مگر آجکل اس جگہ مکانات ہین اور اُنمین لوگ رہتے ہین۔ اس شہر کی زیارات کی کثرت احاطۂ تحریر سے باہر ہے اور ہمنے صرف مشہور مقامات کے بیان پر اکتفا کیا

یہانسے دو میل قبلہ کی سمت حجاز اور دیار مصر کے راستے کے کنارے ایک

مسجد ہے جسکو مسجد الاقدام کہتے ہین۔ اُسمین ایک چھوٹا سا مکان ہے اور اُسمین ایک پتھر ہے
یہ عبارت تحریر ہے۔ "بعض صالحین نے خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔"
کہتے ہین اس مقام مبارک سے کسی وقت نور جدا نہین ہوتا۔ یہانسے قریب راستے کے
کنارے ایک سرخ ریت کا ٹیلا ہے۔ یہ ٹیلا عَالِیَہ اور عُوَیْلِیَہ کے درمیان مین
واقع ہے۔ یہ وہ دو مقام ہین جنکا ذکر حدیث شریف مین آیا ہے۔ ٹیلے پر جانے کی راہ مین
دو پتھرون پر قدمون کے نشان ہین۔ کہتے ہین یہ نشانات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک
کے ہین واللہ اعلم۔

حالات ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۸ھ

دسوین اگست کو جمعہ کی شب مین چاند دکھائی دیا۔

حالات شہر دمشق

اس شہر کے آٹھ دروازے ہین۔ شرق کی جانب کے دروازے کو باب الشرق کہتے ہین
اس دروازے پر ایک سفید مینار بنا ہوا ہے۔ کہتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانسے
اسی مینار پر اُترینگے اسلئے کہ حدیث شریف مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول شرقی دمشق کے
سفید مینار پر وارد ہے۔ دوسرا باب توما بھی شرق کی طرف واقع ہے۔ اسکے بعد باب السلام
ہے۔ پھر باب الفرادیس شمال کی جانب ہے۔ اُسکے آگے باب الفرج ہے۔
اُسکے بعد باب النصر غرب کی سمت ہے۔ اُسکے بعد باب الجابیہ ہے۔ اور اُسکے بعد

باب الصغیر سمت غربی اور سمت قبلہ کے درمیان ہین ہے۔
مسجد جامع شہر کے شمالی حصہ مین ہے۔ اور شہر کے چارونطرف بڑے بڑے پرآو ہین۔
شہر کی آبادی گنجان اور کوچے تنگ و تاریک ہین۔ آبادی کی صورت مستطیل واقع ہوی ہے
شہر مسلسل تین طبقونمین آباد ہے۔ تینون طبقون مین اسقدر آدمی آباد ہین کہ تین شہرونمین بھی
نہونگے۔ مکانات اکثر خام اور خس پوش ہین۔ اسیوجہ سے یہان گرمی زیادہ ہوتی ہے
شہر کی خوبی جسقدر شہر کے باہر سے معلوم ہوتی ہے ویسی اندر نظر نہین آتی۔ داخل شہر رومیونکا
ایک کنیسا ہے اسکو **کنیسائے مریم** کہتے ہین۔ رومیونمین بیت المقدس کے بعد سب معبدونسے
اس کنیسا کی عزت زیادہ ہے۔ کنیسے کی عمارت نہایت خوبصورت ہے۔ طرح طرح کی تصویرین
اس خوبی سے بنائی ہین جنکے نظارے سے آنکھونکو لطف اور ادراک کو حیرت ہوتی ہے
یہ کنیسا اہل روم کے قبضہ مین ہے اور کسیکو اسمین مداخلت نہین ہے۔ شہر مین بیس مدرسے
اور دو **شفاخانے** ہین۔ ایک شفاخانہ پرانا اور ایک نیا بنا ہوا ہے۔ نیا شفاخانہ پرانے سے بڑا اور
خوش قطع ہے۔ اس شفاخانے کے مصارف کے واسطے پندرہ دینار روزانہ مقرر ہین اور اسکے
بہت سے نگہبان ہین جنکے پاس بیمارونکے نام اور انکی دوا و غذا وغیرہ کے مصارف کی فہرستین
رہتی ہین۔ طبیب صبح کے وقت بیمارونکو دیکھکر انکے حسب حال دوا اور غذا تجویز کرکے
اسکے موافق عمل کرنے کی محافظونکو ہدایت کر دیتے ہین۔ پرانے شفاخانے کی بھی یہی قواعد
ہین۔ لیکن جدید مین اہتمام زیادہ ہے۔ قدیمی شفاخانہ جامع مسجد کے غرب مین ہے
یہان ایک مکان **دیوانون** کے علاج کے واسطے بھی مقرر ہے۔ یہ لوگ زنجیر و نعین بہ پہنے

رہتے ہین۔ اُنکی باتین بڑے لطف کی ہوتی ہین۔ بعض اوقات اُنسے ظریفانہ کلام بھی صادر ہوتے ہین چنانچہ ہمنے ایک مزیدار قصہ سُنا کہ ایک معلم اس شہر مین بچونکو کلام اللہ پڑہاتا تھا شہر کے شریفونمین سے ایک خوش جمال لڑکا بھی اُسکے حلقہ درس مین داخل ہوا۔ لڑکے کا نام نصر اللہ تھا معلم کو اُس سے تعلق خاطر ہوگیا۔ رفتہ رفتہ شیفتگی اس درجہ پر پہنچی کہ معلم کو جنون ہوگیا۔ لوگون نے اُسے پاگل خانے مین داخل کرکے مقید کرادیا جنون کے باعث اُسکا راز بھی فاش ہوا اور لڑکے کی بھی رسوائی ہوئی۔ معلم کا باپ اُسکے دیکھنے کے واسطے پاگل خانہ مین گیا۔ اور اُسنے کہنا شروع کیا "چل یہانسے نکل اور اپنی اصلی حالت یعنی تعلیم و تعلم کی طرف متوجہ ہو" معلم نے اِسکا جواب مجنونانہ بیباکی سے اسطرح دیا۔ "میری تعلیم ختم ہوچکی اب مجھے قرآن شریف مین سوائے اذا جاء نصر اللہ کے اور کچھ یاد کرنے کو باقی نہین رہا" اس بات پر اُسکا باپ بہت ہنسا اور اُسکے واسطے دعائے عافیت کرنے لگا۔ بہت دنون وہ معلم اسی بلا مین مبتلا رہا۔ آخر کار مرگیا۔ اور اللہ تعالی نے اُسکے معاملے مین آسانی فرمائی۔

یہ شفاخانے اور مدرسے اہل اسلام کی حکومت کے سامان تفاخر مین داخل ہین سب سے خوش قطع اور نفیس عمارت نورالدین کے مدرسے کی ہے۔ اِس مدرسے مین اُسکی قبر ہے یہ عمارت قصر کی طرح نہایت خوش منظر اور بارونق ہے۔ اس عمارت مین ایک نہر ہے اور اُسمین فوارے کے ذریعہ سے پانی آتا ہے۔ فوارے کا پانی حوض مین جمع ہوکر ایک گول کے ذریعہ سے بڑی نہر مین جو وسط مکان مین واقع ہے جاتا ہے۔ اِس دلفریب منظر کے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے اور نورالدین کے حق مین دعائے خیر نکلتی ہے۔ مدرسہ مین

بہت سے مکان اہل تصوف کے رہنے کے واسطے بنے ہوئے ہین ان مکانونکو خانقاہ کہتے ہین یہ مکانات بہت خوش قطع ہین اور ہر مکان مین بڑے لطف سے پانی جاری ہے ان مکانونکے رہنے والے گویا اس ملک کے بادشاہ ہین۔ اللہ تعالی نے اُنکے واسطے سامان معیشت مہیا کرکے عبادت کی طرف راغب فرمایا ہے۔ اور انکو رہنے کے واسطے ایسے مکانات جنکو دیکھکر قصر جنان یاد آتے ہین عطا کئے ہین۔ اُنمین سے وہ لوگ کیسے خوش نصیب ہین جنکو فضل خدا سے دنیا اور آخرت دونون کی نعمتین میسر ہین۔ اُنکا طریق عبادت طرز معاشرت اور پابندی اوقات نہایت عمدہ اور بہتر ہے۔ اُنکی سماع کی مجلس بہت موثر اور مؤدب ہوتی ہے۔ کبھی کبھی سماع مین ان لوگون پر رقت اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ دنیا سے انتقال کرجاتے ہین۔ غرضکہ ان لوگونکا طریقہ نہایت پاکیزہ ہے اور انھین عشرت جاوید کی امید ہے اُنکے واسطے ایک اور بلند اور خوبصورت محل شہر سے آدھے میل کے فاصلے پر ہے اور اسکے متعلق ایک بہت بڑا باغ بھی ہے۔ کہتے ہین پہلے یہ مکان اور باغ کسی ترک سردار کا تفریح گاہ تھا۔ ایک روز رات کو وہ امیر اپنے مصاحبونکے ساتھ مے نوشی مین مصروف تھا۔ اُسوقت اِن صوفیونکا گروہ اُدہر سے گذرا۔ اصحاب جلسہ نے بالت بدمستی مین اُنکے کپڑونپر شراب ڈالدی۔ اس امر کا استغاثہ نورالدین کے محکمہ مین پیش ہوا۔ اُسنے اس خطا کے عوض اس امیر سے یہ مکان اور باغ ہبہ کراکے صوفیونکے واسطے وقف کردیا۔ یہ کام بڑی جوانمردی کا اُسنے کیا۔ اور اُسکے عوض ہمیشہ اُسکو اجر عظیم ملتا رہیگا۔ اس نیک نہاد بادشاہ کے بیشمار مناقب اور فضائل ہین۔ شیخ صالحین اور زہاد کے گروہ مین سے تھا۔ سنہ ۶۹ھ مین اُسنے

وفات پائی۔ اُسکے بعد ان ممالک پر **سلطان صلاح الدین** کا تسلط ہوا۔ اُسکی الوالعزمیان اور فعال خیر مشہور ہی ہین۔ سب سے بڑا کار خیر اُسکا یہ ہے کہ اُسنے حجاج کی راہ مین محصول موقوف کرکے اُسکے عوض اہل حجاز کے لئے زر نقد اور غلہ مقرر کردیا۔ یہ نامبارک طریقہ مدت سے اسی طور پر چلا آتا تھا اللہ تعالی نے اس عادل بادشاہ کے ہاتھون اس رسم کو نیست و نابود کرادیا۔

سلطان نورالدین کے مراسم خیر مین سے ایک یہ مبارک رسم ہے کہ اُسنے غربائے اہل مغرب کے واسطے جو جامع مسجد کے گوشہ مالکیہ مین رہتے ہین بہت سے اوقاف مقرر کئے ہین۔ اس وقف مین دو بچیان۔ سات باغ۔ اراضی مزروعہ۔ ایک حمام۔ اور عطارونکی دکانین ہین۔ ابوالحسن علی بن سرداں الجیانی معروف بہ اسود کی زبانی جو ان اوقاف کا نگران ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوشش سے کام کیا جاے تو اس وقف کی آمدنی پانسو دینار سالانہ کے قریب ہوجائے۔ اِن لوگون کی نسبت اس بادشاہ کو بہت کچھ نظر ترحم ہے۔ اسیطرح قرآن شریف پڑھنے والونکے واسطے چند مکان وقف کردیئے ہین۔ جہان وہ لوگ آرام پاتے ہین۔ اس شہر مین مسافرونکے واسطے بہت سی آسائشین ہین۔ خصوصًا حفاظ کلام الٰہی کے واسطے ہر قسم کا سامان آسائش موجود ہے۔ اِن مشرقی ممالک مین سے ہر ایک بستی مین اہل غربت کے لئے اسیطرح کا اہتمام ہے۔ مگر خاص کر اس شہر کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔ جوانان مغرب مین سے جس کسیکو جستجوے فلاح ہو۔ اُسے لازم ہے کہ تحصیل علم کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑکر اِن ممالک کا سفر اختیار کرے۔ کیونکہ یہان اُسکے مقاصد مین ہر طرح کی معاونت ہوسکتی ہے سب سے اہم معاونت اس کام مین فراغ معیشت ہے۔ وہ یہان باحسن الوجوہ میسر ہے۔ بس اہل

ہمت کو کوشش کرنے کا یہ عمدہ موقع ہے اور اگر کوئی اسطرف توجہ نہ کرے تو کاہلی اور عاجزی کے
سوا کوئی عذر پیش نہیں کرسکتا ایسے شخص سے ہمکو کوئی بحث نہیں ہے البتہ جس صاحب ہمت
اپنے وطن میں تلاش معاش علم و فضل کے حصول کو مانع ہو اُسکے واسطے ممالک مشرقی کے
دروازے کھلے ہوے ہیں اہل اجتہاد کو لازم ہے کہ شوق سے ان دروازوں میں داخل
ہوں اور علائق کی گرفتاری سے پہلے فرصت اور فراغت کو غنیمت جانیں تاکہ اوقات ضائع
شدہ پر افسوس نہ کرنا پڑے۔ قبول کرنے والے کے واسطے یہ نصیحت ہی اور جو غور سے
سُنے اُس سے یہ خطاب ہے۔ مگر توفیق اللہ تعالی کے اختیار میں ہے جسکو چاہے
ہدایت فرمائے۔

اس ملک کے باشندے غربا کے اکرام اور فقرا کے ایثار میں بہت کوشش کرتے ہیں
خصوصًا باشندگان دیہات کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کی مہمان نوازی دیکھکر تعجب ہوتا ہے
سب سے زیادہ عجیب یہ امر ہے کہ اگر کوئی درویش اُنکے کہانے سے انکار کرتا ہے تو اپنے
حال پر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم میں کوئی خیر ہوتی تو فقیر ہمارے کھانے سے انکار نہ کرتا
غرضکہ اس قوم کا طریقہ خیر نہایت ہی اشرف ہے خصوصًا جو لوگ حج سے واپس آتے ہیں
اُنکے اعزاز و اکرام میں بہت ہی کوشش کرتے ہیں۔ استقبال کے واسطے بہت سے لوگ جمع
ہوتے ہیں اور حجاج کے ہاتھ پاؤں بطور تبرک مس کرتے ہیں۔ ہمنے سُنا کہ اس سال اہل دمشق میں سے
جو حجاج حج سے واپس آئے اُنکے استقبال کے واسطے بہت سے مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جب
کوئی اُنسے مصافحہ کرتا تھا اور کوئی ہاتھ پاؤں چھوتا تھا جو لوگ اُنمیں غریب تھے اُنکے [illegible]

زر نقد بھی پیش کرتے تھے۔ اور ہر قسم کی کھانے کی چیزین اُنکے واسطے لے گئے تھے بعض عورتون کی یہ کیفیت تھی کہ حاجیونکے سامنے روٹیان پیش کرتی تھین اگر وہ اُنمین سے ایک نوالہ توڑکر کھا لیتے تھے تو اس روٹی کو تبرکاً خود کھاتی تھین۔ اور اسکے عوض مین کچھ نقدی پیش کرتی تھین اسی قسم کا معاملہ ہمین بھی بغداد مین داخل ہونے کے وقت پیش آیا تھا۔ ایسے معاملات مغرب مین ہمنے کبھی نہین دیکھے۔ اگر ان سب امور کی تفصیل لکھی جائے تو ہمارا مقصد ناقص رہجائیگا۔ اسلئے تھوڑے سے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس مختصر بیانسے بھی اصل حالات کا خود اندازہ ہوسکتا ہے۔ ان ممالک مین اگر کوئی شخص تجرد اور تنہائی پسند کرے تو جس شہر مین چاہے وہ ایک گوشہ اختیار کرلے۔ اہل شہر اُسکی تمام ضرورتونکا انتظام کردیتے ہین۔ اگر ایک جگہ سے جی گھبرا جائے دوسرے مقام کو چلا جائے وہان بھی اسیطرح کا آرام ممکن ہے

یا جبل لبنان اور کوہ جودی پر چڑھ جائے یہا پر کثرت سے تارک الدنیا اور اہل تجرید رہتے ہین۔ اُنکی جماعت مین شریک ہوکر جہان جی چاہے پھرتا رہے۔

یہ نئی بات ہے کہ لبنان کے نصرانی باشندے بھی اگر ایسے لوگونکو پاتے ہین تو مدارات مین کمی نہین کرتے اور کہتے ہین کہ یہ لوگ تو خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہین اسلئے ہمپر کرنا مناسب نہین ہے **لبنان** پہاڑ نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ جابجا پانی کے چشمے رواں ہین۔ کوسون تک سایہ پھلا ہوا ہے۔ ہر قسم کا میوہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے اس پہاڑ مین کوئی جگہ زہاد اور اہل ریاضت سے خالی نہین ہے۔ موافقت کی یہ کیفیت ہے کہ باوجود تخالف مذہبی نصارا کا مسلمانونکے ساتھ ایسا برتاؤ ہے تو پھر مسلمانونکا آپسمین کیا حال

ہوگا۔ لطف یہ ہے کہ مسلمان اور نصارا مین اکثر مقامات پر آتش فساد مشتعل ہوتی ہے۔ اور جانبین سے معرکہ آرائی کی نوبت پہنچتی ہے لیکن ان دونون فرقونکے باہمی سلوک مین کوئی نقصان نہین آتا۔ ہمنے اس مہینے **جمادی الاولی** مین اس بات کا ثبوت اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا۔ آجکل سلطان صلاح الدین نے بڑی فوج کے ساتھ **قلعہ کرک** پر چڑہائی کی ہے حجاز کی راہ مین نصارا کا یہ بہت بڑا قلعہ ہے اور مسلمانونکا خشکی کا راستہ اس قلعہ کے باعث بند ہے اس قلعہ سے **بیت المقدس** تک ایک منزل کا فاصلہ ہے۔ اور قلعہ کی اراضی فلسطین کا ایک حصہ ہے۔ کوسون تک اس مین کوئی آبادی نہین ہے۔ چار سو گاؤن کے قریب اس حصہ مین آباد ہین۔ سلطانی فوجون نے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور محاصرے کے طول سے اہل قلعہ پر بڑی سختی ہوی۔ باوصف اس جدال و قتال کے مصر سے دمشق کو آنے جانے والے قافلے برابر اہل فرانس کی عملداری سے ہوکر گذرتے ہین اور کوئی اُنسے تعرض نہین کرتا اسیطرح عکہ وغیرہ کو دمشق کے مسلمانونکے قافلے جاتے ہین اور کوئی خدشہ پیش نہین آتا نہ نصرانی تاجرونسے مسلمانون کی آبادیونمین کوئی مزاحمت ہوتی ہے۔ بلکہ نصرانیونکی عملداری مین جو محصول مسلمانونپر مقرر ہے وہ بلا عذر ادا کرتے ہین۔ حال آنکہ یہ بڑی حقارت کی بات ہے اسیطرح نصرانی تاجر بھی مسلمانونکا مقرری محصول برضا و رغبت ادا کرتے ہین۔ غرضکہ باوجود جنگ جدل دونون قومونمین اتفاق ہے۔ اہل حرب اپنی لڑایونمین مصروف ہین اور عام رعایا امن امان مین داخل ہے۔ صرف ملک فاتح کے قبضہ مین آجاتا ہے۔ اسیطرح اگر مسلمانونکی عملداری مین کسی ماتحت رئیس پر فوجکشی کیجاتی ہے اُسوقت بھی تجار اور عام رعایا سے کوئی تعرض نہین ہوتا

اس سبب سے خواہ وقت جنگ ہو یا صلح مگر ان ملکونکی رعایا ہمیشہ امن اور عافیت مین رہتی ہے
حکمرانون ہی مین مخاصمت ہوتی ہے۔ رعایا اور تاجرونپر اُسکا کوئی اثر نہین پڑتا ہے۔ یہانکے
باشندونکی یہ عادتین بہت ہی خوب ہین

دمشق کے غرب کی جانب **باب الفرج** کے سامنے ایک قلعہ سلطانکے رہنے کا مقام ہے
قلعہ مین سلطانی جامع مسجد بنی ہوی ہے اُسمین سلطان نماز جمعہ پڑہتا ہے۔ اس قلعہ کے
قریب بیرون شہر دو میدان ہین اُنکے بیچ مین نہر جاری ہے۔ میدانون کی سرسبزی کی یہ حالت ہے
کہ ریشمی فرش کے دو ٹکڑے معلوم ہوتے ہین۔ دونون میدانون مین آسائش کے واسطے مکان
بنے ہوے ہین اُنکے قریب گھوڑ دوڑ کا چکر ہے۔ اسجگہ سلطان چوگان بازی اور گھوڑ دوڑ کے
واسطے آتا ہے۔ اس گھوڑ دوڑ کے چکر مین گھوڑے اس سرعت سے گردش کرتے ہین کہ
آنکھ کی گردش بھی اُنکا مقابلہ نہین کرسکتی۔ سلطانکے لڑکے ہر شب کو یہان تیراندازی چوگان
بازی اور گھوڑ دوڑ مین مصروف ہوتے ہین۔

شہر مین قریب ایک سو کے حمام ہین۔ کچھ خاص شہر مین ہین اور کچھ پراؤ نکے پاس ہین شہر مین
جابجا پانیکے مقام وضو کرنے کے واسطے بنے ہوے ہین اُنمین ہر وقت پانی جاری رہتا ہے
اِن ممالک مین غربا کی آسائش کے واسطے اس شہر سے بہتر کوئی جگہ نہین ہے۔ اللہ تعالیٰ
اِسے ہمیشہ دارالاسلام رکھے۔ شہر کے بازار ترتیب وار اور خوش قطع ہین۔ خاصکر تاجرونکے
بیٹھنے کے مقام نہایت ہی خوبصورت ہین۔ ہر ایک مکان کی وسعت ایک کاروان سرا کے
مثل ہے۔ سب مین لوہے کے دروازے ہین اور ہر ایک کے قفل اور بند شین جداگانہ

ہین باب الحجابہ سے باب شرقی تک ایک بازار ہے۔ اسکو سوق الکبیر کہتے ہین۔ اس بازار مین ایک چھوٹا سا مکان ہے اسکو مصلی مقرر کرلیا ہے۔ اس مکان مین قبلہ کی طرف ایک پتھر ہے۔ کہتے ہین اسجگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے اُن بتونکو توڑا تھا جو بازار مین فروخت کو لاتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز کا مکان جو آجکل صوفیہ کی خانقاہ ہے۔ اور باب الناطفین کی دہلیز مین واقع ہے اسکی نسبت عجیب روایت مشہور ہے کہتے ہین ایک عجمی عمر بن عبد العزیز نامی نے خرید کر اسے بنوایا تھا اور اُسکے لئے بہت سے اوقاف مقرر کرکے یہ وصیت کی تھی کہ مجھے اسی مکان مین دفن کرین اور ہر جمعہ کو میری قبر پر کلام الٰہی کا ختم پڑہا جائے اور جو لوگ ختم مین شریک ہون اُنمین سے ہر ایک شخص کو ایک رطل سیدی کی روٹیان جو مغربی تین رطل کی برابر ہوتی ہین ملا کرین یہ شخص ممالک عجم مین سے سمیساط کا رہنے والا نہایت زاہد و پارسا تھا۔ اُسکے تمول کی یہ حکایت ہے کہ ایک روز اُسنے باب الناطفین کی دہلیز مین ایک سیاہ فام شخص کو حالت مرض مین زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ نہ کوئی اُسکی طرف متوجہ ہوتا تھا اور نہ کوئی تیمارداری کرتا تھا اُسنے اُسکی حالت پر رحم کہا کر خالصۃ للہ اُسکی تیمارداری اپنے ذمے قبول کی۔ اور اُسکی خدمت مین راتدن مصروف رہنے لگا جب اُس مریض کا وقت موت قریب آیا اُسنے سمیساطی خادم کو بلا کر اُسکی خدمت گذاری اور مستعدی کا شکریہ ادا کیا اور کہا "مین خلیفہ معتضد العباسی کے خادمون مین سے ہون۔ میرا لقب مام الدار ہے۔ خلیفہ کی خدمت مین میرا بہت اعتبار اور مرتبہ تھا۔ ایک روز خلیفہ مجھ سے ناراض ہوا اور مین جانکے خوف سے بھاگ کر یہان چلا آیا۔ یہان مجھے بیماری نے گھیر لیا۔ آخر اس حالت کو نوبت

پہنچی۔ تونے میری خدمت مین جانفشانی کی اسلئے مین چاہتا ہون کہ اُسکے عوض مین کچھ سلوک کرون اور وہ اجر آخرت پر اور اضافہ ہو۔ مین اس امر کی وصیت کرتا ہون اور اُسکے پورا کرنے پر تجھسے عہد لیتا ہون کہ تو میری تجہیز و تکفین کے بعد بغداد جاکر زمام الدار کا مکان تلاش کرنا اور اُس مکان کو کسی حیلے سے کرایہ لیکر اُسمین مقیم ہونا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام مین تجھے کامیابی عطا فرمائے۔ پھر اُس مکان مین اُس مقام کو جسپر فلان علامت ہے کھودنا۔ جب اسقدر کھودے گا تو تجکو کچھ تختے نظر آئینگے۔ تختون کے نیچے جو مال ملے اُسپر اپنا قبضہ کرنا اور اپنے مہمات خیر مین جسطرح مناسب ہو صرف کرنا۔" اس وصیت کے بعد مریض نے قضا کی اور تیمار دار اپنے عہد کے موافق بغداد کو روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقصد پر اُسے کامیاب کیا۔ وہ مکان کرایہ پر مل گیا۔ جب اُس مقام کو کھودا جسکی بابت وصیت کی تھی تو وہانسے بے حساب دولت ملی۔ اس مال سے اسباب تجارت خرید کر دمشق کو لایا اور یہان یہ مکان خرید کر صوفیون کے واسطے خانقاہ بنائی۔ اور اُسکے لئے زمین اور سرائین خرید کر اہل تصوف کے نام پر وقف کین۔ اپنی قبر بھی اُسی مکان مین بنانے کی وصیت کی اور ختم کلام اللہ کی تاکید کی۔ حاضرین ختم کے واسطے روٹیان مقرر کین۔ اس رسم خیر کے باعث غربا اور فقرا کو بہت آسائش ہوگئی ہے۔ ہر جمعہ کو قاریون سے خانقاہ بھر جاتی ہے۔ ختم کے بعد متوفی کے واسطے دعا کرتے ہین اور ایک رطل روٹیان لیکر چلے آتے ہین اور یہ خیر جاری اور کار ثواب اُسکے واسطے باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسپر رحمت فرمائے۔

اسیطرح مسجد جامع کے ختم کو ثریہ کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک دولتمند نے مرتے وقت

وصیت کی کہ مجھے جامع مسجد مین دفن کرکے قبر کا نشان مٹا دین اور فرش مسجد مین شامل کر دین
بعد عصر جن لوگو نکو قرآن شریف حفظ یاد نہین ہے۔ وہ جمع ہوکر سورۂ کوثر سے آخر قرآن شریف
تک ختم پڑہا کرین اور اس کام کے واسطے ڈیڑہ سو دینار سالانہ کے قریب وقف مقرر کرکے
ہدایت کردی کہ ہر سہ ماہی پر ختم پڑہنے والونکو چالیس دینار تقسیم ہوا کرین۔

ایسے ہی قرأت سبعہ کی نسبت بیان کرتے ہین کہ کسی بادشاہ نے اپنی قبر جامع مسجد
مین بنانے اور اُسکا نشان فرش مسجد مین ہموار کرنے کی وصیت کی تھی اور چودہ سو دینار سالانہ
کا وقف مقرر کیا تاکہ اُس سے قاریونکو وظیفہ ملا کرے اور وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد قرآن
شریف کا ختم کیا کرین۔ یہ لوگ ختم کے واسطے مقصورۂ قدیم کی شرقی سمت مین جمع ہوتے
ہین۔ اور قبلہ کی دیوار سے شرقی دیوار تک بیٹھتے ہین۔ کہتے ہین یہی مقام اُس بادشاہ کا
مدفن ہے۔ یہ امور خیر ابتک جاری ہین اللہ تعالی اُنکے بانیونکو اجر عظیم عطا فرمائے۔
اس شہر کے واسطے یہ شرف کافی ہے کہ یہانکے باشندونکو ایسے اعمال حسنہ کی توفیق
عطا ہوتی ہے۔

جامع مسجد کے شرق مین بہت سے فقرا اور مساکین جنکا کہین ٹھکانا نہین ہے جمع ہوتے ہین
ایک تاجر نے خاص ان لوگونکے واسطے ایک وقف مقرر کردیا ہے۔ اُس سے ان لوگونکی
دستگیری ہوتی ہے۔ غرضکہ اسی صورت سے بہت سے آثار خیر اور صدقات یہان جاری ہین
جنسے غربا اور محتاجین کو ہر طرح کی امداد پہنچتی ہے۔ اور وہ بانیان مراسم خیر کے حق مین دعا کرتے ہین
ان لوگونکا یہ قاعدہ ہے کہ ہر سال عرفے کے دن بعد نماز عصر اپنی اپنی جامع مسجد ونمین کہڑے

ہوتے ہین اور اُنکے الم ننگے سر ساعت وقوف عرفات کی برکت اور حجاج بیت الحرام کے وسیلے سے یہ دعا مانگتے ہین کہ خدا ہمین بھی اس مقام متقدس کی زیارت سے مشرف کرے۔ اسی طرح غروب آفتاب تک دعا اور گریہ وزاری مین مصروف رہتے ہین اور اپنی محرومی پر متاسف ہوکر دعا کرتے ہین کہ خدا ہمین بھی وہان پہنچائے۔ اُمید ہے کہ اُنکا یہ فعل قبولیت سے خالی نہوگا۔

قبۂ رصاص کے حالات

اٹھارہوین جمادی الاولی کو پیر کے دن ہمنے جامع مسجد کی چھت پر چڑھکر قبۂ رصاصیہ کی سیر کی یہ قبہ واقعی دنیا کی عمارات عجیبہ مین سے ہے۔ اُسکے حسن وخوبی اور استحکام کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ ہم اُسکی سیر کے واسطے چند اہل مغرب کے ہمراہ غربی دالان کے زینے سے چھت پر چڑھے۔ یہ زینہ صحن کی طرف ہے۔ پہلے یہ زینہ اذان کا مینار تہا چھت پر پہنچکر تمام چھت کو سیسے کے تختون سے پٹا ہوا پایا۔ ہر تختے کا طول چار بالشت اور عرض تین بالشت ہی شاید بعض تختے اس سے بھی کم وبیش ہون۔ قبہ کے پاس پہنچکر اوپر چڑہنے کے واسطے چھت پر سیڑہی لگی ہوی پائی۔ اُسکے ذریعہ سے اوپر چڑھے۔ قبہ کے اوپر چھ بالشت کا چوڑا ایک مدور سطح بنا ہوا ہے اُسپر چڑھکر چارو نطرف پھرے لیکن ممانعت کے خوف سے زیادہ ٹھہرنے کی جرأت نہوی۔ ہوا کی یہ کیفیت تھی کہ اُڑائے لئے جاتی تھی۔ آخر کار ایک کھلی ہوی جالی کی طرف سے قبہ کے اندر داخل ہوے۔ قبہ اندر سے مجوف ہے اور اُسکے چارو نطرف سیسے کی جالیان لگی ہوی ہین۔ قبہ کے اندر کا منظر نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اُسکی صناعی کی ندرت مین عقل کام نہین کرتی۔ اس قبے کے اندر ایک دوسرا قبہ بنایا ہے۔ یہ قبہ مسجد کی محراب کے سامنے دالان کے

درمیان مین واقع ہے۔ اس قبہ کے گرد اور بڑے قبہ کے اندر بڑی بڑی لکڑیونسے ایک چھوا
سطح بنا ہوا ہے اُسپر ہم قبہ کے چار و نطرف پھرے۔ قبہ کی ساخت کچھ ایسی موزون ہے کہ گویا
ایک کرہ مجوف دوسرے کرہ کے اندر رکھا ہوا ہے۔ قبہ مین چھوٹی چھوٹی محرابین کھلی ہوی ہین
جنکے ذریعے سے مسجد کا فرش نظر آتا ہے۔ اِن محرابون مین سے ہمنے مسجد کے اندر کے
آدمیونکو دیکھا تو بلندی کے باعث بچونکی برابر نظر آتے تھے۔ اس قبہ کے اوپر چار و نطرف
بڑی بڑی خمیدہ لکڑیان اس صورتسے لگائے ہین کہ ہر لکڑی کا باریک سر قبہ کی چوٹی پر لکڑی کی گول
پھرکی مین مرکز کے طور پر جا ملا ہے اور ان لکڑیونکو قبہ کی کمر مین لوہے کا موٹا تار ڈالکر جکڑ دیا ہے
اور قبہ کے اندرونی سمت یعنی مسجد کی طرف کے سطح مین لکڑی سے خوبصورت خاتم بندی کی ہے
اور خاتم بندی مین ایسا خوشنما سُنہری رنگ کا کام کیا ہے کہ اُسکی شعاعونسے آنکھین خیرہ ہوتی ہین
اور اُسکے انتظام عقد مین عقل حیران ہوتی ہے۔ بلندی کی وجہ سے خاتم بندی کا ہر نقش بالشت
دو بالشت سے زیادہ بڑا نہین معلوم ہوتا۔ گر ہمنے ایک اُکھڑا ہوا نقش قبہ کے اندر پڑا دیکھا۔ اُسکا
طول چھ بالشت اور عرض چار بالشت سے کم نہوگا۔ قبہ رصاصیہ کے اوپر بھی چھوٹے قبہ کی
طرح خمیدہ لکڑیان لوہے کے تارسے جکڑی ہوی ہین۔ کل لکڑیان شمار مین اڑہتالیس ہین اور ہر
لکڑی کے درمیان مین چار بالشت کا فاصلہ ہے۔ قبہ رصاصیہ کا دور اسّی قدم ہے جسکے دو سو
ساٹھ بالشت ہوتے ہین۔ اِن قبون کے نیچے کا گرد ناجسکو نسر طائر کہتے ہین مجوف ہے۔
اور اُسکے نیچے کا سطح مقصورہ کی چھت ہے۔ مقصورہ مین نیچے سے اوپر تک چونے کا کام ہے
یہ سطح یا چھت چونے کی ہے اور اُسمین بہت خوبصورت لکڑی کے بیل بوٹے بنائے ہین

اور انہین نہایت عمدہ صنعت سے ترتیب دیا ہے۔ اسکا منظر بھی عجیب ہے۔ مقصورے کی دیوار مین قبہ کے ستون بالکل چھپے ہوے ہین۔ دیوار مین ہر ایک پتھر سیکڑون من وزن کا ہے ایسے پتھرون کا ہاتی سے بھی کہینچنا ناممکن ہے مگر تعجب ہے کہ اس بلند پر ان پتھرونکو کیونکر پہنچایا ہے اللہ تعالی کی قدرت کا یہ بھی ایک نمونہ ہے کہ اُسنے اپنے بندونکو ایسی صنعتونکی تعلیم فرمائی ہے جو انسانی وہم وخیال سے بالکل بعید ہین۔ یہ قبے پتھر کی گول بنیاد پر موٹے موٹے سنگین پیل پایے قائم کرکے تعمیر کئے ہین اور ہر پیل پایے کے درمیان مین روشندان بناتے ہین قبہ کے دور مین بھی چار وطرف روشندان ہین۔ یون دیکھنے مین تو ایک ہی قبہ معلوم ہوتا ہے مگر دراصل ایک قبہ دوسرے کے جوف مین بنایا ہے اسلئے ہمنے اُنہین دو قبے لکہا ہے۔ اوپر کی جانب سے صرف قبہ رصاصیہ نظر آتا ہے سب سے نئی یہ بات ہے کہ اِن قبونکے اندر نہ کہین مکڑی دیکھی اور نہ کہین جالا نظر آیا۔ حالانکہ مدتسے اُنکی صفائی وغیرہ نہین ہوی ہے اور نہ کوئی اندر دیکھنے کو جاتا ہے۔ اس قسم کی دوسری عمارتونمین مکڑی کے جالے کثرت سے موجود ہین صحیح امر یہ ہے کہ اس تمام عمارت مین مکڑی اور ابابیل کا گذر نہین ہے۔ غرض اس عمارت کی شان قیاس و وہم سے باہر ہے۔ کہتے ہین روے زمین پر اس سے زیادہ خوشنما عمارت اور اس قبہ سے زیادہ بلند قبہ کوئی نہین ہے مگر مشہور ہے کہ بیت المقدس کا قبہ اس سے کسیقدر بلند ہے۔ القصہ اس عمارت کا منظر۔ قطع۔ وضع اور اُسکے عجائبات عمارت کی تفصیل دنیا کی تمام موجودات سے نادر ہے۔

اِن شہرون مین جنازہ اُٹھانے کا بہت اچھا دستور ہے ہر جنازے کے آگے آگے قاری

دردناک اور جانگداز الحان سے پڑھتے جاتے ہین اُنکی قرأت سُننے سے آنکھونسے دریا اُمنڈتے
ہین اور دل سینونسے نکلے جاتے ہین۔ ہر جنازہ کی نماز جامع مسجد مین مقصورے کے سامنے
پڑہی جاتی ہے۔ جامع مسجد کے دروازے سے قرأت موقوف ہوجاتی ہے لیکن اگر
کسی امام یا خدام جامع مسجد کا جنازہ ہوتا ہے تو اُسمین اسقدر امتیاز کیا ہے کہ مسجد کے اندر ہی نماز
کی جگہ تک قرأت ہوتی جاتی ہے۔ اور باب برید کی طرف غربی دالان مین مجلس تعزیت
قائم ہوتی ہے۔ آدمی فرداً فرداً آکر جمع ہوتے ہین سب کے سامنے قرآن کے پارے رکھے
جاتے ہین اور سب حاضرین قرآن شریف پڑہتے ہین۔ معززین شہر مین سے جو لوگ اس مجلس مین
شامل ہوتے جاتے ہین اُنکے آنے کے وقت نقیب اُنکے نام اور لقب جو لفظ "دین"
سے منسوب ہین بہ آواز بلند لیتے جاتے ہین مثلاً شمس الدین۔ بدرالدین۔ نجم الدین۔ زین الدین
بہاء الدین۔ جمال الدین۔ مجد الدین۔ فخر الدین۔ شرف الدین۔ معین الدین۔ محی الدین۔
زکی الدین۔ نجیب الدین وغیرہ بیشمار القاب ہوتے ہین اسیطرح کی علماکے واسطے القاب اور خطاب
مقرر ہین۔ مثلاً سید العلما۔ جمال الائمہ۔ حجۃ الاسلام۔ فخر الشریعہ۔ شرف الملۃ۔ مفتی الفریقین وغیرہ
جسکے نام کے ساتھ چاہتے ہین اسیطرح کے مشکل الفاظ کو منسوب کردیتے ہین اور اُنمین سے
ہر شخص اپنے اپنے مقام پر بڑے کبر و نخوت سے دامن زمین پر گھسیٹتا ہوا اور شملہ لٹکائے پھرتا ہے
غرضکہ جب پورا مجمع ہوجاتا ہے اور قرأت ختم ہوچکتی ہے تب واعظ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق باری
باری سے پند و نصیحت مین مصروف ہوتے ہین۔ دنیا کی ناداری اور آخرت کی یاد پر متنبہ کرتے ہین
اور حسب موقع و محل کچھ اشعار بھی پڑھتے ہین اسکے بعد مجلس ختم ہوتی ہے۔ بیت اور ابیات

کے واسطے دعا کیجاتی ہے۔ پھر بیٹھکر اپنے طریقے کے موافق کچھ اور پڑھتے ہیں اور اسکے بعد مجمع منتشر ہوجاتا ہے۔

یہانکے باشندوں میں باہمی برتاؤ اور تعظیم و تکریم کا عجیب طریقہ ہے۔ جب ایک شخص دوسرے سے ملتا ہے تو بجائے سلام علیک کے یہ الفاظ کہتا ہے۔ "میں آپکا خادم یا غلام خدمت میں حاضر ہے" اس قسم کی فرضی تعظیم و تکریم سے ہر شخص کے سامنہ پیش آتے ہیں۔ اگرچہ بزرگی کا انکی پاس نام و نشان بھی نہیں ہوتا ہے۔ سلام کرنے کا یہ قاعدہ ہے کہ جیسے کوئی رکوع یا سجدہ کرتا ہے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کی گردنیں کبھی جھکتی ہیں اور کبھی بلند ہوتی ہیں کبھی گھٹتی ہیں اور کبھی آگے بڑھتی ہیں بعض اوقات یہی کیفیت دیر تک رہتی ہے۔ ایک بیٹھتا ہے تو ایک اٹھتا ہے اس اٹھا بیٹھی میں بعض کے عمامے بھی کھسک جاتے ہیں۔ ہمنے اس طرز ملاقات کو عورتوں کی ملاقات کے موافق پایا۔ اور طرز گفتگو کو لونڈیوں کی عاجزی اور فروتنی کی مثل دیکھا۔

ان لوگوں پر افسوس ہے کہ اپنی طرز و روش کو کوتے کی چال کی طرح بھلا دیا ہے اور اپنی ذات کو ایسی ذلت میں ڈالکر اپنے باپ دادا کے نام کو بٹا لگایا ہے۔ زمیوکنا سا ذلیل طریقہ اختیار کیا ہے جسکی ممانعت شرع شریف میں موجود ہے۔ غرضکہ اس قوم کی طرز باطل عجیب ڈھنگ کی ہے۔ جب آپس کے برتاؤ کا یہ حال ہے تو اپنے سلاطین سے کسطرح کا برتاؤ اور انسے کسطور پر خطاب کرتے ہونگے۔ گویا انکے نزدیک رئیس و رعایا سب برابر ہیں اور انکے سامنے سر اور دم میں کوئی تمیز نہیں ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا جس شخص کو دیکھو دونوں ہاتھ پس پشت رکھے ہوئے نخوت کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ اور اسی مغرورانہ حالت میں سلام کے واسطے بھی

جھک جاتے ہین اُنکے نزدیک خصوصیت اور شرافت کی یہی روش ہے مگر دیکھنے مین
تو یہی معلوم ہوتا ہے گویا مشکین جکڑی ہوی ہین اُنکو گمان ہے کہ اس طرز و رفتار مین جسکو
آسائش اور اعضا کو راحت ہوتی ہے۔ معززین قوم کی یہ حالت ہے کہ اُنکے بالشت
بالشت بھر دامن ہین پر گھسٹتے جاتے ہین اور پس پشت دونون ہاتھ باہم منعقد ہوتے ہین
اللہ تعالی اس وبال سے محفوظ رکھے۔ لیکن مصافحہ کی رسم ان لوگون مین بہت عمدہ ہے جس سے
اُنکے ایمان کی تجدید اور بداعمالی کا کفارہ ہو جاتا ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے مصافحہ کی فضائل
ثابت ہین۔ اور یہ لوگ ہر نماز کے بعد آپسمین مصافحہ کرتے ہین خصوصاً نماز صبح اور عصر کے بعد
دعا سے فارغ ہوتے ہی مصافحہ کے واسطے امام کے گرد جمع ہوتے ہین اور باہم بھی اپنے
قریب کے آدمیون سے مصافحہ کرتے جاتے ہین اسیطرح ہر مہینے مین چاند دیکھنے کے بعد
باہم مصافحہ کرتے ہین۔ مبارکباد اور دعائین دیتے ہین ان لوگون مین البتہ یہ رسم محبت
اور اخلاص کی ہے اللہ تعالے اس اخلاص کی اُنہین جزا عطا کرے۔

اِن ممالک کے سلطان **صلاح الدین** ابی المظفر بن ایوب کی حسن سیرت۔ اعمال خیر اور عزم جہاد کے
حالات اس کتاب مین پہلے بھی بیان ہو چکے ہین۔ اللہ تعالے نے مسلمانون کے واسطے اُسے
سبب رحمت اور کرامت بنایا ہے اسلئے کہ اس شہر کے آگے اہل اسلام کی کوئی آبادی نہین ہے
اور **شام** کا بہت سا حصہ فرانسیسیون کے قبضے مین ہے۔ اس بادشاہ کو راتدن سوائے جہاد
کفار اور ترقی اسلام کے اور کوئی کام نہین ہے۔ اُسکی کوئی ساعت راحت سے بسر نہین ہوتی۔
اُسکا اکثر وقت گھوڑے کی پیٹھ ہی پر گذرتا ہے۔ ہمین اس شہر مین داخل ہوے دو مہینے ہوے

جب سے اُسنے قلعہ کرک پر چڑھائی کی ہے اور ابتک اسکو محاصرہ کئے ہوئے ہے۔
اللہ تعالےٰ اُسے فتحیاب کرے۔ علماے شہر کی ایک مجلس مین ہمارے سامنے بزرگان شہر مین سے
ایک عالم نے جو اس بادشاہ کے حاضرین بارگاہ مین سے ہے اُسکے مناقب مین سے
یہ تین باتین بیان کین کہ ایک بار بادشاہ نے کسی مجرم کی خطا معاف کرکے یہ الفاظ کہے "مجھے
خطا مین عفو کرنا عقوبت کی راستی سے بہتر معلوم ہوتا ہے"۔ یہ عادت گویا فضائل احنفی[1] مین سے
ہے۔ ایک مرتبہ اُسکے سامنے اصحاب کرم کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھے گئے اور سلام طی
جواد کا ذکر بسبیل حکایت ہونے لگا اُسوقت اُسنے کہا۔ "اگر مین اہل حاجت کو تمام دنیا
دے سکون تب بھی کافی نہ جانون اور اگر صاحب سوال کو اپنا کل خزانہ بخشدون تب بھی اُسکے
سوال کی ندامت کے معاوضہ سے کم سمجھون"۔ یہ ہمت بالکل خصائل رشیدی[2] اور
جعفری[3] کی نظیر ہے۔ ایک روز اُسکے سامنے کسی معزز غلام نے ایک ساربان کی شکایت
کی۔ اُس ساربان نے یا تو کوئی عیب دار اونٹ اُسکے ہاتھ فروخت کیا تھا یا اُسکے
اونٹ کو عیب لگاکر پہنچا دیا تھا۔ سلطان نے اُس غلام سے کہا "عنقریب مین تیرے
اور سب مسلمانون کے واسطے قاضی مقرر کرونگا جو شرع شریف کے موافق احکام جاری کرے
حکم شرع سب خاص و عام کے واسطے یکسان ہے اور اُسکے امر و نہی کی تعمیل واجب ہے
مین شرع کا غلام اور اُسکے محکمہ کا پیادہ ہون۔ وہ قاضی تیرے مخالف یا موافق جو کچھ

---

[1] حضرت احنف بن قیس مشہور تابعی ہین اور اُنکا حلم ضرب المثل ہے۔
[2] ہارون الرشید خلیفہ بغداد۔
[3] جعفر برمکی۔

فیصلہ کریگا اُسکی تعمیل واجب ہوگی" یہ سراسر عدل عمری ہے۔ یہ چند کلمہ اُسکے افتخار اور اعتبار کے واسطے کافی ہین۔ اللہ تعالی اُسکی بقاسے دولت کے ساتہ اسلام اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے۔

حالات جمادی الآخر سنہ ۵۸۰ھ

نوین ستمبر کو اتوار کی شب مین چاند دیکہا۔ ہم ہنوز دمشق مین مقیم ہین اور عکہ کے سفر کا بندوبست کر رہے ہین۔ دریائی سفر کے واسطے نصرانی تاجرونسے اُنکی کشتیونپر سوار ہونے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ کشتیان آجکل فصل خریف کے سفر کے واسطے تیار ہین اور وہ لوگ اس فصل کو صلیبیہ کہتے ہین۔

دمشق سے روانگی

پانچوین جمادی الآخر کو (۱۳ ستمبر) جمعرات کے دن ہم ایک بڑے قافلہ کے ساتہ دمشق سے عکہ کی جانب روانہ ہوے۔ اس زمانہ مین کہ سلطان صلاح الدین قلعہ کرک کو محاصرہ کئے ہوے ہے مسلمانونکے قافلے نصرانیون کی آبادیونمین جاتے ہین اور فرانسیسیونکے قیدی مسلمانونکے شہرونمین آتے جاتے ہین۔ اور یہ بات سیاست کا ایک خاص نمونہ ہے

اس محاصرے کے زمانہ مین اہل فرانس کے بہت سے گروہ چارونطرف سے جمع ہوے اور یہ ارادہ کیا کہ اہل اسلام کے لشکر سے آگے بڑہکر دیکی جانب قبضہ کرلین اور مسلمانونکی آبادیونکی طرف سے رسد کا راستہ بند کردین۔ اس ارادہ کو پختہ کرکے قلعہ سے نکل کر بیراہ جنگلون مین ہوتے ہوئے مسلمانونکے لشکر سے آگے بڑہ گئے۔ اِس راہ مین اُنکی بہت مویشی

تباہ ہوی۔ پھر وہانسے قلعہ کرک کا رخ کیا۔ اور دریا کی جانب قبضہ کرکے بلاد اسلام کے راستے بند کردئے۔ اب مسلمانونکو بجز صحرائی راستہ کے جو قلعہ کی دوسری جانب ہے کوئی اور مفر نتہا۔ صلاح الدین نے چندروز اُنکے ممالک مین بسر کئے اور وقت فرصت کا منتظر رہا جب موقع ملا ایک راستے ہوکر **نابلوس** (نابلس) پر چڑہائی کی وہان مسلمانون کو فتح نصیب ہوئی اور سب باشندگانکو قید کرلیا اس شہر کے متعلق جسقدر علاقے اور قلعے تھے کل مسلمانون کے قبضہ مین آئے اور اسقدر مال۔ گھوڑے مویشی۔ اسباب اور نقدی وغیرہ غنیمت مین ملا جسکا حساب تحریر سے باہر ہے۔ اسکے علاوہ بیشمار اور بے تعداد قیدی ہاتہ آئے۔ اُنمین بہت سے یہود سمرہ نامی فرقہ کے جو سامری سے منسوب ہے قید ہوے اور بہت جلد قتل کردئے گئے۔ اس بادشاہ کی یہ عادت ہے کہ اہل اسلام کو جسقدر مال غنیمت ملتا ہے سب اُنہین کو معاف کردیتا ہے اسلئے اہل فوج نے اسقدر مال واسباب جمع کیا کہ ہر ایک شخص متمول ہوگیا اور بہت سے مسلمان قیدی کفار کے ہاتھ سے رہا کرائے۔ پھر ممالک فرانس اور انطاکیہ کی راہ سے لشکر اسلام نصرت اور فتح کے ساتہ واپس آیا۔ یہ لڑائی ایسی شان کی تھی جسکی مثال کبھی نہین سنی گئی۔ اس جنگ سے واپس آتے ہوئے لوگ ہمین راہ مین ملے اُنکے ساتہ سامان غنیمت مویشی وغیرہ بکثرت تھا اور قیدیونکی تو کچھ انتہا نتہی۔ ہفتہ کے روز ہماری روانگی کے بعد سلطان دمشق مین داخل ہوا کہتے ہین سلطان کا مصمم ارادہ عنقریب لشکر جمع کرکے قلعہ کرک پر دوبارہ چڑہائی کا ہے اللہ تعالے ابکی بار اُسے فتحیاب کرے۔

قصہ کوتاہ ہمارا قافلہ دمشق سے روانہ ہوکر جمعہ کی شب مین واریہ مین رہا۔ یہ جگہ دمشق سے

تین میل کے قریب ہے یہانسے صبح کو چلکر **بیت جن** مین پہنچے یہ جگہ پہاڑونکے درمیان مین واقع ہے۔ اس مقام سے ہفتہ کی صبح کو شہر **بانیاس** کی جانب قافلہ کا رُخ ہوا۔ راہ مین ایک بہت بڑا اور موٹی جڑ کا بلوط کا درخت ملا اس درخت کو **شجرۃ المیزان** کہتے ہین۔ اسکی کیفیت بھی عجیب وغریب ہے کہتے ہین یہ درخت لوٹیرونکے واسطے ایک حد معین ہے اگر کوئی شخص اُنہین اس درخت سے بلاد اسلامیہ کی طرف ایک بالشت بھی آگے ملتا ہے تو اُسکو لوٹتے اور قید کر لیتے ہین اور اگر **فرانس** کی عملداری کی طرف ملتا ہے تو راہ چھوڑ دیتے ہین اور ہر طرح کی امن دیتے ہین۔ اس قوم کا یہ ایک عجیب معاہدہ ہے جسکے ایفا مین وہ دریغ نہین کرتے۔

حالات شہر بانیاس

بلاد اسلام مین یہ شہر کفار کی سرحد پر واقع ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی ہے اور اُسمین قلعہ بھی ہے قلعہ کی چار دیواری کے گرد نہر جاری ہے۔ یہی نہر شہر کے دروازے سے مین ہوکر آبادی کے اندر گئی ہے اور اُسکا پانی ایک پن چکی کے نیچے جاکر گرتا ہے۔ پہلے یہ شہر فرانس کے قبضہ مین تھا۔ **نورالدین** نے اُسسے چھین لیا۔ اس شہر کے متعلق قلعہ ہونین تک جو فرانسیسیونکے قبضہ مین ہے عمدہ زراعت ہوتی ہے۔ یہانسے اس قلعہ کا فاصلہ نو میل کے قریب ہے اور اس قطعہ کو **حد المقاسمہ** کہتے ہین زراعت کے انتظام پر اہل اسلام اور نصاریٰ دونون کی جانب سے عامل مقرر ہین فصل کی تیاری کے وقت دونون فریق آپسمین آدھا آدھا غلہ بانٹ لیتے ہین اور چین و تردد کے واسطے دونون کی مویشی مخلوط ہین مگر دونون

فریق مین کبھی نزاع نہین ہوتی۔

یہانسے سہ پہر کے وقت ہمارے قافلے کا کوچ ہوا۔ شب کو موضع مسینہ مین فرانس کے قلعہ کے قریب قیام کیا۔ صبح کو اتوار کے روز یہانسے روانہ ہوئے راہ مین قلعہ ہونین اور تبنین کے درمیان ایک میدان مین آس (ورند) کے درختونکی جہاڑی ملی۔ اس جہاڑی مین خندق کی طرح گھرے گھرے غار ہین اور کنارے آسمان سے باتین کرتے ہین اگر ان غارون مین ایک لشکر چھپ رہے تو پتا نہ چلے۔ اس جہاڑی کا نام اسطیل ہے اس جنگل کے راہگیر کو اگر کوئی گھیر لے تو کسی طرف کو مجال گریز نہین ہے۔ ان غارون مین اُترنے چڑھنے سے پہاڑونکے اُتار چڑھاؤ کا مزا آتا ہے۔ اس زمین کی ہیئت دیکھکر بہت تعجب ہوتا ہے۔ اِس جنگل کو طے کرکے قلعہ تبنین مین پہنچے۔ فرانسیسیونکے قلعونمین یہ بڑا قلعہ ہے۔ یہان قافلے والونسے محصول لیا جاتا ہے۔ اِس بستی کی حاکمہ کو ملکہ کہتے ہین یہ ملکہ والی عکہ کی ماں ہے شب کو ہمارا قافلہ اس قلعہ کے نیچے مقیم رہا۔ اکثر لوگونسے محصول لیا گیا۔ ہر شخص سے ایک دینار صوریہ اور ایک قیراط محصول وصول کیا۔ اجرونسے کوئی مواخذہ نہوا اسلئے کہ دار الحکومت کو جانیوالے ہین اُنسے وہان محصول لیا جائیگا۔ وہانکا محصول ایک قیراط ہے اور چوبیس قیراط کا ایک دینار ہوتا ہے۔ اس جگہ جو لوگونسے محصول لیا گیا وہ اکثر اہل مغرب ہین ان لوگو پر زیادہ محصول مقرر ہونے کی خاص وجہ ہے۔ کہتے ہین سلطان نورالدین کے ساتھ مغرب کے بہادرونکی ایک جماعت فرانسیسیونکے ایک قلعہ پر لڑی تھی اور وہانسے انہین بہت مال غنیمت ملا تھا۔ اس عناد کی وجہ سے اہل فرانس نے اُنپر زیادہ محصول مقرر کردیا ہے

ورنہ یہ لوگ اُن بستیونمین برابر آتے جاتے تھے اور کسی قسم کا تعرض نہین ہوتا تھا۔ اہل عرب کو اس نسبت کے ساتھ ایک دینار ادا کرنا کچھ بھی ناگوار نہین ہے جو اُنکے دشمنونکی ذلت خواری پر شاہد ہے۔ بلکہ اسکی وجہ سے اُنکا ذکر خیر باقی ہے۔

پیر کی صبح کو مقام تبنین سے ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ راہ مین زراعت اور آبادیان قریب قریب ملتی ہین ان بستیونکے باشندے بالکل مسلمان ہین۔ یہ لوگ اہل فرانس کے ساتھ معاشرت مین خوش ہین۔ اللہ تعالےٰ اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ غلہ کی تیاری کے وقت نصف فرانسیسیونکو دیدیتے ہین اور ہر شخص پر ایک دینار اور پانچ قیراط محصول مقرر ہے اسیطرح میوہ جات پر بھی تھوڑا سا محصول معین ہے۔ اپنے اپنے مکانات پر خود قابض ہین اسکے سوا اُنکے معاملات مین اور کسیطرح کا تعرض نہین کیا جاتا ہے۔ شام کے ساحل پر جسقدر آبادیان ہین اُن سب کا یہی حال ہے۔ تمام دیہات مسلمانونسے آباد ہین اور وہ اپنی معاشرت مین خوشحال ہین یہ فتنہ لوگونکے دلونمین فساد پیدا کرتا ہے جب دوسرے مسلمان اپنے بھائیونکو اہل فرانس کی اطاعت اور ملازمت مین آسودہ حال دیکھتے ہین تو اپنے اسلامی حاکمون کی شکایت اور اپنے دشمنون کے فضائل کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے عدل و انصاف سے خوش ہوتے ہین۔ اہل اسلام کے واسطے یہ سخت مصیبت اور وبال ہے۔ اسکی اصلاح اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے اور اُسکا یہ حکم ہماری تسلی کے واسطے کافی ہے ان ھی الا فتنتک تضل بھا من تشاء وتھدی من تشاء (یہ سب تیرے کرشمے ہین۔ ان کرشمونسے جسکو تو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے (سورۂ اعراف آیت ۱۵۵)

آج ہمارے قافلے نے حکہ کے مضافات مین سے ایک جگہ قیام کیا۔ یہانسے حکہ تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہانکا عامل فرانس کی طرفسے ایک مسلمان ہے اُسنے تمام قافلہ کی دعوت کی سب کو اپنے مکان پر لیجاکر طرح طرح کے کھانے کھلائے۔ اور تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ ہم بھی اس دعوت مین شریک تھے۔ رات کو اسی مقام پر رہے صبح کو منگل کے دن دسوین تاریخ (۱۸ ستمبر) یہانسے روانہ ہوکر حکہ مین پہنچے۔ سب قافلے کے آدمی ایک جگہ اہل دفتر کے سامنے پیش کئے گئے۔ یہ مقام بطور سرائے کے قافلون کی فرودگاہ ہے اُسکے دروازے کے سامنے چبوترون پر فرش کئے ہوئے محرر بیٹھے تھے اُنکی آبنوسی دوائین اور اُنپر خوبصورت نقش و نگار تھے۔ محرر گو نصرانی ہین مگر تحریر و تقریر عربی زبان مین کرتے ہین ان محرر و نگاہ سردار مالک دیوان صاحب کے لفظ سے ملقب ہے۔ اہل لشکر کے سوا کل مسافرین کا یہی لقب ہوتا ہے۔ اہل قافلہ سے جو کچہ وصول ہوتا ہے وہ صاحب دیوان کے پاس جمع ہوتا ہے اِس شخص سے مالی ضمانت معقول تعداد کی لیجاتی ہے۔ تاجر و نگاسامان اس سرائے کے مکانون مین رکہا گیا۔ اور ہر ایک شخص کو بُلاکر تحقیقات کی گئی کہ شاید مال وغیرہ چہپانہ لیا ہو پھر اُنکو اجازت ہوگئی کہ جہان چاہین قیام کرین۔ مگر یہ سب باتین نرمی اور محبت سے ہوئین سختی اور زعونت سے کوئی بات نہین کی گئی۔ ہمنے دریا کے سامنے ایک مکان نصرانی عورت سے کرایہ لیکر قیام کیا۔

حالات شہر حکہ

فرانسیسیونکے مقبوضات شام کا یہ شہر دارالحکومت ہے اور شینونکی لنگرگاہ ہے مسلمان

اور نصرانی تاجرونکے ملنے کا مقام اور ہر طرف کو روانہ ہونے والے جہازونکا بندر ہے
عظمت و شان مین قسطنطنیہ کا مشابہ ہے۔ کوچہ و بازار آدمیونسے بھرے نظر آتے ہین
آدمیونکی کثرت سے پاؤن رکھنے کو جگہ نہین ملتی۔ چارو نطرف کفر و طغیان کی شدت ہے
صلیب اور خنازیر کے سوا کچھ نظر نہین آتا۔ غلاظت اور بدبو کی یہ کثرت ہے گویا تمام شہر
گندگی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ شہر پہلے اہل اسلام کے قبضہ مین تھا۔ مگر چھٹی صدی ہجری
کے عشرۂ اول مین بحکومت اسلامی سے نکل گیا۔ تمام مسجدین گرجا اور خانقاہین ناقوس نواز ونکا
مسکن بنگئین البتہ جامع مسجد مین تھوڑی سی جگہ مسلمانونکے قبضہ مین ہنوز باقی ہے۔ اُسی مین
چھوٹی سی مسجد بنالی ہے اور کچھ غریب لوگ نماز کے واسطے جمع ہوجاتے ہین۔ اس مسجد
کی محراب کے پاس حضرت **صالح علیہ السلام** کی قبر مبارک ہے۔ اِسی تربت پاک کی
برکت سے اللہ تعالےٰ نے اس زمین کو اہل ضلالت کے تصرف سے محفوظ رکھا ہے۔ اِس
آبادی کے شرق کی جانب ایک چشمہ ہے جسکو **عین البقر** کہتے ہین۔ یہ وہ چشمہ ہے جسمین سے
اللہ تعالےٰ نے حضرت **آدم علیہ السلام** کے واسطے بیل نکالا تھا۔ چشمہ مین اُترنے کے واسطے چوڑی
چوڑی سیڑھیان ہین۔ یہان ایک مسجد بھی تھی مگر اب صرف اُسکی محراب باقی ہے اور وہ مسلمانونکے
قبضہ مین ہے۔ اہل فرانس نے اُسکے شرق مین ایک اور محراب اپنے واسطے بنائی ہے۔
اسجگہ اہل اسلام اور اہل کفر دونون جمع ہوتے ہین۔ چشمہ تو نصرانیونکی حفاظت اور نگہبانی مین ہے
مگر صرف یہ محراب اللہ تعالیٰ نے مسلمانونکے قبضہ مین باقی رکھی ہے۔ یہان ہمنے دو روز
قیام کیا۔ یہانسے بارہوین تاریخ (۱۲ ستمبر) جمعرات کے روز خشکی کی راہ سے صور کی جانب

روانہ ہوے۔ راہ مین الرینب نامی ایک بڑا قلعہ ملا اس قلعہ کے متعلق بہت سے گاؤن اور آبادیان ہین اسکے بعد اسکندرونہ مین ہوتے ہوے شام کے وقت صور مین پہنچے۔ عکہ سے یہانتک تین سو میل کا فاصلہ ہے ہمنے سُنا تہا کہ یہانسے ایک جہاز جاتا ہے کو جانیوالا تیار ہے اُسپر سوار ہونے کے قصد سے یہان آئے اور ایک سرائے مین جو مسلمانونکے واسطے مخصوص ہے مقیم ہوئے۔

حالات شہر صور

استحکام اور استواری مین یہ شہر ضرب المثل ہے۔ دشمن کی فتحیابی محالات سے ہے۔ اہل فرانس نے اسکو اپنی جاے پناہ مقرر کیا ہے۔ حوادثات زمانے سے امن رہنیکا مقام ہے۔ بہ نسبت عکہ کے کوچہ و بازار صاف اور ستھرے اور مکانات وسیع اور کشادہ ہین۔ باشندگان شہر بھی کفر و طغیان مین اہل عکہ کی نسبت نرم ہین مسلمانونکے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہین چونکہ عکہ کے کافر مسلمانونکے حق مین سخت اور شدید ہین اسلیے یہانکے اہل اسلام بہ نسبت عکہ کے خوش حال اور مطمئن ہین۔ اس شہر کا استحکام عجیب ترکیب پر واقع ہوا ہے۔ آبادی کے تین طرف دریا اور ایک سمت خشکی ہے۔ شہر مین داخل ہونے کے واسطے دو دروازے ہین ایک خشکی کی طرف اور دوسرا دریا کی طرف خشکی کے جانب کے دروازے مین داخل ہونے کے وقت تین یا چار دروازے طے کرنا پڑتے ہین اور ہر دروازے کے سامنے ایک ایک مستحکم دیوار بطور گہونگٹ کے بنی ہوی ہے دریا کی طرف کے دروازے مین دو مضبوط برجونکے درمیان مین سے ہوکر اندر جانے کی

راہ ہے۔ بیچ بندرگاہ کی طرف ہین اور اُنکے بیچ مین ایک مستحکم زنجیر پڑی رہتی ہے جس سے
جہاز کی آمدورفت بند ہوتی ہے شہر کے تین طرف پختہ دیوار ہے اور دریا کی جانب
کی دیوار ڈاٹ لگاکر پانی کے سطح سے اونچی بنادی ہے۔ دیوار کے نیچے سے جہاز
اندر داخل ہوتے ہین اور حصار کے اندر لنگرگاہ ہے۔ اس دروازے پر نگہبان اور امین
مقرر ہین بغیر اُنکی اجازت کے کوئی جہاز نہ داخل ہوسکتا ہے اور نہ نکل سکتا ہے۔ جب وہ
اجازت دیتے ہین زنجیر علیحدہ کرلیجاتی ہے اور جہاز کے گذرنے کے بعد پھر بدستور
ڈالدیتے ہین ممکن ہی نہین کہ بغیر زنجیر علیحدہ کئے ہوے کوئی جہاز نکلجائے
غرضکہ اس بندرگاہ کی قطع وضع عجیب وغریب ہے۔ اگرچہ عدن کی بندرگاہ بھی اسی صورت
پر بنی ہوی ہے۔ مگر اُسمین بڑی کشتیان داخل نہین ہوسکتین صرف چھوٹی کشتیان اندر
جاتی ہین اور بڑی باہر کھڑی ہوتی ہین۔ یہ بندر اُس سے خوبصورت۔ خوش قطع اور کامل صنعت سے
بنایا ہے۔ یہان ہمنے گیارہ روز قیام کیا۔ جمعرات کے روز یہان پہنچے اور اتوار کے
دن بائیسوین تاریخ کو (۲۲ ستمبر) یہانسے روانہ ہوے جس جہاز پر ہمارا سوار ہونے کا
ارادہ تھا اُسمین جگہ باقی نرہی اسلئے واپسی کا قصد کیا۔ چلتے وقت بندرگاہ کے قریب
ہمنے ایک برات کے تکلفات دیکھے جسکا بیان لطف سے خالی نہین ہے۔ اس رات
کے دن تمام نصرانی زن ومرد دُلہن کے گھر جمع ہوئے اور سامان کی کشتیان اُسکے
دروازے کے آگے آراستہ کین۔ ہر قسم کے باجے اور آلات لہو ولعب بجتے رہے
اس عرصہ مین دُلہن بڑے ناز وانداز کے ساتھ باہر آئی۔ اُسکے عزیزون مین سے داہنے اور

بائین رو آدمی اُسکو تھامے تھے۔ لباس نہایت قیمتی اور زرنگار تھا۔ اُنکے رسم کے موافق لباس کے دامن بہت دراز تھے اور ہر طرف سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ بھاری زرنگار سربند کے گرد زرین جالیدار حاشیہ تھا۔ اسیطرح گردن بند بھی زری سے پر تھا۔ دلہن لباس اور زیور سے آراستہ بڑے ناز اور تبختر سے قدم اُٹھاتی تھی۔ آہستہ خرامی مین مست کبوتر یا ابر گرانبار کے انداز معلوم ہوتے تھے۔ آگے آگے اکابران نصاریٰ کی جماعت تھی۔ پیچھے پیچھے عزیز و قریب عورتونکا ہجوم تھا۔ اُنکے لباس بھی خوبصورت اور دراز دامن تھے۔ سب کے دامن پیچھے سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ عورتین اپنے لباس اور زیور کے غرور مین بڑی تمکنت اور نزاکت سے قدم اُٹھاتی تھین۔ اس مجمع کے آگے ہر قسم کے آلات لہو ولعب اور باجے بجتے جاتے تھے۔ تماشائی نصارا اور مسلمان راستہ کے دونون طرف صفین باندھے کھڑے تھے۔ اور اس خرافات کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور کسیکو یہ امر عجیب اور مکروہ نہین معلوم ہوتا تھا۔ ہمین بھی اتفاق سے یہ تماشا دیکھنا پڑا۔ اللہ تعالےٰ اس منظر کے فساد سے محفوظ رکھے۔ غرضکہ یہ مجمع دولہ کے مکان پر پہنچا اور وہان اُن سب کی مہمانی ہوی۔ یہ تماشا دیکھکر ہم دریا کی راہ سے حکہ کو واپس آئے۔ پیر کی صبح کو حکہ مین داخل ہوئے۔ یہان ایک جہاز جزیرہ صقلیہ کے مقام مسینہ کو جانیوالا ملا اُسمین سوار ہونے کے واسطے ہمنے کرایہ ادا کیا۔ اللہ تعالےٰ اس سفر مین آسانی اور عافیت عطا فرمائے۔ اگر کوئی شخص باوجود وسعت بلاد اسلام اس کفرستان کو اپنا رہگذر بنائے تو اللہ تعالےٰ کے سامنے وہ کوئی عذر پیش نہین کرسکتا۔ اِن بستیونکی ضیعت اور خرابی دیکھکر

طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ سب سے اہم یہ امر ہے کہ یہانکے عوام کی زبانی مقدس اور مطہر اصحاب کے ذکر بیحرمتی کے ساتھ سُنے مین آتے ہین۔ دوسرے مسلمان قید یونکو پابجولان محنت و مشقت مین مبتلا دیکھنا پڑتا ہے۔ اسیطرح مسلمان عورتین بازار نہین بیچی پھرتی ہین اور بجاے خلخال کے پاؤ نہین لوہے کی زنجیرین ہوتی ہین۔ انکی اس حالت کو دیکھکر دل پھٹتا ہے مگر کسی طرح کی غمخواری کی قدرت نہین ہوتی۔ تیسرے خود اپنی حالت اُس قوم کے سامنے بڑی ذلت اور خواری کی ہوتی ہے چوتھے ہر قسم کے محرمات اور نجاستون سے پالا پڑتا ہے اور خنازیر کے ساتھ صحبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالے اس لغزش کو جو ہمسے ناواقفی مین سرزد ہوئی ہے معاف فرمائے۔ ہمسے سوا ندامت اور پشیمانی کے اُسکا کوئی تدارک نہین ہوسکتا۔ وہی ہمارے سب امور کا معین اور کفیل ہے

شہر صور کے قیام کے زمانے مین ہم ایک مسجد مین اکثر اُٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ یہ مسجد اور چند اور مسجدین ہنوز مسلمانونکے قبضہ مین باقی ہین۔ اس مسجد مین ہمنے ایک شریف مسلمان کی زبانی سنا کہ یہ شہر ۱۸۵۹ھ مین فرانس کے قبضہ مین آیا ہے اور اس سے پہلے حملہ ۱۲۵۹ھ مین مسلمانونکے قبضہ سے نکل چکا تھا۔ شہر صور بڑے سخت محاصرے کے بعد فتح ہوا بھوک پیاس سے جب لوگ مرنے لگے اور مسلمانونپر نہایت نازک وقت آگیا تو اکثر کی شدت غیرت کی وجہ سے یہ راے ہوئی کہ اپنے اہل و عیال کو جامع مسجد مین جمع کرکے قتل کردین تاکہ دشمن کے تصرف مین نہ آئین اور پھر باہر نکلکر دشمن کی فوج پر حملہ کرکے لڑتے لڑتے مرجائین۔ مگر اس ارادہ سے علما اور اہل تقوے نے باز رکھا۔ آخر یہ راے قرار پائی

کہ شہر دشمن کے حوالے کردین اور خود مع اہل وعیال مسلمانونکی آبادیونمین چلے جائین چنانچہ صلح کے بعد شہر خالی کرکے جلاوطنی اختیار کی۔ مگر جن لوگونکو حب الوطنی نے ترک وطن کی اجازت نہ دی وہ واپس آئے اور امن کے بعد اُنکے ساتھ معاہدے کی شرطین تجویز ہوکر لکھی گئین مشیت الٰہی سب پر غالب ہے جو اُسے منظور ہوتا ہے اپنی مخلوق پر جاری فرماتا ہے۔

فرانس کے قیدیونمین مغرب کے لوگ بہت ہین۔ چونکہ وہ اپنے ملک سے بہت دور ہین اسلئے اُنکی رہائی کا معاون سوائے خدائے کریم کے اور کون ہے؟ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے یہ سامان کردیا ہے کہ اس نواح کے مسلمانونمین سے جب کوئی شخص کسی کارخیر کے واسطے کچھ مال علیحدہ کرتا ہے تو مغرب کے قیدیونکی رہائی کے واسطے بھی ضرور وصیت کرتا ہے۔ اس ملک کے حکام۔ امرا۔ اور خواتین صاحب دولت اس کام مین بہت کچھ صرف کرتے ہین۔ ایک مرتبہ نورالدین کسی مرض سے علیل ہوا۔ اُسنے اس کارخیر کے واسطے بارہ ہزار دینار کی نذر مانی صحت کے بعد یہ رقم مغربی قیدیونکے فدیہ مین فرانسیسیونکو بھیجدی گئی۔ وہانسے جو قیدی رہا ہوکر آئے اُنمین کچھ لوگ حماۃ کے رہنے والے تھے۔ حماۃ خاص نورالدین کی عملداری مین ہے۔ اُسنے اہل حماۃ کو واپس کردیا اور کہلا بھیجا۔ "اُنکے بدلے مین بھی مغربی بھیجے جائین اسلئے کہ اُنکے عزیز قریب اور ہمسائے اُنکی رہائی کی کوشش کرسکتے ہین لیکن اہل مغرب کا کوئی غمخوار یہان نہین ہے۔" ان لوگونپر یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے اسکے سوا اللہ تعالےٰ

نے دو نہایت دولتمند سوداگر دمشق مین پیدا کردئے ہین۔ ایک کا نام نصیر بن قوام ہے اور دوسرے کو ابی الدریا قوت کہتے ہین۔ فرانسیسیونکی عملداری مین ساحل پر دونونکی بکثرت تجارت ہوتی ہے۔ اس نواح مین جابجا اُنکے گماشتے رہتے ہین کوئی قافلہ آنے جانے والا ایسا نہین ہوتا جسمین اُنکا مال نہو۔ غرضکہ اُنکی دولتمندی بدرجۂ کمال ہے۔ اور اُنکی قدر و منزلت امرائے مسلمان اور فرانس دونون مین بہت بڑی ہوئی ہے اِن دونون شخصونکو مغربی قیدیونکی رہائی کے واسطے اللہ تعالےٰ نے مامور فرمایا ہے۔ اس کارخیر مین اپنا مال بھی صرف کرتے ہین اور سعی و کوشش مین بھی کوئی بات نہین اُٹھا رکھتے اُنکی نیک نیتی اور امانت داری کی شہرت کی وجہ سے جو شخص اس کارخیر کے واسطے وصیت کرتا ہے وہ مال اُنہین کے سپرد کیا جاتا ہے غرضکہ ہر ایک مغربی قیدی اُنہین کی معرفت رہا ہوتا ہے۔ مدت سے یہ لوگ اسی خدمت مین مصروف ہین اپنا مال صرف کرتے ہین اور بندگانِ خدا کو دشمنونکے ہاتھونسے نجات دلاتے ہین۔ اللہ تعالےٰ اس حسن عمل کی اُنھین جزائے وافی عطا فرمائے۔ اسی زمانہ مین ایک مکروہ حادثہ پیش آیا اللہ تعالےٰ ایسی خرابیونسے اپنے بندونکو محفوظ رکھے۔ دمشق سے عکہ کو آتے ہوئے ایک مغربی شخص علاقہ بجایہ کے مقام بونہ کا رہنے والا ہمارا ہمسفر تھا یہ شخص ایک مدت تک فرانس کی قید مین رہا۔ آخر کار ابی اللہ تاجر نے اُسکو رہا کرا کر اپنے ملازمونمین رکھ لیا۔ وہ قافلے کے ساتھ عکہ کو آیا۔ اور ایک نصرانی کی صحبت مین اُسنے بہت سے مراسم نصرانیونکے اختیار کر لئے۔ وہ نصرانی شیطان اُسکو اکثر اپنے مذہب کی ترغیب دیتا رہتا تھا جس زمانہ مین ہم عکہ مین تھے اُسوقت یہ مغربی آیا

ہم صحبت کے فریب مین پھنسکر نصرانی ہوگیا۔ ملکہ کو واپس آکر ہمنے اُسکو دیکھا کہ اُسنے اپنے
دوست کے ساتھ زنار پہنا اور دوزخ کا مستحق ہوا۔ اللہ تعالےٰ دین و دنیا مین سب مسلمانونکو کلمۂ
حق پر ثابت قدم رکھے اور ملت حنیف پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔

والیۂ ملکہ جذام کے مرض کے باعث باہر نہین نکلتا ہے۔ خداوند کریم نے اُسکو بچپنے سے
عذاب دنیوی مین مبتلا کر رکھا ہے اور عذاب آخرت اس سے بہت سخت ہے۔ اُسکا ماموں
قومس بطور قائم مقام کاروبار کرتا ہے اور تمام محاصل و خراج پر اُسیکا اختیار ہے۔ یہ شخص اس قوم مین
بہت معزز اور ممتاز مانا جاتا ہے۔ اُسکو قومس والیۂ طرابلس و طبریہ کہتے ہین۔ اُسنے
حکومت اور ملک داری کی تعلیم پائی ہے۔ اہل فرانس کے نزدیک اُسکی بڑی قدر و منزلت ہے
مکاری اور فتنہ پردازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔ نورالدین کی حکومت کے زمانہ مین
یہ شخص بارہ برس سے زیادہ مسلمانونکی قید مین رہا۔ صلاح الدین کے عہد سلطنت مین بہت سا
فدیہ دیکر رہا ہوا۔ اُسے صلاح الدین کی غلامی اور اُسکے ہاتھون رہائی کا اقرار ہے۔

دمشق کو جانے والے قافلے راہ کی آسانی کے باعث سے اکثر طبریہ کے جنگل مین سے
جاتے ہین۔ تبنین کی راہ کسیقدر دشوار گذار ہے۔ چونکہ سیدھی اور کم مسافت ہے اسواسطے
خچر وغیرہ کے قافلے تبنین ہوکر جاتے ہین۔ بحیرۂ طبریہ ایک مشہور دریا ہے۔ پانی شیرین اور
خوشگوار ہے۔ چوڑائی تین چار میل اور طول چھ میل کے قریب مشہور ہے۔ اگرچہ اس باب مین مختلف
اقوال ہین لیکن یہ تعداد قرین صحت معلوم ہوتی ہے۔ ہمنے اس بحیرہ کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھا
کہتے ہین بادیۂ طبریہ مین بہت سے انبیا مثل شعیب۔ سلیمان۔ یہود۔ روبیل اور زوجۂ موسیٰ علیہم السلام کے

مزارات ہین جبل طور اس بحیرہ سے بہت قریب ہے۔ عکہ سے بیت المقدس کا فاصلہ
تین دن کی راہ ہے۔ اور دمشق سے پورا آٹھ منزل ہے۔ عکہ سے بیت المقدس مغرب
اور قبلہ کے گوشے مین اسکندریہ کی جانب واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالے اُسے مشرکین کی
نجاست سے پاک کرکے اہل اسلام کے قبضہ مین پہنچاے۔

عکہ اور صور دونون شہر دنکے گرد باغات نہین ہین۔ آبادیان دریا کے کنارے صاف
اور چوڑے میدانون مین ہین۔ یہ بہت بڑے شہر ہین اور اُنکی عملداری کوسون تک ہی
اس علاقہ مین پہاڑ قریب قریب ہین اور سب سرسبز و شاداب ہین۔ پہاڑون سے
ان آبادیون مین میوہ وغیرہ بکثرت آتا ہے۔ عکہ کے شرق مین آبادی کے پرے ایک قطعہ
زمین ہے جسمین اکثر سیلاب کا پانی آجاتا ہے۔ اس زمین کے دریا کی طرف والے
کنارے پر ایک ایسا ریت کا خوشنما میدان ہے کہ آجتک کبھی نظر سے نہین گذرا۔ نہ کوئی
گھوڑدوڑ کا میدان ایسا خوش منظر دیکھنے مین آیا۔ حاکم شہر صبح و شام تفریح کے واسطے
اُس میدان مین جاتا ہے اور فوج کی قواعد وغیرہ بھی وہین ہوتی ہے۔ صور مین خشکی کی جانب
دروازے کے سامنے پانی کا ایک چشمہ ہے۔ اور اُسکے اندر اُترنے کے واسطے پختہ
سیڑھیان بنی ہوی ہین۔ شہر مین کنوون کی یہ کثرت ہے کہ کوئی گھر کنوین سے خالی نظر نہین آتا۔
خداوند تعالیٰ ان آبادیون مین کلمہ اسلام کو غلبہ عطا فرماے

دریا کا سفر اور اندلس کو مراجعت

اکتیسوین ۳۱ تاریخ (۶ اکتوبر) ہفتہ کے روز ہم کشتی مین سوار ہوے۔ مسلمانون نے اہل فرانس

سے علٰحدہ ایک جگہ اپنی جماعت کے واسطے پسند کرلی ہے۔ نصرانیون مین سے دو ہزار کے قریب ایک جماعت بلغریون[1] بیت المقدس کی اس کشتی پر سوار ہے۔ اب جہاز کے مالک کو جہاز کا بھرت پورا ہونے اور ہوا کی موافقت کا انتظار ہے۔ اللہ تعالےٰ عافیت اور آسانی فرمائے۔

حالات ماہ رجب سنہ ۵۸۰ھ

نوین اکتوبر کو منگل کی شب چاند دکھائی دیا۔ ہم ہنوز جہاز پر ہوا کی موافقت کا انتظار کر رہے ہین بارہ روز ہمین اسی انتظار مین گذر گئے۔ اس نواح مین ہوا چلنے کا جداگانہ طریق ہے۔ پُروا ہوا یہان صرف دو مرتبہ ربیع اور خریف مین چلتی ہے۔ ربیع مین اس ہوا کے چلنے کا زمانہ نصف اپریل سے آخر مئی تک اور خریف مین صرف پندرہ روز نصف اکتوبر سے آخر اکتوبر تک شمار کیا جاتا ہے بعض اوقات بمقتضائے قدرت اس حساب مین کچھ کمی بیشی بھی ہو جاتی ہے باقی اوقات مین مختلف ہوائین چلتی ہین۔ پچھوا ہوا اس نواح مین بہت چلتی ہے اسوجہ سے بلاد روم۔ مغرب۔ اور جزیرہ صقلیہ کے جانیوالے مسافرونکو پُروا ہوا کا انتظار کرنا پڑتا ہے عکہ کی بندرگاہ سے بجز ان دونون فصلون ربیع اور خریف کے سفر کرنا ناممکن ہے اسلئے اکثر تاجر اس شہر مین انہین فصلون مین آیا کرتے ہین۔ غرضکہ ہمین ایک عرصہ تک اس ہوا کا انتظار کرنا پڑا۔ اس زمانہ مین ہم لوگ رات کو خشکی مین رہتے تھے اور دنکو جہاز پر جاکر حال دریافت کرآتے تھے۔ دسوین تاریخ (۱۸ اکتوبر) جمعرات کی سحر کو ہم اپنی عادت کے موافق ہنوز خشکی مین اپنی آرام گاہ مین تھے کہ جہاز کا لنگر اُٹھا دیا گیا۔ ابھی اچھی طرح دن بھی نہین نکلا تھا دریا پر جا

[1] اٹلی زبان مین بیت المقدس کے حجاج کو پلی گرینی Pellegrini کہتے ہین بلغریون اسی سے معرب ہوا ہے

دیکھا تو جہاز کا کہیں نشان نہتا۔ اس معاملہ مین ہمسے بڑی فروگذاشت ہوئی اور ہین سفر کی بابت یہ ضرب المثل یاد نرہی "سفر مین انسان کو اپنے زاد و توشہ سے کسیوقت غافل نہونا چاہیئے" ناچار اُسیوقت ہمنے ایک بڑی کشتی جسکو چار پاتو سے کھیتے تھے کرایہ کی۔ اور توکل بخدا جہاز کے پیچھے روانہ ہوے۔ اگرچہ یہ کام نہایت خطرناک تہا لیکن خدا سے کریم نے اپنے کرم سے محفوظ و سلامت جہاز تک پہنچادیا۔ شام کے وقت جہاز نہ آیا ہمنے اس کامیابی پر اللہ تعالے کا شکر و سپاس ادا کیا۔ ہمارے اس تمام سفر مین یہ دن سخت خطرناک تہا۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد پانچ روز تک برابر ہوا موافق چلتی رہی اسکے بعد ایکبارگی پچھوا ہوا جہاز کے سامنے سے آنے لگی جہاز کا افسر رومی الجنوی نہایت فہیم اور اپنے کام مین ہوشیار تہا۔ وہ جہاز کو داہنے بائین پھرا تارہا کہ کوئی تدبیر اُسکے قائم رہنے کی نکل آئے اور پیچھے کو نہ پلٹے۔ اُسوقت دریا بیغباتی تھی اور جہاز کا افسر متفکر اور خموش تہا۔ ہفتہ کی شب مین ۹ تاریخ (۲۷ اکتوبر) آدہی رات کے قریب ہوا کی شدت سے اُس مستول کی اُوپر کی لکڑی جسکو اردمون[1] کہتے ہین اوپر سے آدہی ٹوٹ کے دریا مین گری جو پردے اُسمین بندھے ہوئے تھے وہ بھی اُسکے ساتہ پانی مین گر پڑے یہ بڑی خیر ہوئی کہ وہ لکڑی جہاز پر نہین گری ورنہ اُسکے صدمہ سے جہاز کے ٹوٹنے کا اندیشہ تہا۔ ملاحون نے جلد جلد بڑے مستول کے پردے اُتار کر جہاز کو روکدیا۔ اور چھوٹی کشتیون مین سوار ہوکر جو جہاز کے اُوپر بندہی رہتی ہین لکڑی کے ٹوٹے ہوے ٹکڑے کو مع پردون کے نکال لائے پھر بڑے بڑے پردے مستول پر چڑہانے لگے۔ اور مستول اردمون مین وہ پردے جسکو

[1] اٹلی کی زبان مین یہ لفظ آرٹیمن Artimone ہے۔ اسکو معرب کرکے اردمون بنالیا۔

دلون کہتے ہین خوب مضبوط باندہا۔ اس خوف و ہراس کی حالت مین صبح ہوگئی مگر
اللہ تعالے نے تباہی اور ہلاکت سے بچایا صبح کو ملاحون نے اردمون ستول پر دوسری
لکڑی جو اُنکے پاس تیار رکھی تھی نصب کر کے اُسے درست کر لیا۔ لیکن سچھوا ہوا ہنوز اُسی
اور ہم لوگ بدستور حالت یاس و نا اُمیدی مین متردد اور پریشان ہین اور رحمت الٰہی سے نجات
اور عافیت کی اُمید رکھتے ہین۔ ۲۳ تاریخ بدھ کے دن پُروا ہوا کی تھوڑی تھوڑی رمق محسوس ہوی
جہاز والونمین اس ہوا سے گویا از سر نو جان آئی۔ ہوا کی تحریک ہنوز خفیف ہے۔ لیکن سب کو اُسکی
قوت اور ترقی کی اُمید ہے۔ اس عرصہ مین دریا باریک اور خفیف کھرے سے چھپ گیا بوجہ
جوش و خروش موقوف ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی جاتی رہی اور پانی کا سطح آئینہ کے
فرش کی طرح ہموار نظر آنے لگا۔ چار و نظرف ہوا کی رمق بھی محسوس نہوتی تھی۔ دریا کا سطح چاندی
کے صفحہ کی طرح نظر آتا تھا۔ ہمارا جہاز اس سطح پر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دو آسمانونکے درمیان
گردش کر رہا ہے۔ ہوا کی خفت اور سکون کو ملاح اپنی اصطلاح مین **علیغی** کہتے ہین۔

۲۴ تاریخ (دیکم نومبر) پنجشنبہ کی شب مین نصرانیونکا ایک تیوہار تھا۔ راتکو اُنھون نے کثرت سے
شمعین روشن کین۔ سب زن و مرد بچے چھوٹے ہاتھون مین شمعین لئے ہوئے ایک جگہ جمع ہوئے
اور اُنکے قسیس نماز کے واسطے آگے بڑھے۔ اسکے بعد ہر قسیس علیحدہ علیحدہ اپنے مذہب کے
موافق وعظ و نصیحت کے واسطے کھڑا ہوا۔ جہاز سر سے پا تک شمع و چراغ سے جگمگا رہا تھا۔
بہت رات گئے تک یہی کیفیت رہی۔ اس رات کی صبح کو بدستور ہوا ساکن اور جہاز اپنی جگہ پر قائم
تھا۔ ۲۹ تاریخ تک اسی حالت مین گذری۔ اتوار کی رات کو شمالی ہوا کے جھونکے سے جہاز نے

اپنی جگہ سے حرکت کی اور اہل جہاز کی جان مین جان آئی۔

حالات ماہ شعبان ۵۸۰ھ

چاندرات کو مطلع پر ابر محیط تہا۔ لیکن رجب کے دن شمار کرنے سے ۸ رنومبر کو جمعرات کی شب تک مہینا ختم ہوا۔ اور ہمکو دریا مین چلتے ہوے پورے بائیس روز گذرے۔ اِس عرصے مین پریشانیونکی وجہ سے اطمینان خاطر بالکل جاتا رہا اور یاس و نا اُمیدی نے گہیر لیا۔ لیکن رحمت و الطاف آلہی سے اُمید عافیت باقی ہے۔ اگرچہ لوگونکے پاس زادراہ کی قلت ہوگئی ہی لیکن اُنکے واسطے یہ جہاز شہر کا حکم رکہتا ہے۔ اُسمین ہر قسم کا سامان ضروری موجود ہے۔ اور ہر طرح کی چیزین روٹی سالن میوہ وغیرہ مثل انار امرود۔ انجیر۔ بہی۔ تربوز۔ اخروٹ۔ شاہ بلوط۔ پیاز۔ لہسن دودہ۔ مچہلی۔ باقلا اور چینے پختہ و خام وغیرہ عام طور پر فروخت ہوتے ہین۔ گذشتہ ایام مین ہمین کسی جانب خشکی کا کنارہ نظر نہین آیا اور اس عرصہ مین دو مسلمانون نے اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ اللہ تعالےٰ اُنکی مغفرت فرمائے۔ نصرانیون مین سے بھی دو آدمی اس عرصہ مین فوت ہوے اور ایک دریا مین ڈوب گیا۔ مُردونکی لاشین دریا مین ڈالدی گئین اور طرفۃ العین مین موجین اُنھین بہالے گئین۔ اِن سب مردونکا مال جہاز کے افسر کو وراثت مین ملا۔ اِس قوم کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جہاز مین مرتا ہے اُسکا مال جہاز کے افسر کو ملتا ہے۔ ورثائے میت کو نہین بہیجا جاتا ہے۔ یہ عجیب طرح کا انصاف ہے۔

چھٹی تاریخ (۱۳ رنومبر) منگل کی صبح کو ایک پہاڑ نظر آیا اور مغربی ہوا نے پھر زور باندہا۔ پے در پے سخت جہونکے آنے لگے۔ کبھی پُروا ہوا چلتی تھی اور کبھی پچہوا۔ جہاز اِدہر اُدہر بھٹکنے لگا مجبور ہوکر

پہاڑ کی جانب پناہ لی اور ایک جگہ جہاز کو مضبوط باندھا۔ وہاں کے آدمیوں سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ جزائر رومانیہ کا یہ پہاڑ ہے۔ ان جزیرونمیں تین سو ساٹھ بستیوں سے زیادہ ہیں۔ اور والی قسطنطنیہ کی عملداری میں شمار ہوتی ہیں۔ رومی ان بستیوں کے باشندوں سے مسلمانوں کی طرح پرہیز کرتے ہیں کیونکہ اُنکے باہم صلح نہیں ہے۔ یہاں ہمارا جہاز بدہ کے دن تک بندہا رہا اور جزیرے کے لوگ جہاز کے افسر کی اجازت سے گوشت روٹی وغیرہ بیچنے کو لائے۔ بدہ کے دن یہاں سے جہاز کا لنگر اُٹھا۔ آج ہمیں دریا میں پورے اٹھائیس روز گذرے۔ جمعرات کے دن جزیرہ اقریطش (کریٹ) کا ساحل نظر آنے لگا۔ یہ جزیرہ والیٔ قسطنطنیہ کی عملداری میں ہے۔ جزیرہ کا طول تین سو میل سے زیادہ ہے۔ اسکا حال ہمنے پہلے اسکندریہ کے سفر میں بیان کیا ہے۔ جزیرہ کا ساحل ہمارے داہنی طرف ہے اور دریا میں جوش بدستور ہے۔ ہوا مخالفت کر رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے عافیت اور آسانی کی التجا ہے۔ دسویں تاریخ (۱۰ نومبر) ہفتہ کے روز ہمارا جہاز اقریطش کے ساحل سے گذر گیا۔ اب شمالی ہوا جہاز کے موافق چل رہی ہے۔ دمبدم اس ہوا کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور جہاز بادبانوں کے پر لگائے ہوئے اُڑا چلا جاتا ہے۔ ہوا کی شدت سے دریا پر خروش ہے۔ موجوں کے باعث سطح آب کف سے بھرا ہوا ہے ہر ایک موج کی طغیانی پر برف کے پہاڑ کا گمان ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس جوش اور تلاطم کے ہوا کی موافقت کی وجہ سے طبیعتوں میں کوئی پریشانی اور ہراس نہیں ہے۔ بلکہ فائق الاسرار ہونے کی اُمید سے تسکین خاطر ہے۔ گذشتہ چھبیس ۲۶ روز اہل جہاز پر بہت ہی سخت گذرے کسیطرف خشکی کا نشان نظر نہ آتا تھا اور زاد راہ کی کمی سے بھوک اور پیاس سے ہلاکت کا

اندیشہ تہا۔ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق رائین لگاتا تہا۔ کوئی کہتا تہا ہمارا جہاز ساحل مغرب یعنی برافریقہ کے کنارے چل رہا ہے۔ کسیکا خیال تہا کہ ارض الکبر یعنی برقسطنطنیہ کے ساحل پر جارہا ہے۔ کوئی اپنے گمان مین حدود لاذقیہ یعنی سواحل شام کی سیر کررہا تہا۔ کوئی دمیاط یعنی براسکندریہ کی جانب جارہا تہا۔ غرضکہ ہر شخص اپنے قیاس کے موافق راے لگاتا تہا۔ لیکن واقعی حالت سے کسیکو آگاہی نہ تہی۔ سب کو یہی کھٹکا تہا کہ ہوا کی شدت جہاز کو جزیرہ رُمّانیہ کے کسی ویران مقام مین نہ پہنچا دے اور وہان سب کو سرگردان پھرنا پڑے۔ یا کوئی حاجت قوی ہمین ان حدود کی آبادیون مین جانے پر مجبور کرے۔ ایسی صورت مین سوائے مصیبت اور آفت کے کوئی بہتری سمجہ مین نہین آتی تہی۔ اس یاس و ہراس کی حالت مین رحمت الٰہی نے دستگیری کی اور طبیعتونکے انتشار و تردد کو تسکین و اطمینان کے ساتہ بدل دیا۔ دریائی مصائب کے بارہ مین کسی شاعر نے خوب لکہا ہی۔

البحر مرّ المذاق صعب ۔۔۔ لاجعلت حاجتی الیہ

الیس ماءٌ و نحن طین ۔۔۔ فما عسی صبرنا علیہ

(سمندر کا مزا سخت تلخ ہے مجہے اُسکی حاجت نہین ہے۔ کیا وہ پانی اور ہم مٹی نہین ہین؟ پھر ہم کسقدر اُسمین ٹھہر سکتے ہین)

اب ہمارا جہاز فضل الٰہی سے جزیرہ صقلیہ کے قریب ہی۔ اور کوئی دم مین اُسکے ساحل کی بشارت کا نونہین پہنچنے والی ہے۔ اتوار کو گیارہوین تاریخ آدہی رات کے قریب پھر ہوا بدلی اور بڑے زور و شور سے غربی ہوا کے جہونکے آنے لگے۔ مغرب سے ابر

آتھکر محیط ہوگیا۔ ہمارا جہاز ہوا کے زور سے شمال کو پھر گیا۔ اتوار کی صبح کو طوفان کی اور ترقی ہوئی تمام دریا امواج اور تلاطم سے پھر گیا۔ ہر موج پہاڑ کی طرح سامنے سے آتی تھی اور جہاز کو صدمے پر صدمے پہنچاتی تھی۔ جہاز باوجود اسقدر وزن اور ضخامت کے ہوا کے جھونکوں سے درخت کی شاخوں کی طرح ہلتا تھا طغیانی کی شدت سے بعض موجیں بلند ہوکر جہاز کے اندر آگرتی تھیں اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا گویا بڑی بڑی بوندیوں کا جھلا پڑ گیا۔ رات کو تلاطم کی یہ حالت ہوئی کہ اُسکے شور سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ ہوا کی بھی ترقی ہوگئی۔ ملاحوں نے جہاز کے پردے اُتار ڈالے صرف آدھے آدھے مستولوں پر چھوٹے پردے باقی رکھے جنکو دلون کہتے ہیں اُسوقت جہاز والونپر نا اُمیدی چھاگئی اور زندگی سے ایوس ہوگئے۔ چاروں طرف سے موجونپر موجیں آنے لگیں۔ کثرت امواج سے ہر بار یہ یقین ہوتا تھا کہ اب جہاز ٹوٹا۔ تمام رات اِسی کرب و اضطراب میں گذری۔ رات کیا تھی گویا تمام حوادث اور مکروہات کی حاملہ تھی۔ اُسکی سیاہی کی ہول سے موے کاکل سفید ہوتے تھے۔ تمام رات نہایت بیقراری اور اضطراب میں گذری آخر اسی پریشانی میں صبح ہوئی۔ مگر صبح کو شب سے زیادہ مہیب واقعہ پیش آیا یعنی اُجالا ہونے پر جہاز کے بائیں طرف جزیرہ اقریطش کا ساحل اور پہاڑ نظر آیا۔ حالانکہ اس میدان کو ہم اس سے پہلے طے کر چکے تھے اور اُسوقت یہ ساحل ہمیں داہنی جانب ملا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ راہ مقصود پیچھے رہگئی اور ہوا کی شدت نے جہاز کو اسطرف پلٹا دیا۔ اِس اطلاع پر سخت افسوس ہوا مگر تمام غم و غصہ گوارا کرنا پڑا۔ اور معاملات قضا و قدر پر صبر کیا۔ سیکون الذی قضی بخط العبد اور راضی (بہت جلد ہوگا جو کچھ حکم ہو چکا ہے بندہ راضی ہے

یا ناراض ہو) اس اثنا مین آفتاب روشن ہوا اور دریا سے تاریکی دور ہوی۔ ملاح جہاز باندھنے کے واسطے جگہ ڈھونڈنے لگے تاکہ وہان آرام کرین اور طوفان کی کمی تک ٹھہرین۔ ہر سفر کے وقت مقرر ہین۔ خصوصًا دریائی سفر کے واسطے تو وقت خاص اور زمان معین درکار ہی۔ ہر شخص کو چاہیے کہ سرما مین اس سفر سے محترز رہے اور دریائی سفر کے شدائد اور مصائب سے ڈرتا رہے لیکن قضا و قدر سے ہر محتاط اور محذور مجبور ہے۔ اور اللہ تعالے ہر طرح کی مصیبت اور آفت مین اپنے بندونکا کفیل ہے جب ملاحون نے جائے امن کی تلاش مین خشکی کا رخ کیا تو ہوا نے پھر کچھ کچھ موافقت شروع کی اسلئے ساحل سے قطع نظر کرکے جہاز کو پھیر کر دوبارہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اُس میدانکو اپنے داہنی جانب چھوڑ آئے۔ اسی طرح منگل کی رات تک چلتے رہے آج ہمین دریا مین پورے چونتیس ۳۴ دن گذرے۔ اس عرصہ مین جہاز کے پردے کبھی نہین اُترے ملاحونکے نزدیک زمانہ گذشتہ کی رفتار نہایت مناسب اور معتدل ہے کیونکہ ایسی رفتار اُسوقت ہوتی ہے جبکہ جہاز کے موافق ہوا چلتی رہے۔ منگل کی صبح کو بھی ہوا بدستور موافق رہی مسافرونکو اس امر سے بہت مسرت ہوئی جسطرف ہمارے جہاز کا رُخ ہے اُسطرف کو اور بھی چند جہاز جاتے ہوئے دور سے نظر آئے۔ اُن جہازونکے دیکھنے سے راستے کی صحت کا اور بھی وثوق ہوا۔ بدھ کی رات کو ہوا نے پھر مخالفت کی اور پچھوا ہوا نے زور باندھا۔ جہاز ہوا کے جھونکونسے بے اختیار ہوکر ایک جزیرہ کے ساحل پر جا لگا۔ ملاحون نے خشکی مین اُترکر جہاز کو باندھ دیا۔ یُرمانیہ کے جزائر مین سے ایک جزیرے کے کونے پر یہ ساحل واقع ہے پہلے سے ارض الکبیر کو راستہ جاتا ہے اور تخمیناً بارہ میل کا فاصلہ ہے۔ جمعرات کے روز

۱۵ تاریخ (۲۲ نومبر) کو اسی مقام پر پانچ اور جہاز آئے۔ اُنمین سے دو جہاز اسکندریہ کے چلے ہوئے ہین۔ اِن جہازونکو پورے پچاس دن دریا مین گذر چکے ہین۔ ہوا کی شدت انہین اِدہر اُدہر بھٹکاتی پھرتی ہے یہان ہمارا جہاز چار روز ٹھہرا اور مسافرون نے سامان سفر پانی وغیرہ جمع کر لیا۔ آبادی یہانسے تھوڑی ہی دور تھی۔ وہانکے لوگ گوشت روٹی اور روغن زیتون وغیرہ بیچنے لائے تھے مگر روٹیان خالص گیہون کی نہ تہین جَو کا آٹا ملا ہوا معلوم ہوتا تہا اسلئے کہ روٹیان کالی کالی تہین۔ اسپر بھی چار و نظرف سے آدمی ٹوٹ پڑے اور بہت گران خریدکین یہان دریائی سفر مین ہمین چالیس دن پورے ہو چکے جب تک ہمارا جہاز اس ساحل پر رہا غربی ہوا برابر زور و شور سے چلتی رہی اور بعض اوقات آندہی بھی آگئی۔ خدا کا شکر ہے کہ دریا مین ایسے طوفانسے سامنا نہین ہوا ورنہ بڑی مشکل ہوتی۔

اُنیسوین ۱۹ تاریخ (۲۶ نومبر) پیر کے دن ہوا کی موافقت کی وجہ سے یہانسے جہاز روانہ ہوا بائیسوین ۲۲ تاریخ (۲۹ نومبر) تک جہاز بخوبی چلتا رہا۔ جمعرات کے دن پھر ہوا بدل گئی پچھوا ہوا کے تیز تیز جھونکے آنے لگے۔ آسمان پر ابر محیط ہو گیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل کی گرج سے خوف طاری ہوا۔ ہوا کی تیزی اور برودت سے بدنمین رعشہ پیدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک بڑی بڑی بوندیان پڑتی رہین۔ پھر بادل پھٹ گیا۔ ہوا کی تیزی کم ہوئی۔ طبیعتونسے خوف و ہراس گھٹ گیا شب جمعہ بھی بڑی پریشانی مین گزری۔ صبح کے وقت صقلیہ کا ساحل ہمارے سامنے چمکتا ہوا نظر آیا۔ اِس مژدہ سے جہازوالون نے گویا از سرِ نو زندگی پائی۔ لیکن ہر کام کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے اور ہر ایک اُمید سے ایک مصیبت وابستہ ہے۔ تمام دن اسی

خوشی میں گئی جب ہفتہ کی شام ہوئی اور آدھی رات یا ایک ثلث رات گزرنے کو آئی۔ یک بیک مخالف ہوا نے سامنے سے ایسی شدت کی کہ جہاز پیچھے کو ہٹنے لگا۔ اور ہوا کے جھونکے ہماری آنکھوں اور اُمیدوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ہوا کی یہ ترقی ہوئی کہ ہر جھونکے پر جہاز کے پاش پاش ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ ملاحوں نے مجبور ہو کر سب مستولوں پروے اُتار دیئے اور جہاز کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔ یہ آخری مصیبت بہت سخت تھی۔ ایک تو پے در پے مصائب کا غبار۔ دوسرے شب تار کی سیاہی۔ اور تیسرے بحر بیکراں کی ظلمت۔ گویا چار و نظر سے تاریکیوں نے گھیر لیا تھا۔ موجوں کی طغیانی سے ایسے صدمے پہنچتے تھے کہ عقل دنگ ہوئی جاتی تھی۔ دلوں سے اُمیدیں جاتی رہیں۔ اور طبیعتیں مرگ پر آمادہ ہو گئیں۔ غرضکہ یہ مہیب رات بڑی دشواری سے بسر ہوئی۔ تمام شب یاس و ہراس میں گذری۔ صبح کو ہفتہ کے دن شب سے زیادہ طوفان کی شدت ہوئی۔ موجیں جہاں چاہتی تھیں جہاز کو لیجاتی تھیں۔ جہاز والوں نے اپنی جانیں تھنائے الٰہی کے حوالے کر دیں۔ ہر ایک کو اُسی سے نجات کی اُمید باقی تھی۔ تمام دن یہی نا اُمیدی کی حالت قائم رہی۔ شام کو رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی۔ ہوا کی شدت میں کمی ہوئی۔ تاریکی ہر طرف ہونے لگی۔ سطح آب شفاف نظر آنے لگا۔ ۲۵ تاریخ کو (۲۵ دسمبر) اتوار کے دن ہوا کسیقدر موافق ہوئی۔ اور مسافروں کے دلوں میں بجائے خوف اطمینان پیدا ہونا شروع ہوا۔ گرد و تر سے یہ معلوم ہوتا تھا گویا ابھی کفن سے منہ کالا کیا ہے ملاح ساحل صقلیہ کے نشانات ڈھونڈھنے لگے جسکو پہلے آنکھ سے دیکھ چکے تھے اب اُسکا کہیں نشان بھی نظر نہ آتا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے بجز کہاں اور کدھر کے اور کچھ نہیں سنائی دیتا تھا

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے بندو پر ہمیشہ مہربان اور اُنکے ہر حال کا شریک اور نگہبان ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہین ہے۔

حالات ماہ رمضان المبارک ۵۸۰ھ

ساتوین دسمبر کو جمعہ کی شب مین چاند دکھائی دیا۔ ہمارا جہاز ہنوز ارض کبیر کے کنارے کے دریا مین جا رہا ہے۔ شرقی ہوا کی تھوڑی تھوڑی رمق آتی ہے اور جہاز آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اِسی اثنا مین ساحل کی طرف دور سے کچھ آبادی اور کھیتی نظر آئی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آبادی قلوریہ کی ہے اور والی صقلیہ کی عملداری مین ہے۔ والی صقلیہ کی حکومت ارض کبیر مین دو مہینے کی راہ تک چلی گئی ہے۔ اِس آبادی مین بہت سے حجاج بیت المقدس سامان سفر کی کمی کے باعث بھوک پیاس کے خوف سے اُتر پڑے اور کھانے کی اشیاء چیزین مسلمانونکے ہاتھ فروخت کر گئے۔ مسلمانون نے قحط کے سبب سے ایک ایک درہم کو ایک ایک روٹی خریدی اسلئے کہ کسی کے پاس سامان سفر باقی نہین رہا تھا۔ ایک رطل سوکھی روٹی چار آدمیونمین تقسیم ہوتی تھی۔ ہر شخص اُسکو پانی مین بھگو کر حلق سے اُتار لیتا تھا۔ جو راستہ صرف پندرہ روز کا ہوا اُسمین جب پورے دو مہینے گذر جائین تو کیونکر سامان سفر مین کمی نہوگی۔ ایسی راہ کے واسطے محتاط آدمی مہینا بیس روز سے زیادہ سامان نہین رکھ سکتا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ہمنے خاص دریا مین تین چاند دیکھے۔ ایک رجب کا۔ دوسرا شعبان کا اور تیسرا رمضان کا جس روز ہمنے رمضان کا چاند دیکھا اُسکی صبح کو جبل نار ہمارے جہاز کے سامنے نظر آیا۔ اِسی پہاڑ کا نام جبل اتنا ہے اور صقلیہ کے مشہور پہاڑونمین سے ہے۔ اِس پہاڑ کو دیکھکر سب خوش ہوے۔ اللہ تعالی

اِن لوگونکی مشقت اور مصیبت کی جزا عطا فرمائے اور سلامتی و عافیت کے شکر کی توفیق عنایت کرے۔ اِس مقام سے جہاز کے موافق ہوا چلنے لگی مگر اتوار کی شام کو کسیقدر تیز ہو گئی اور ہمارا جہاز ایک تنگ راستے کے کنارے پُہنچا۔ یہ راہ ارض کبیر اور صقلیہ کے ساحلونسے گھری ہوئی ہے اس دریا کی چوڑائی بعض جگہ چھ میل اور بعض جگہ تین میل ہے۔ یہان پانی تنگی کی وجہ سے بڑی تیزی سے گزرتا ہے جہاز کا عبور اِس خوفناک مقام سے بہت دشوار ہے۔ رات کا وقت ہے اور ہمارا جہاز اِس راستے سے جا رہا ہے جنوبی ہوا جہاز کو تیزی سے آگے بڑہا رہی ہے۔ ارض کبیر ہمارے داہنی طرف ہے اور صقلیہ بائین جانب ہے۔ جب آدہی رات گئی اور جزایر صقلیہ کا شہر مسینا نظر آنے لگا ملاحونے شور مچایا کہ ہوا کی شدت نے جہاز کو تر پہاڑ کر خشکی کی طرف پہیر دیا اور قریب ہے کہ جہاز ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے جہاز کے افسر نے پردوں کے اُتارنے کا حکم دیا۔ ملاحونے اردمان ستول کے پردے اُتارنے کی ہر چند کوشش کی مگر ہوا کی تیزی سے کامیاب نہوئے۔ مجبور ہو کر جہاز کے افسر نے پردے کو چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اِس عرصہ مین جہاز بائین جانب سے خشکی مین سینہ کے بل آگرا۔ اور دونون سکان زمین مین دہنس گئے۔ جہاز کے نیچے دو پاون ہوتے ہین جنکے ذریعہ سے وہ اِدہر اُدہر پھرا جاتا ہے اسکو سکان کہتے ہین۔ اس حادثۂ جانگداز سے تمام جہاز مین کہرام سا پڑ گیا اور ہر طرف ہنگامۂ قیامت بپا ہو گیا۔ نصرانیون نے سینہ کوبی شروع کی اور اہل اسلام نے قضائے الٰہی پر صبر کیا ہوا کے جہونکون نے اور موجونکے تلاطم نے ایسا صدمہ پُہنچایا کہ ایک طرف کا پاون یا سکان ٹوٹ گیا۔ جہاز کے افسر نے اُسکو قائم کرنے کے واسطے ایک طرف کا لنگر دریا مین ڈالا مگر اُس سے بھی کوئی فائدہ نہوا۔ آخر اُسکی رسی کاٹ کر وہین چہوڑ دیا۔ یہ حالت دیکھکر مسافرون نے مرنے پر کمر باندہی

اور بسبر و سکون پر مجبور ہوئے۔ رومی عورتین اور بچے شور و واویلا کرتے تھے اور سب آلہی پریشان تھے
جہاز سے خشکی کا سطح بخوبی نظر آتا تھا۔ بار بار یہی جی چاہتا تھا کہ پانی مین کود پڑین اور دوڑتے ہوئے
خشکی مین مگر پھر یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ شاید صبح کو اللہ تعالیٰ نجات کا کوئی ذریعہ پیدا کردے۔ ملاحون
نے ہوڑیان کھولکر پانی مین ڈالین اور مرد عورتونکو سوار کرکے خشکی کی طرف لیگئے لیکن پلٹتے وقت
موجون نے ہوڑیونکو بھی توڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے خشکی کی جانب پھینکدیا۔ اب جہاز والونکو
بالکل یاس ہوگئی اور کوئی نجات کی اُمید باقی نرہی۔ اِس عرصے مین نقاب صبح بلند ہوا اور رحمت
آلہی کا ظہور شروع ہوا۔ دنکی روشنی مین مسینا شہر ہمارے سامنے نظر آنے لگا۔ غور سے دیکھا تو غایت
درجہ آدھے میل کا فاصلہ تہا سب کو اس قضا و قدر کے اتفاق پر تعجب اور حیرت تھی کہ منزل مقصود
کی گویا دہلیز پر دم نکل رہا ہے۔ آفتاب کے طلوع کے بعد ساحل سے ہوڑیان ہماری خبر گیری کو
آئین اور شہر مین جہاز کی تباہی کی خبر گرم ہوئی۔ مقلیہ کا بادشاہ خلیام (ولیم دوم) خود اپنے حلقہ کے
ساتہ جہاز کا حال دریافت کرنے آیا۔ مسافرون نے ہوڑیونکے ذریعہ سے اُترنا شروع کیا۔
لیکن ہوا کی شدت ہوڑیونکو جہاز کی طرف کب آنے دیتی تھی۔ اُترتے وقت بھی آخری مصیبت کا
سامنا کرنا پڑا۔ اِس پریشانی مین اکثر لوگونکا اسباب بھی تلف ہوا۔ مگر جان کی سلامتی کے سامنے
اُس نقصان کو غنیمت سمجہا۔ غرضکہ بہزار مصیبت کنارے پر آئے۔ اِس آفت سے ہماری نجات گویا
ابونصر کی نجات کا نمونہ ہے۔ جہاز مین ہمارے ساتہ کچہ محتاج بھی تھے جنکے پاس خرچ وغیرہ کچہ
باقی نہین رہا تہا اور ہوڑی والے نے بہت اجرت لیکر مسافرونکو اُتار رہے تھے۔ جب یہ محتاج ناداری
کے سبب سے نہ اُتارے گئے تو ملک رومی نے جو کنارے پر کہڑا تہا اُنکا حال دریافت کرکر

اپنے ملک کے سکہ کی سور باعی اُنکے اُتارنے مین اپنے پاس سے خرچ کین سب مسلمانون نے اِس مصیبت سے نجات پائی اور اپنی سلامتی پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ نصرانیون نے تمام مال و اسباب اُتار کر جہاز کو خالی کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو دیکھا تو موجون نے جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر کنارے کی طرف پھینک دیا تھا۔ اِس حالت کو دیکھکر لوگون کو بڑی عبرت ہوئی اور اپنی نجات پر ہزارون شکر کئے۔ اگر یہ صورت ارض کبیر یا کسی رومی جزیرہ مین پیش آتی اور کنارے تک سلامت بھی پہنچ جاتے تو اُنکی غلامی سے تمام عمر نجات نہ ملتی۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی خاص عنایت تھی کہ متراپر پہنچکر یہ حالت پیش آئی اور اپنے بندونکو ہلاکت اور مصیبت سے محفوظ رکھا۔ دوسرے یہ خدا کا فضل ہوا کہ حسن اتفاق سے ملک روی خود اِس شہر مین موجود تھا ورنہ اِن لوگونکا یہ دستور ہے کہ ایسے جہاز لوٹ لیتے ہین اور مسلمانونکو پکڑ کر غلام بناتے ہین۔ خدائے تعالےٰ نے اپنی خاص رحمت سے اِس بلا و شدت کو اپنے بندونکی نجات کے واسطے ایسے وقت پر پہنچا دیا۔ ہر ذی حیات پر اُسکی عنایتون کا شکر واجب ہے۔

حالات شہر سینا (جزیرہ صقلیہ)

یہ مقام بحری مسافرونکا مرکز اور تاجران کفار کا مسکن ہے۔ آبادی کی یہ کثرت ہی کہ ہاتھ بھر جگہ بھی خالی نہین ہے۔ بازار نہایت خوبصورت اور آراستہ ہین۔ تھوڑے سے صرف مین ہر قسم کی چیز ملسکتی ہے۔ شب و روز امن و امان رہتی ہے۔ کفر و طغیان کی کثرت اور پلیدی و ناپاکی کی ترقی ہے سارا شہر صلیب پرستونسے آباد ہے۔ مسلمانونکے گھڑی بھر ٹھہرنے کا مقام نہین ہے۔ مسافرونکے ساتھ کسی قسم کی مدارات کرنیکا دستور نہین ہے۔ اِس آبادی کے تین طرف پہاڑ اور ایک جانب

دریا ہے۔ پہاڑی حصار کے گرد کہوئین اور پختہ خندقین ہین۔ دریائی طرف عمدہ بندرگاہ ہے اس بندرگاہ مین جہاز بالکل خشکی کے کنارے سے ملجاتا ہے اور اسقدر قریب ہوتا ہی کہ آدمی تختہ بڑہاکر چھوٹے جہاز کے کنارے سے خشکی کے کنارے تک تختے ڈالکر اسباب وغیرہ اُتارتے ہین۔ حال ہی مین تختون کے ذریعہ سے سب سامان چڑہاتے اُتارتے ہین۔ ہوڑیونکی بالکل ضرورت نہین ہوتی۔ لیکن بعض جہاز جو دور کھڑے ہوتے ہین اُنکا سامان ہوڑیون مین اُترتا ہے کنارے پر جہاز برابر برابر اسطرح نظر آتے ہین جیسے طویلے مین گھوڑے بندھے ہون۔ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ یہان دریا جگہ کی تنگی کے سبب سے زیادہ گہرا ہے۔ کیونکہ یہ دریا کا حصہ ایک گلی کے طور پر جزیرۂ صقلیہ اور اراضی کبیر کے درمیان مین واقع ہے۔ اور اِن دونون ساحلونکے بیچ مین صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔ اِس شہر کے مقابل اراضی کبیر کی عملداری مین برّیہ شہر واقع ہے۔ جزیرۂ صقلیہ مین بہت سے شہر اور بستیان آباد ہین جنکی تفصیل بہت طویل ہے اور یہ شہر اس جزیرے کی ایک راس پر واقع ہوا ہے جزیرۂ صقلیہ کا طول سات روز اور عرض پانچ روز کی راہ ہے **جبل برکان** (کوہ آتش فشان) اِسی جزیرے مین ہے اور وہ اپنی بلندی کے باعث بارون مہینے بادلونسے گھرا اور برف سے عمامہ باندھے رہتا ہے اس جزیرے کی سرسبزی اور شادابی تعریف سے مستغنی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ نباتات کی کثرت اور عمارت کی زیادتی مین اندلس کا فرزند رشید ہے۔ طرحطرح کے میوے اور قسم قسم کے اناج پیدا ہوتے ہین۔ مگر تمام جزیرہ بندگان صلیب کا مسکن ہے۔ ہر طرف یہی لوگ چرتے پھرتے ہین۔ اکثر مسلمان اُنکی زمینون مین کاشت کرتے ہین۔ نصرانی اُنکے ساتھ اچھا برتاو اور عمدہ

سلوک رکھتے ہین - دونون فصلونمین انپر کچھ لگان مقرر کردیا ہے - وہ بخوشی اُسے ادا کرتے ہین
اور جہان کہین خالی زمین ملتی ہے اُسکو کام مین لاتے ہین - اِس جزیرے کے کُل پہاڑون مین
باغات کی کثرت ہے - ہر قسم کا میوہ بسیب - فندق - شاہ بلوط اور آلو بخارا وغیرہ کثرت سے
پیدا ہوتا ہے - شہر مسینا مین مسلمان بہت کم ہین - صرف چند غریب اور محتاج لوگ نظر آتے ہین
اسیوجہ سے یہان مسلمان مسافر کا جی نہین لگتا - جزیرے کے عمدہ شہر ونمین اُسکا دارالحکومت ہے
اُسکو مسلمان مدینہ اور نصارا بلارمہ کہتے ہین اُسمین بہت سے مسلمان آباد ہین اُنکا پڑاو وہان
علیحدہ ہے اُسمین کئی مسجدین بھی بنی ہوئی ہین - بلارمہ کے مضافات مین بالکل مسلمان کاشت
کرتے ہین - اِس جزیرے کے اور شہر ونمین بھی مثل سرقوسہ وغیرہ کے مسلمانون ہی کی کاشت
ہوتی ہے - مگر یہ شہر (بلارمہ) اِس جزیرے کی آبادیونمین سب سے بڑا ہے اور بادشاہ غلیام
(ولیم دوم) اِسی جگہ رہتا ہے - بلارمہ کی آبادی سے دوسرے نمبر پر مسینا کی آبادی ہے - ہمارا
ارادہ یہانسے سوار ہوکر بلارمہ جانیکا ہے وہانسے مغرب کے سفر کا بندوبست کرینگے - اِس
رومی بادشاہ کے عادات وخصائل بہت عمدہ سُنے گئے ہین - وہ اکثر اہل اسلام کو اپنی خدمتمین
رکھتا ہے اور اُنپر اعتماد کرتا ہے - اکثر خواجہ سرا غلام اُسکی خدمتمین ممتاز ہین - یہ لوگ در پردہ مسلمان
ہین اور اُسکی سلطنت کے اعیان وارکان مین داخل ہین - حجابی اور وزارت وغیرہ کے
بڑے بڑے کام اُنکے سپرد ہین اور معقول تنخواہین پاتے ہین - ہر ایک کے چہرے سے دولت و
نعمت کے آثار نظر آتے ہین - نہایت مکلف لباس پہنکر عمدہ عمدہ سواریون پر نکلتے ہین اور ہر ایک
کے ساتھ ہوا خواہ اور خادم ونکا ایک انبوہ ہوتا ہے - بادرچیخانہ کا داروغہ بھی ایک مسلمان شیخ ہے

اُسکے کارخانہ مین مسلمان حبشی کام کرتے ہین اور اُنہین مین سے اُنپر ایک افسر بھی مقرر ہے
بادشاہ کے بڑے بڑے محل اور عمدہ عمدہ باغات اس جزیرے مین موجود ہین خصوصاً دارالحکومت
مین بہت ہی نفیس شاہی قصر اور باغ ہے۔ اس سینا شہر مین اُسکے قیام کے واسطے ایک
سفید قصر کبوتر کے پرونکی طرح دریا کے کنارے چمکتا ہے۔ نصرانیون مین کوئی بادشاہ اس سے
زیادہ آسودہ حال اور وسیع السلطنت نہین ہے۔ بہت سی لونڈیان اور غلام خدمت مین موجود
ہین۔ اُسکا انتظام سلطنت ترتیب قوانین تقسیم مراتب۔ اور زینت و زیبائش بالکل سلاطین
اسلام سے ملتی جلتی ہے اُسکو اطبا اور منجمون کا نہایت شوق ہے۔ اگر کسی طبیب یا منجم کے
ورود کی خبر اُسکو ہو جاتی ہے تو اُسکو روک لیتا ہے اور ایسا بیش قرار ظیفہ مقرر کر دیتا ہے کہ وہ
اپنے وطن کی محبت اور آسائش کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانونکو اس آسائش و آرام کے
فتنہ سے محفوظ رکھے۔ بادشاہ کی عمر تیس سال کے قریب معلوم ہوتی ہے اور عربی زبان مین
لکھ پڑھ سکتا ہے۔ ہمین اس امر کی اطلاع بادشاہ کے ایک خاص غلام یحیی نامی سے ہوئی
یحیی غلام نے ہمین بادشاہ کا مارک (علامت حکومت) بھی دکھایا۔ اُسپر لکھا تھا۔ الحمد للہ
حق حمدہ اور اُسکے باپ کا مارک الحمد للہ شکرا لا نعمہ تھا۔ غلیام (ولیم دوم) کی خواصین
اور لونڈیان سب مسلمان ہین لیکن بادشاہ کے خوف سے اپنا مذہب پوشیدہ رکھتی ہین۔ اُسی غلام
کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نصرانی عورت شاہی محل مین داخل ہوتی ہے محل کی عورتین اُسے
بھی مسلمان کر لیتی ہین۔ ان عورتونکے باعث یہان بہت سے افعال خیر جاری ہین کہتے ہین
اس جزیرہ مین اکثر سخت زلزلے آیا کرتے ہین۔ اگر کبھی یہ بادشاہ زلزلے کے خوف سے

یک بیک محل مین جاتا ہے اُسوقت تمام محل کے زن و مرد کو ذکر خدا و رسول مین مصروف پاتا ہے
جب وہ لوگ بادشاہ کو دیکھکر خاموش ہوجاتے ہین تو کہتا ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنے
اپنے عقیدے کے موافق اپنے معبود کو یاد کرے۔ اسیطرح بادشاہ کے غلام جو بالکل ایمان
دولت اور عوامل مملکت ہین اسلام پر ثابت قدم اور اعمال خیر مین نہایت مستقل ہین اکثر بھوکے
روزے رکھتے ہین۔ راتدن صدقات و خیرات دیتے رہتے ہین۔ قیدیونکو آزاد کرتے
ہین۔ صغیر السن بچونکو پرورش کرکے اُنکے منگنی اور بیاہ کرتے ہین۔ یہ سب امور اس جزیرے
کے مسلمانونکے واسطے اللہ تعالےٰ کی جانب سے موجب رحمت اور عنایت ہین۔ ان شاہی
غلاموں مین سے ایک معزز غلام عبد المسیح یہان مسینا مین ہمسے ملا اور بڑی خواہش سے
اپنی محل مین بلاکر بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اپنے نامحرم خادم کو
علٰحدہ کرکے تخلیہ مین اپنا راز دلی ظاہر کیا اور مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ اور شام کی زیارات کا
حال پوچھتا رہا۔ ہمنے مقامات متبرک کے اکثر حالات بیان کئے۔ وہ کل حالات خوش اعتقادی
اور رقت قلبی کے ساتھ سُنتا رہا پھر اُن مقامات مقدسہ کے تبرکات بہزار التجا طلب کئے اور
کہنے لگا۔ "آپ لوگ اظہار اسلام پر قادر ہین جس کام کو چاہین بخوبی کرسکتے ہین۔ اور اللہ کی
عنایت سے اسکا نفع اُٹھا سکتے ہین مگر ہم لوگ جانکے خوف سے اپنے ایمانکے اخفا پر مجبور ہین اللہ تعالےٰ
کے فرائض اور عبادات خفیہ طور پر ادا کرتے ہین۔ ایک کافر کی اطاعت مین گرفتار ہین اُسکی
غلامی کا طوق ہماری گردنمین ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہماری اسیقدر قدرت ہے کہ تم
جیسے حجاج بیت الحرام کی زیارت کرین اور اُنسے اپنے حق مین دعائے خیر کے طالب ہون

یا اُن متبرک مقامات کا تبرک لیکر اپنا ایمان تازہ اور اپنے گور و کفن کے واسطے ذخیرہ جمع کریں
اُسکے اِس بیان سے ہمارا قلب پھٹنے لگا اور غایت شفقت سے اُسکے حق مین خاتمہ بالخیر کی
دعا کی۔ اور اُسکی التجا کے موافق جو کچھ تبرکات وغیرہ مین سے ہمارے پاس موجود تھا پیش کیا
اُسکے عوض مین اُسنے ہمارے ساتھ بہت سلوک کیا۔ اور اِس راز کو اور غلاموں سے پوشیدہ
رکھنے کی تاکید کی۔ غرضکہ اِن سب لوگونکے افعال خیر اور اعمال نیک بہت سُننے مین آتے ہین
اگر یہ لوگ بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوتے ہین اور نماز کا وقت آجاتا ہے تو وہانسے علٰحدہ
ہوکر فوراً نماز ادا کرتے ہین۔ اگر ایسا موقع ہوتا ہے کہ بادشاہ کے سامنے سے علٰحدہ ہونے کی کوئی
جگہ نہین ملتی تو اللہ تعالےٰ اُنکی پردہ پوشی کا کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اِسی طرح سے
یہ لوگ اعمال خیر اور خفیہ پند و نصیحت سے جہاد مین مصروف رہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ اُنہین جزاے خیر عطا
کرے اور اس قید سے رہائی عنایت فرمائے۔

اِس بادشاہ نے ایک خوبصورت مکان اس بستی مین دریا کے کنارے جہازونکے ٹھیرنے کے
واسطے بنایا ہے اُسمین بیشمار جہاز ٹھہرے رہتے ہین۔ اور اسی قسم کا ایک مکان مدینہ مین بھی بنا ہوا ہے
یہان ہم ایک سرائے مین ٹھہرے ہوئے تھے اور نوروز برابر قیام رہا۔

بارھوین تاریخ (۱۸ دسمبر) منگل کی شب کو ایک کشتی مین سوار ہوکر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے
کشتی کی رفتار کنارے سے اِسقدر قریب ہے کہ ہر وقت ساحل نظر آتا ہے۔ شرقی ہوا نہایت
لطیف اور سبک چل رہی ہے اور اُسکے باعث کشتی کی رفتار بہت مناسب ہے۔ ہم لوگ کنارے
کی آبادیون۔ گاؤن۔ پہاڑی قلعون اور حصارونکی سیر کرتے چلے جاتے ہین۔ ہمارے داہنی

طرف دریا مین نو جزیرے ٹاپوؤنکی طرح نظر آئے۔ یہ ٹاپو اونچے اونچے پہاڑ ہین انمین دو پہاڑ ایسے ہین جنسے ہمیشہ آگ نکلتی رہتی ہے۔ دنکی روشنی مین ہمنے دھوان اُٹھتا دیکھا۔ اور شب کو سُرخ آگ نظر آتی ہے جسکے شعلے آسمان کی طرف اُڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہین۔ اسیکا نام برکان ہے کہتے ہین پہاڑونکے ساموںمین سے گرم ابخرے قوت کے ساتھ نکلکر آگ کی صورت قبول کر لیتے ہین کبھی بڑے بڑے پتھران ابخرونکے ساتھ نکلکر بلند ہوجاتے ہین اور ابخرونکے تواتر اور قوت کے باعث نہ زمین پر آسکتے ہین اور نہ ایک جگہ قائم رہ سکتے ہین سُنی ہوی باتونمین سے یہ ایک عجیب اور صحیح واقعہ ہے۔ جزیرہ جبل النار کا حال بھی اسیطرح سُنا گیا ہے کہ اُسکے اندر سے کبھی کبھی آگ سیلاب کی طرح جاری ہوتی ہے اور جس چیز پر وہ سیلاب پہنچتا ہے اُسکو جلا دیتا ہے اور اسیطرح بہتا ہوا دریا مین ملجاتا ہے اور تھوڑی دیر پانی پر قایم رہکر نشین ہوجاتا ہے۔ خدا کی کیا شان ہے جسنے اپنی مخلوقات مین طرحطرح کے تصرف کئے ہین!!!

الغرض یدہ کے روز شام کے وقت ہماری کشتی شہر شغلودی کی بندرگاہ مین پہنچی یہ جگہ سینا کی بندرگاہ سے ڈیڑھ مجری کے فاصلے پر ہے

حالات شہر شغلودی (جزیرہ صقلیہ)

دریا کے کنارے کی آبادیونمین یہ شہر نہایت سرسبز اور آباد ہے۔ انگور کے باغات کی کثرت ہے بازار بہت بارونق ہے۔ مسلمان بھی رہتے ہین۔ شہر کے گرد پہاڑ محیط ہے اور اُسکی چوٹی پر اسلامی افواج کے دریائی حملہ کی حفاظت کے واسطے ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے۔ آدھی رات کے

وقت اس بندرگاہ سے ہم آگے کو بڑھے۔ یہانسے کشتی آہستہ آہستہ بہتی ہوی جمعرات کے دن دوپہر کے قریب بندرگاہ ثرمہ مین پہنچی۔ یہ جگہ شفلودی کے بندر سے ۲۵ میل ثرمہ سے ہمنے دوسری کشتی کرایہ کی۔

حالات شہر ثرمہ[1] (جزیرۂ صقلیہ)

پہلے مقام کی نسبت اسجگہ کی آبادی خوبصورت اور بارونق ہے بہت ہی قلب اور استوا مقام مین ساحل پر آباد ہے۔ سرسبزی اور پیداوار کی کثرت ہے۔ یہ سارا جزیرہ اسیطرح سرسبز اور زرخیز ہے۔ شہر کی حفاظت کے لئے ایک بلند قلعہ ہے مسلمانونکے واسطے بہت بڑا پڑاؤ ہے اور اسمین کئی مسجدین ہین۔ شہر کے نیچے ایک گرم پانی کا چشمہ ہے اسلئے جسے اہل شہر کو حمامونکی ضرورت نہین ہے۔ ہماری کشتی اس بندرگاہ کے نیچے ایک طرف کو بندہی ہوی تھی۔ دریا کی طرین کشتی کی طرف آتی تہین اور غائب ہوجاتی تہین جمعہ کی شب مین یہان قیام کیا صبح کو غربی ہوا چلنے لگی اسلئے یہانسے آگے بڑہنا ناممکن تھا۔ شہر بلارمہ یا مینہ یہانسے پچیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سنتے ہین کہ کشتی کو وہان تک پہنچنے مین بیس یا تیس روز لگینگے۔ اسلئے ہمنے زیادہ سامان تو اپنے ساتھیونکے ساتھ کشتی مین چھوڑا اور خود تھوڑا سا اسباب لیکر پاپیادہ خشکی کے راستہ سے آگے بڑھے۔ یہ راستہ آمد و رفت کی کثرت اور آبادی کی زیادتی کی وجہ سے بازار سا معلوم ہوتا ہے۔ اہل نصاری کی جماعتیں

[1] ثرمہ کو انگریزی مین ٹرمینی Taminni کہتے ہین۔ سسلی (صقلیہ) مین اسی نام کے دریا کے دہانے پر صوبہ پلرمو (بلارمہ) مین خاص پلرمو سے مشرق اور جنوب کے گوشہ مین ۲۳ میل کے فاصلے پر آباد ہے سنہ ۱۸۸۱ء مین (۲۲۷۳۳) کی مردم شماری تھی۔

کثرت سے آتی جاتی ہین۔ نصرانی جب راہ مین ہمسے دوچار ہوتے تھے سلام
مین سبقت کرتے تھے۔ اہل اسلام کے ساتھ اُنکی یہ تواضع اور تالیف جہلا کے لئے بالکل فتنہ کا
باعث ہے۔ اللہ تعالےٰ اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔
جب ہم لوگ قصر سعید تک پہنچے تو ماندگی کی شدت سے اِسی جگہ شب کو ٹھہر گئے۔ یہانتک
(بلارمہ) تین میل ہے۔ یہ قصر بہت خوبصورت دریا کے کنارے پرانے زمانہ کا بنا ہوا ہے جس
زمانہ مین اس جزیرہ کی حاکم ایک مسلمان ملکہ تھی اُسنے اپنے عہد حکومت مین اس قصر کو بنوایا تھا۔ جسمین
آجتک یہ جگہ اہل اسلام کا مأوی اور مسکن ہے۔ قصر کے گرد ایسے ایسے زاہد اور متقدونکے مزار ہین جنکے
فضائل اور برکات آجتک مشہور ہین۔ قصر کے نیچے ایک میٹھے پانی کا کنوان ہے اور سامنے ایک
چشمہ ہے جسکو عین المجنونہ کہتے ہین۔ قصر کا دروازہ بہت مستحکم لوہے کا بنا ہوا ہے اور اُسکے
اندر مکانات اور بالاخانے ہین۔ رہنے والونکے واسطے ہر طرح کی آسائش کی جگہ ہے اور
اُسکے اوپر ایک نہایت نفیس اور نادر زمانہ محراب دار مسجد بنی ہوی ہے۔ مسجد مین ایسی نفیس چٹائی کا
فرش ہے کہ اس صفت کی چٹائی آجتک ہمنے نہین دیکھی۔ جہت مین میل اور کینہ کی چالیس قندیلین آویزان
ہین۔ قصر کے سامنے ایک وسیع راستہ قصر کے بالائی حصہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اور قصر کے نشیبی
حصہ مین میٹھے پانی کا ایک کنوان ہے۔ رات کو اسی مسجد مین ہم ٹھہرے اور ایک مدت کے بعد یہان
ہمارے کانونمین اذان کی آواز آئی۔ مسجد مین ایک امام بھی ہے۔ اُسی نے نماز اور تراویح پڑہائی ہین
یہانکے لوگ ہمارے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ یہانسے ایک میل پر مدینہ کی جانب
اِسیطرح کا ایک اور قصر ہے جسکو قصر جعفر کہتے ہین۔ اُسکے اندر پانی کا ایک حوض ہے اور دونون مین

زمین کے سوتونسے میٹھا پانی نکلتا ہے۔ اِس راستہ مین ہمنے بہت سے مکان نصرانی مرمیدونکے واسطے بنے ہوے دیکھے اور اِنکی آبادی نمین مسلمانون کے شہرونکی طرح شفاخانونکا عمدہ انتظام پایا۔ پنانچہ عکہ اور صور مین بڑے بڑے شفاخانے ہماری نظر سے گذرے۔ یہین اس قوم کی اس تیمارداری پر بڑا تعجب ہوا۔

شہر مدینہ یا بلارمہ کا داخلہ

الغرض صبح کی نماز کے بعد یہانسے روانہ ہوکر مدینہ مین پہنچے۔ شہرمین داخل ہوتے وقت محافظون نے یہین روکا اور شاہی محل کے قریب جو دروازہ ہے وہان لیگئے۔ یہان بادشاہ کی طرف سے ایک معتمد مقرر ہے اور وہ مسافرونکا حال اور مقصود دریافت کرتا ہے۔ شہرمین داخل ہوکر ہمنے بلند دروازے۔ چوڑے چوڑے میدان۔ اونچے اونچے محل۔ وسیع صحن۔ تروتازہ باغیچے اور خدام کے رہنے کے مکان اس کثرت سے دیکھے کہ عقل حیران اور نظر پریشان ہوگئی۔ اُسوقت خدائے ذوالجلال کا یہ کلام تقدس یاد آیا ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضة ومعارج علیھا یظھرون (اور اگر یہ بات نہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہوجائینگے تو سازوسامان دنیا ہمارے ہان اسقدر حقیر ہے کہ جو لوگ منکر خدا ہے رحمن ہین اُنکے گھرونکی چھتین ہم چاندی کی کردیتے اور چھتونکے علاوہ چاندکی زینے کہ اُنپر چڑھتے اُترتے۔ سورہ زخرف آیت ۳۲) اِسی اثنا مین ہماری نظر سے ایک بہت بڑا میدان گذرا جسکے چارونطرف باغیچے تھے اور میدان کے گرد مین کثرت سے دالان اور کمرے بنے ہوے تھے۔ گویا اس عمارت سے تمام میدان گھرا ہوا تھا۔ اس عمارت کی

کثرت اور مناظر کی بلندی دیکھنے سے سخت تعجب ہوا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ میدان بادشاہ اور اُسکے مصاحبونکے کہانا کھانے کا مقام ہے۔ اور یہ عمارت حکام اور اہل علم کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اِسی جگہ معتمد شاہی اپنے دفتر سے باہر آیا۔ یہ شخص بوڑھا آدمی ہے اور لمبی لمبی سفید موچھیں ہیں۔ اُسکے چارو نطرف خدام کا ہجوم تھا۔ دو آدمی دونو نطرف سے اُسکے دامن اُٹھائے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ہم لوگونکی طرف مخاطب ہوکر بڑی نرمی سے عربی میں ہمارا مقصد اور وطن دریافت کرنے لگا۔ ہمنے اپنا حال بیان کردیا۔ اُسنے اظہار عنایت اور سلام و دعا کے بعد واپسی کی اجازت دی۔ سب سے پہلے اُسنے قسطنطینیۃ العظمیٰ کے حالات پوچھے وہانکے حالات سے ہمیں کچھ آگاہی نتھی لاعلمی ظاہر کی۔ چلتے وقت ایک نصرانی نے جو قصر کے دروازے کے پاس کھڑا تھا شرارت سے ہمیں آواز دی اور کہا۔ درے حاجیو! تمہیں اپنے مال کی نگہداشت اہالیان محصول سے لازم ہے۔ اُس شخص کو شبہ ہوا کہ شاید اِنکے پاس تجارتی مال ہو۔ مگر اُسکے جواب میں دوسرے نصرانی نے اُسے روکا اور کہا۔ درکیا ممکن ہے کہ جو شخص حرم شاہی میں داخل ہوا اور پھر اُسکو کسی قسم کا خوف باقی رہے کہ کچھ تو نے تو اپنا مال اُسکے سپرد کیا ہی نہیں ہے۔" اور ہمسے کہا تم مطمئن ہوکر اپنے مقام کو جاؤ اور کسیطرح کا خوف و تردد نہ کرو۔ اس گفتگو کو سنکر ہمیں بڑا تعجب ہوا اور وہاں سے نکلکر ایک سرائے میں آکر ٹھہرے۔ اس راہ میں قصر سے لیکر دور تک ہمیں پٹے ہوئے راستے میں چلنا پڑا۔ اور یہ راہ ایک عظیم الشان کنیسہ پر منتہی ہوتی ہے کہتے ہیں کنیسہ میں بادشاہ کے آنے کے واسطے یہ راہ بنائی ہے۔ ہم اس شہر میں سولہ دن

[1] اصل عربی نسخہ میں یہاں عبارت میں کچھ غلطی ہے۔ اڈیٹر نسخہ عربی نے بھی اپنی معذوری ظاہر کی ہے اور انگریزی کے قلمی نسخہ میں یہی عبارت لکھی ہوئی ہے۔

رمضان المبارک کو (۲۲ دسمبر) ہفتہ کے دن داخل ہوے۔

حالات شہر پلارمہ (پلرمو) دارالحکومت صقلیہ

یہ مقام اس جزیرہ کی تمام آبادیونمین سب سے زیادہ آباد اور سرسبزی و تازگی مین شہرۂ آفاق ہے آبادی نہایت دلچسپ اور قدیمی ہے۔ عمارتین بہت بلند اور خوشنما ہین جس قسم کی خوبیان انسان تلاش کرسے وہ یہان موجود ہین۔ ہر طرح کا عیش میسر ہے۔ اس بستی کے حسن مین شباب کی رونق نمایان ہے۔ ہر قطعہ زمین رشک گلزار ہے۔ کوچہ و بازار نہایت کشادہ ہین اسکی خوبی سے آنکھونکو رونق ہوتی ہے۔ شہر کی ترکیب سب سے نرالی ہے۔ قرطبہ کی آبادی سے کچھ مشابہ ہے۔ مکانات بالکل سنگ کذان کے بنے ہوئے ہین۔ قصرونکی چوٹیونپر قبونکا سلسلہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نوجوان کے گلے مین موتیونکا ہار پڑا ہو۔ وسط شہر مین ایک نہر روان ہے۔ آبادی کے چارونطرف آب خوشگوار کے چار چشمے ہین۔ اس فرانسیسی بادشاہ کو یہ شہر بہت پسند ہے اسلئے اسکو دارالحکومت بنایا ہے۔ یہان بادشاہ کے رہنے کے بہت سے قصر اور محل بنے ہوے ہین۔ اور بہت سے باغ اور میدان سیر و تفریح کے واسطے موجود ہین۔ گرجون پر سونے چاندی کی صلیبین نصب ہین۔ رہبانونکے واسطے بڑی بڑی جاگیرین مقرر ہین اللہ تعالے سے امید ہے کہ بہت جلد اس جزیرہ کی حالت کو درست فرمائے اور بجائے دارالحرب کے دارالامان بنائے اب بھی یہان مسلمانونکے کچھ اسلامی مراسم باقی ہین۔ مسلمان کثرت سے مسجدونمین جمع ہوتے ہین اور اذان اعلانسے کہتے ہین۔ انکے پڑاؤ اور بازار نصرانیونسے علحدہ ہین۔ مسلمان اکثر تجارت پیشہ ہین۔ البتہ دارالحرب کی وجہ سے نماز جمعہ نہین پڑہتے ہین صرف عیدین کی نماز مع خطبہ کے

پڑہا کرتے ہین۔ عیدین کے خطبہ مین عباسیونکے واسطے دعا کرتے ہین۔ مسلمانونکے لیئے
ایک قاضی بھی مقرر ہے اُسکے سامنے اپنے مقدمات پیش کرتے ہین۔ ایک جامع مسجد بھی ہے
اُسمین صرف نماز ہوتی ہے اور اس ماہ مبارک کی راتونمین اکثر اس جامع مسجد مین روشنی وغیرہ
کرتے ہین۔ اِسکے سوا اور بہت سی مسجدین ہین اکثر مسجدونمین معلم قرآن شریف پڑہاتے ہین۔
پڑہنے والے زیادہ تر اُن غریب اور مسکین مسلمانونکے بچے ہین جو کفار کے ہاتھونمین گرفتار
ہین۔ اُنکے اہل وعیال اور جان ومال کفار پر حلال ہے۔ اللہ تعالےٰ اُنکی مصیبت اور تحمل کی جزا
عطا کرے۔ اس شہر مین آبادی کا ایک قطعہ قصر قدیم کہلاتا ہے۔ وہ قطع آبادی کے بیچ مین
واقع ہے اور اُسکے چارونطرف جدید آبادی ہے۔ اس سبب سے اس شہر کی قطع بالکل قرطبہ سے
ملتی ہوئی ہے، قرطبہ کی آبادی کی بھی یہی صورت ہے۔ قصر قدیم مین ایسے خوبصورت مکان اور بالاخانے ہین
جنکے دیکھنے سے نظر کو تازگی اور عقل کو حیرت ہوتی ہے۔ ہر مکان بلندی مین آسمانسے باتین
کرتا ہے۔ اور ہر ایک عمارت عالیشان قصر کا نمونہ ہے۔ یہان ایک بہت بڑا کنیسہ ہے جسکا نام
کنیسۃ الانطاکیہ ہے۔ اُسکی عمارت کی خوبی تعریف وتوصیف سے باہر ہے۔ اندر کی جانب
کی تمام دیوارین سونے مین مغرق ہین بیچ مین جابجا رنگین پتھرونکی چٹانین لگائین ہین اور چٹانونکے
سُنہری گلوبونسے مرصع کیا ہے۔ اُسکے بیچ مین سبز رنگونکی ڈالیان بناکر نہایت خوش قطع بیل بوٹے
دکھلائے ہین۔ دیوارونکے بالائی حصہ مین سراسر آئینہ دار کھڑکیان ہین جنکی شعاع سے آنکھین
تلملاتی ہین۔ بادشاہ حال کے دادا کے وزیر نے یہ عمارت بہت سا روپیہ خرچ کرکے
بنائی تھی۔ گرجا مین ایک بلند مینار رنگین پتھرونکے ستونونپر قائم ہے اور مینار کی چوٹی پر ایک قبہ

وہ بھی بالکل ستونو نپر بنا ہوا ہے۔ یہ مینار دیکھنے مین نہایت خوشنما ہی۔ اور اسکو صومعہ السواری کہتے ہین۔ اللہ تعالیٰ جلد اس مینار کو اذان کے شرف سے ممتاز کرے

اِس گرجا مین میلاد (مسیح علیہ السلام) کے دن جو اُنکا بہت بڑا تیوہار ہے بہت سے مرد اور عورتین جمع ہوئین۔ عورتون نے نفیس اور عمدہ ریشمی کپڑے پہنے یہانکی عورتونکا لباس مسلمان عورتونسے ملتا ہوا ہے۔ زبان نہایت فصیح ہے۔ وہ عورتین پوشاک کے اوپر بڑی بڑی چادرین اوڑھے منہ پر رنگین نقاب ڈالے۔ پاؤنمین زرین موزے پہنے۔ ہاتونمین مہندی لگائے۔ اور کپڑونکو عطر سے بسے۔ مسلمان عورتونکی طرح تمام زینت و زیبائش سے آراستہ ہوکر گرجا کی طرف روانہ ہوئین یہ حالت دیکھکر ہمین ادیبانہ مذاق کے موافق ایک شاعر کا کلام یاد آیا۔

ان من یدخل الکنیسۃ یومًا یلق فیھا جاذرا وظباء

(جو شخص آج کنیسہ مین جائیگا وہان اُسکو ہرن اور پاڑیان ملینگی) نعوذ باللہ! ایسے باطل اور لغو مقام کی توصیف کرنا یا قید تحریر مین لانا بالکل زبونی عقل اور نقصان فہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی مہلات سے محفوظ رکھے۔ اس شہر مین سات روز ہمارا قیام رہا جس سرائے مین ہم مقیم تھے وہ خاص مسلمانونکے ٹھہرنے کے واسطے معین ہے

بائیسوین تاریخ (۲۸ دسمبر) جمعہ کی صبح کو ہم یہانسے اَطرابنش کی جانب روانہ ہوئے یہانسے دو جہاز ایک اندلس کو اور ایک سبتہ کو جانیوالا ہے اُنمین حجاج اور مسلمان تاجر کثرت سے ہین اُنہین مین سے ایک جہاز مین ہمارا ارادہ اسکندرونہ جانیکا ہی۔ الغرض یہانسے روانہ ہوکر راہ مین ایسی خوشنما کھیتیان اور خوبصورت زمین کے قطعہ دیکھنے مین آئے

کہ ہمنے ایسی خوش وضع کوئی زمین نہین دیکھی تھی۔ اِس آراضی کو دیکھکر ہمین قرطبہ کے قنبانیہ کا شُبہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہانکی زمین اُس سے بہتر اور افضل معلوم ہوتی ہے۔

شب کو موضع علقمہ مین ٹھہرے۔ یہ بستی بہت وسیع ہے بازار اور مسجدین بھی ہین۔ باشندے سب مسلمان ہین بلکہ اس راہ کی سب بستیان مسلمانون ہی سے آباد ہین۔ ہفتہ کی صبح کو یہانسے کوچ ہوا۔ راہ مین ایک قلعہ پر سے گذرے جسکو حصن الحمہ کہتے ہین۔ یہ بہت بڑی آبادی ہے اُسمین گرم پانی کے چشمے بکثرت ہین۔ اللہ تعالےٰ نے اُنمین ایسا عنصر شامل کر دیا ہے کہ شدت حرارت سے اُسکے پانی کو انسان کا جسم تحمل نہین کر سکتا۔ ہم یہان سواری سے اُتر کر ایک چشمہ مین نہائے اور بدن کو راحت پہنچائی۔ عصر کے وقت اطرابنش مین پہنچے۔ اور ایک مکان کرایہ لیکر مقیم ہوئے۔

حالات شہر اطرابنش[1] (جزیرۂ صقلیہ)

یہ مقام ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ چار دیواری کبوتر کے سفید پروں کی طرح چمکتی ہے۔ عمدہ بندرگاہ ہے۔ اسکی بندرگاہ کا بھی شمار ہے چونکہ یہان بہت سے جہاز جمع ہوتے ہین اسلئے رومیون کی زیادہ آمدورفت کا مقام ہے خصوصًا برالعدوہ[2] کی طرف جانیکا بھی راستہ ہے یہانسے ٹونس کو ایک راتدن مین جہاز پہنچتا ہے

---

[1] اطرابنش کو انگریز ٹراپانی Trapani کہتے ہین اٹلی کا ایک بندر اور اسی نام کی ضلع کا دارالحکومت جزیرہ سسلی (صقلیہ) کے انتہائی مغرب و شمال کے گوشہ مین اور مارسالا سے مشرق اور شمال و مشرق کے گوشہ مین ۱۹ میل کے فاصلہ پر آبادی۔ مونٹ سینٹ گیولیانو سے مغرب اور مغرب جنوب کے گوشہ مین چار میل پر ہے آبادی ایک تیلی جزیرہ نما مین ہے فصیل شہر مع رہ اب بھی باقی ہے بندرگاہ کی حفاظت کو واسطے بندبنا ہوا ہے۔ اور ایک چھوٹے سے جزیرہ کو لمبارا مین حفاظت کے لئے قلعہ بھی ہے۔ بندرگاہ مین چار سو تن کی وزنی کشتیان آسکتی ہین سنہ ۱۸۸۱ء مین (۳۲۰۲۰) کی مردم شماری تھی۔

[2] صاحب تقویم البلدان ملک اسمیل کی تحقیق کے موافق برالعدوہ مراکو کے اُس ساحل کا نام ہے جو اسپین کے مقابل ہے۔ اور سبتہ (سیوٹا) اُسکا مشہور و معروف بندر ہے۔

اور اس سفر کی حالت گرمی اور سردی مین یکسان ہے ہمیشہ اس سفر کے لئے ہوا موافق رہتی ہے
اسلئے یہ راہ بہت اچھی ہے۔ اطراف بندش مین بازار اور حمام وغیرہ تمام ضروری چیزین موجود ہین۔ مگر
آبادی دریا کے منہ مین واقع ہوی ہے اور دریا اسکی جانب منہ پھیلاے ہوے ہے۔ شہر کے باشندے
ہمیشہ خائف اور ہراسان رہتے ہین کہ مبادا کسی دن دریا کی طغیانی نقصان پہنچاے لیکن کثرت
زراعت اور ارزانی کے باعث یہ جگہ انہین پسند ہی۔ آبادی کے تین طرف دریا محیط ہی صرف
ایک جانب بہت تنگ سا راستہ خشکی سے ملا ہوا ہے۔ باشندے مین مسلمان اور نصارا دونون
ہین۔ دونون قومونکی مسجدین اور گرجا بنے ہوے ہین۔ شہر کی آبادی کے شمال و مشرق کے گوشہ مین
ایک بہت بلند اور وسیع پہاڑ نظر آتا ہے۔ اس پہاڑ کی ایک چوٹی اسکے سلسلے سے علحدہ
معلوم ہوتی ہے۔ اُسپر رومیونکا قلعہ ہے اس قلعہ اور پہاڑ کے درمیانمین آمد و رفت کے واسطے
دریا پر ایک پل بنا لیا ہے۔ پل کے پرے پہاڑ مین رومیونکا ایک بہت بڑا شہر آباد ہے
کہتے ہین اس شہر کے محل کل جزیرے کے محلونسے خوبصورت ہین۔ اللہ تعالے یہ مقام مسلمانونکو
عطا فرماے۔ اس پہاڑ مین زراعت اور انگور کے باغونکی کثرت ہے۔ سُنا ہے اس پہاڑ کے
سلسلے مین قریب چار سو کے چشمے رواں ہین۔ پہاڑ کا نام جبل حامد ہے۔ اسکی چڑھائی ایک
طرف سے بہت سہل ہے۔ یہانکے لوگونکا خیال ہے کہ یہ جزیرہ شاید اسی پہاڑ کے ذریعہ سے فتح
ہونیوالا ہے۔ کیونکہ ممکن نہین کہ مسلمان بغیر اس پہاڑ کے چڑھے ہوے آرام لین۔ اسی سبب سے
اس قلعہ پر زیادہ تیاری رہتی ہے اور جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے کل رعیت اپنے اہل و عیال کو
قلعہ مین پہنچا کر پل توڑ ڈالتے ہین اور پھر قلعہ اور پہاڑ کے درمیان مین ایک گہری خندق حائل ہو جاتی ہے

غرضکہ یہ قلعہ اور شہر عجیب و غریب مقام ہے۔

اطرابنش کی آبادی میدان مین واقع ہوی ہے۔ اِس آبادی مین پانی کمیاب ہے بعض بعض مکانون مین تھوڑے تھوڑے پانی کے کنوین ہین مگر پانی سبکا کھاری ہے اور پینے کے قابل نہین ہے پینے کا پانی ایک کنوین سے لاتے ہین جو یہان سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اِس شہر کے غرب مین چھ میل پر دریا کے اندر تین جزیرے برابر برابر ملے ہوے ہین اُنمین سے ایک کا نام مَلطیمہ[1] دوسرے کا یابسہ۔ اور تیسرے کا راہب ہے۔ اِن سب جزائر مین یہ آخری جزیرہ آباد ہے باقی سب ویران پڑے ہین۔ یہ جزیرہ ایک راہب کے نام سے منسوب ہے۔ جسنے اپنے واسطے یہان ایک بلند مکان بنایا تھا۔ وہ مکان قلعہ کے طور پر بنا ہوا ہے اور دشمن کے واسطے اچھی کمین گاہ ہے۔ الغرض اس بندرگاہ مین ہمین دونون جہاز مغرب کے جانیوالے تیار ملے۔ اُنمین سے اندلس کو جانیوالے جہاز پر سوار ہونے کا ہمارا ارادہ ہے

حالات ماہ شوال سنہ ۸۰۰ھ

پانچوین جنوری کو ہفتہ کی شب مین حاکم اطرابنش کے سامنے گواہونسے رویت ہلال ثابت ہوئی کیونکہ مدینہ مین لوگون نے جمعرات کی شب مین رمضان المبارک کا چاند دیکھا تھا۔ اُسکے حساب سے آج پورے تیس روز رمضان کے گذر چکے۔ عید کی نماز ہمنے یہان ایک مسجد مین پڑہی شہر کے کچھ لوگ جو عیدگاہ جانے سے معذور تھے اس مسجد مین جمع ہوے۔ اُنکے ساتھ ہمنے بھی مسافرانہ نماز ادا کی (اللہ تعالےٰ سب مسافرونکو اپنے وطن کو پہنچاے) باقی شہر کے سب مسلمان اپنے اپنے

[1] انگریزی مین اِسکا نام ماری ٹیمو Mariitimo ہے

حکام اور سردارونکے ساتھ عیدگاہ کو گئے اور وہانسے نماز پڑھکر نقارے اور نفیریان بجاتی ہوئے واپس آئے۔ اُنکے اس تجمل اور نصرانیونکے تجمل پر ہمین بہت تعجب ہوا۔

قصہ کوتاہ ہمنے اندلس جانے والے جہازکا کرایہ ادا کرکے زادراہ کا بندوبست شروع کیا۔ اس عرصہ مین صقلیہ کے بادشاہ کا حکم سب بندرگاہونمین پہنچا کہ کوئی جہاز بندرگاہ سے آگے نہ جانے پائے۔ اسلئے کہ اُسکے جنگی جہازونکا بیڑا اسیطرف کو جانیوالا ہے۔ جب وہ بیڑا نکل جائیگا اُسوقت اور جہازونکی نقل وحرکت کی اجازت ہوگی۔ سُنا ہے اس بیڑے مین تین سو جنگی جہاز اور سو کشتیان خوردونوش کے سامان کی ہین۔ اللہ تعالےٰ اُسکی کوشش کو ناکامیاب کرے اور اُسکی گھات اسی پر ختم ہو۔ اِس خبر کے سنتے ہی رومی جنوبی لوگ جو مغرب کو جانیوالے جہازونکے مالک ہین اپنے جہازونکو نکال لیجانے کے واسطے جہازونپر چڑھ گئے۔ اطرابنش کے حاکم کی طرف سے اُنکی دارو گیر ہوئی۔ آخر بہت سی رشوت دیکر اُسکو رضامند کیا۔ اب صرف ہوا کی موافقت کا انتظار ہے۔

آج ایک اور وحشت ناک خبر مغرب کی طرف سے سُنے مین آئی۔ یعنی مالک میورقہ نے بجایہ پر فتح پائی۔ اللہ تعالےٰ اس خبر کو غلط کرے اور مسلمانونکو عافیت نصیب فرمائے۔ صاحب صقلیہ کی فوجکشی کے بارے مین یہانکے لوگونکے مختلف خیالات ہین بعض کے نزدیک اسکندریہ۔ بعض کے نزدیک میورقہ۔ اور بعض کے خیال مین افریقیہ کی جانب فوج جانیوالی ہے۔ حالانکہ افریقہ سے اِس بادشاہ کا عہدنامہ ہوچکا ہے لیکن یہان لوگونکا یہ گمان ہے کہ شاید وہانکی وحشت ناک واقعات سُنکر اس کافر نے بدعہدی کا ارادہ کیا ہو۔ مگر یہ گمان بعید از قیاس ہے

اسلئے کہ یہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم نظر آتا ہے بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ شاید قسطنطنیہ اسلئے
کو جاتا ہو۔ اسواسطے کہ اسکے متعلق ایک نیا معاملہ پیش آچکا ہے۔ اور اُس واقعہ کا بیان طبیعیکے واسطے
بشارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پاک کی شہادت ہے۔ یہ قصہ اسطرح مشہور
کہ واسطے قسطنطنیہ مرگیا۔ اور اُسنے اپنا ملک اپنی بی بی کے سپرد کیا۔ اُس عورت سے ایک صغیر السن
لڑکا بھی تھا۔ اُسکے چچیرے بھائی نے ملک کا دعوے کیا۔ عورت کو تو مار ڈالا اور بچے کو قید کرلیا
قاتل کے بیٹے نے رحم کھاکر اُس بچے کو چھوڑ دیا۔ حال آنکہ اُسکے باپ نے اُسکے قتل کی کوشش
کی تھی۔ یہ بچہ رہائی پاکر وہانسے بھاگا اور بہت سی مصیبتیں جھیل کر صقلیہ مین آگیا۔ یہان ذلت وخواری
کی حالت مین ایک راہب کی نوکری قبول کرلی۔ مدت تک اسی حالت مین پوشیدہ رہا۔ ایک
مرتبہ بادشاہ صقلیہ نے اُسکو بلاکر گفتگو کی مگر گفتگو کے بعد یہی سمجھا گیا کہ وہ راہب کا خادم یا غلام ہے
لیکن رومی جنیونکی زبانی جو قسطنطنیہ کو جاتے ہین ہمنے اُس لڑکے کی نسبت ملوکانہ آثار سُنے
اُنکا بیان ہے کہ ایک روز کسی خاص جلسہ مین بادشاہ صقلیہ کی سواری نکلی۔ سب لوگ صفین
باندھکر سلام کے واسطے کھڑے ہوئے۔ یہ لڑکا بھی اُس جماعت مین موجود تھا۔ شاہی سواری
دیکھکر سب گھبرا گئے اور بڑی تعظیم سے جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے مگر اس لڑکے نے سلام کے
اِشارے کے سوا اور کوئی تعظیم کی رسم ادا نہ کی۔ بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید اُسکی ہمت ملوکانہ نے
عام کے طریقے مین شامل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اُسروز سے بادشاہ نے اُسکی خبرگیری شروع
کی اور اُسکی حفاظت کا بہت اہتمام کیا تاکہ اُسکا چچیرا بھائی کسی حیلہ سے اُسے ہلاک نہ کرادے۔ اِس
لڑکے کی ایک خوبصورت بہن بھی تھی اُسپر اُسکا چچیرا بھائی مبتلا ہوگیا۔ مگر اہل روم مین عزیز ونمین عقد

کرنے کا دستور نہین ہے اسلئے اس لڑکی کا عقد نہو سکا۔ مگر غلبۂ شوق اور سعادت ازلی نے اسے
اِس امر پر آمادہ کیا کہ وہ امیر مسعود حکمران دروب اور قونیہ کے پاس ملتجی ہوا۔ اس سے پہلے اس
کتاب مین یہ بیان ہو چکا ہے کہ والیٔ قسطنطنیہ اس امیر کا باجگذار رہتا ہے۔ غرضکہ والیٔ قسطنطنیہ
اپنی مطلوبہ کے ساتہ اُس بادشاہ کے ہاتہ پر مسلمان ہوگیا اور صلیب زرین کو آگ مین جلا کر پاؤن سے
مل ڈالا۔ اِن لوگونمین اپنے مذہب سے انحراف کی یہ بڑی علامت ہے۔ اسکے بعد اپنی محبوبہ سے نکاح کیا
اور لشکر اسلام کو اپنے ساتہ لیکر قسطنطنیہ مین آیا۔ یہان نصرانیون سے بڑی جنگ ہوی۔ پچاس
ہزار کے قریب رومی مارے گئے۔ فرقہ اغریقیون نے مسلمانون کی اعانت کی۔ یہ لوگ ملکانیون
مین سے ہین اور اُنکی زبان عربی ہے اُنسے اور سب دوسرے نصرانی فرقونسے پوشیدہ دشمنی ہے
وہ سور کا گوشت کہانے کو بہت بُرا جانتے ہین۔ اُنھین اپنے دشمنونکے قتل سے نہایت خوشی
ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے اِن کافرونکی بیخ کنی اُنھین کے ہاتھونسے بآسانی کرادی۔ آخرکار مسلمانون نے
قسطنطنیہ پر فتح پائی اور تمام مال و اسباب غنیمت جسکی تعداد حساب سے باہر ہے امیر مسعود
صاحب دروب کی خدمت مین بہیجا گیا اور امیر کی طرف سے قسطنطنیہ مین چالیس ہزار مسلمان مقرر ہوے
اور بلاد روم کے جو اضلاع امیر کے ماتحت تھے وہ قسطنطنیہ مین شریک کردیے گئے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے
تو قیامت کی نشانیونمین سے اعلیٰ درجہ کی ایک نشانی ہے۔ اصلی حال کا تو خدا کو علم ہے مگر یہان
ہر مسلمان اور نصرانی کی زبان پر خبر گرم ہے اور یہان والونکو اسکا پورا یقین بھی ہے اسلئے کہ
یہ خبرین قسطنطنیہ سے آنیوالے جہازونکے ذریعہ سے یہان پہنچی ہین۔ مدینہ مین داخلہ کے وقت
شاہی معتمد نے پہلے مجھسے یہی خبر دریافت کی تھی۔ مجھین اسکا علم نتہا اسلئے اُسکے سوال کا مطلب

ہم نہین سمجھے تھے۔ اب اُس بات کا پتا معلوم ہوا۔ یہان والونکو صاحب قسطنطنیہ یعنی اس لڑکے کی زبانی اور نیز بعض اُن لوگونکی زبانی جو اُسکے قتل کے واسطے شاہ قسطنطنیہ کے مرسلہ آئے تھے اِس امر کی تحقیق ہوچکی ہے اِنہین خطرات کے باعث شاہ حقلیہ نے اُس لڑکے کی حفاظت اور نگہبانی کا زیادہ اہتمام کیا ہے ممکن نہین کہ کوئی چشم زخم اُسکو پہنچ سکے ہمیشہ یہ لڑکا کم سن نوجوان سرخ و سفید۔ نازک اندام۔ جوش جوانی مین چور۔ اور نشہ نوعمری سے سرشار۔ اداب سلطنت سے خوب واقف اور علم عربی سے ماہر ہے۔ چہرے سے آثار سرداری نمایان ہین۔ غرضکہ عام طور پر یہ خیال ہے کہ اسی لڑکے کی حمایت مین شاہ حقلیہ قسطنطنیہ پر فوجکشی کرنیوالا ہی۔ اللہ تعالے اُسے ناکامی اور نقصان کے سانہ پس پاکرے۔ اور اُسکے مذہب کے وبال کا مزا چکھائے۔ یا باد مخالف کو اُسکے جہاز و نپر مامور کرے تاکہ کل جہاز لقمۂ دریا ہوجائین اور اس قسطنطنیہ والی خبر کو اپنی عنایت سے سچا فرمائے یہ خبر بھی عجائبات مین سے ہے۔

حالات ماہ ذی القعدہ ۸۰۰ھ

چوتھی فروری کو پیر کی شب چاند دکہائی دیا۔ ہم ہنوز اطرانبش مین جاڑے کی فصل کے ختم کے منتظر ہین اسلئے کہ جس جہاز مین ہم سوار ہونیوالے ہین اُسکے لئے وہی زمانہ موافق ہے۔ اس مدت قیام مین یہانکے ہین بہت سے حالات معلوم ہوئے اور اُنکی آگاہی سے سخت افسوس ہوا یعنی اس نواح کے مسلمانونکی بندگان صلیب کے دست حکومت مین گرفتاری۔ اور حکومت کی سختی سے اُنکی ذلت و خواری بیان کے قابل نہین ہے۔ بلکہ اکثر کے لئے جنکی قسمت مین شقاوت ازلی مقدر ہوچکی ہے۔ اس تشدد کا نتیجہ اپنے دین و مذہب سے مفارقت ہوتی ہے چنانچہ ایک

عبرتناک قصہ اسی زمانہ کا سنا گیا کہ علمائے اسلام مین سے ایک شخص مدینہ (بلارمہ) کا رہنے والا جسکا نام ابن زرعہ ہے کسی شاہی مطالبہ مین گرفتار ہوا اُسپر اسقدر تشدد کیا گیا کہ ناچار اُسنے دین اسلام سے مرتد ہوکر مذہب نصارا قبول کیا چندروز مین اُنکی دینیات کی کتابین دیکھکر انجیل وغیرہ حفظ کرلی اور علمائے نصارا مین داخل ہوگیا۔ اور اُنکے مذہب کے موافق فتوے اور احکام جاری کرنے لگا۔ بلکہ بعض اوقات حسب ضرورت شریعت اسلام کے مطابق بھی فتوے دیتا ہے اور اپنے شاگردونکو دونون شریعتونکے احکام سکھاتا ہے اُسکے مکانکے قریب اُسکی اپنی مسجد تھی اُسے توڑکر کنیسہ بنالیا۔ اللہ تعالےٰ اُس شقاوت اور بدنصیبی سے بچائے۔ لوگونکا خیال ہے اُسنے اپنا مذہب پوشیدہ رکھا ہے۔ کاش یہ بات صحیح ہو۔ اور اُس بزرگ کی حالت اِس آیت شریف کے تحت حکم مقدر ہوی ہو۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (جو شخص کہ کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُسکا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ مواخذہ نہین۔ سورہ نحل آیت ۱۰۶) آجکل اس شہر مین سید ابو القاسم ابن حمّود عرف ابن الحجر اس جزیرہ کے قدیمی سرداروں کی اولاد مین سے تشریف لائے ہوئے ہین اُنکے افعال خیر اور اعمال صالح نفقات صدقات۔ رہائی اسیران۔ مسافر حاجیونکی دستگیری وغیرہ کے حالات بہت معروف و مشہور ہین اُنکے آنے سے تمام شہر مین ہلچل مچگئی اسلئے کہ یہ مدت سے شاہ صقلیہ کے پاس اپنے دشمنون کی افترا پردازی سے ایک الزام مین نظربند تھے۔ اُنپر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ بزرگ جماعت موحدین (اہل اندلس) سے خط کتابت رکھتے ہین۔ اُن پر ایسی حراست مقرر کی گئی تھی کہ رہائی کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تھی۔ اُنھون نے اس زمانہ حراست مین اپنے تمام مکانات اور املاک وغیرہ فروخت کرکے قریب پانچ ہزار دینار مومنیہ کے قریب تاوان مین دیے۔ صرف تھوڑا سا مال باقی رہا تھا کہ شاہ صقلیہ کو

اُنکی حالت پر رحم آیا۔ اور اُس مواخذہ سے بری کرکے اپنی سلطنت کا کوئی بڑا کام اُنکے سپرد کردیا۔ اُنھون نے مجبوری سے بکراہت اُس خدمت کو قبول کرلیا جب یہ صاحب یہان تشریف لائے تو اُنہین ہم لوگون سے ملنے کی بھی رغبت ہوی۔ اُنکی زبانی ہمین اس جزیرے کی اندرونی حالت اور دشمنان دین کے ہاتھون مسلمانون کی مجبوری کی کیفیت پوری پوری معلوم ہوی اُن حالات کے سُننے سے دل پگھلا جاتا تھا اور آنکھون سے ایک دریا اُمنڈتا تھا۔ اِن بزرگوار نے بڑی حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ اگر کوئی مجھے میرے اہل وعیال سمیت مول لیکر اس دیار نامبارک سے بلاد اسلامیہ مین پہنچادے تو مجھے اس ذلت وخواری سے یہ غلامی بدرجہا بہتر ہے۔ باوصف کثرت اہل وعیال جب ایسے صاحب منصب اور عالی رتبہ شخص کا یہ مقولہ ہے تو دوسرون کا کیا حال ہوگا! ہمنے اُنکے اور تمام جزیرے کے مسلمانون کے واسطے دعا مانگی۔ تمام اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس مصیبت زدہ جماعت کے واسطے دشمنون کے ہاتھ سے رہائی پانے کی ہر مبارک موقع پر دعا کیا کرین۔ غرضکہ اِن بزرگ کی خدمت سے ہم لوگ باچشم پرآب رخصت ہوئے اور اُنکی ہمت۔ شرافت۔ بردباری اور خلق وتواضع سے سب کے دل خوش ہوئے۔ اُنکے بھائی بندونکے مکانات بلارمہ مین نہایت بلند اور خوش قطع ہین۔ اور اُنکی عزت بھی وہان بہت زیادہ ہے۔ خصوصًا اِن بزرگوار کی حالت سب سے افضل ہے۔ نصرانیون مین اُنکے اعزاز کا زیادہ تر یہ سبب ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ اگر یہ شخص نصرانی ہوگیا تو اُنکے اتباع مین تمام جزیرے کے مسلمان اپنے مذہب سے پھر جاوینگے اسلئے انہین مع تمام مسلمانونکے گرفتاری سے۔ اور اس قوم کے دست تظلم سے نجات عطا کرے۔ یہ بزرگ جسدنسے اِس شہر مین آئے ہین مجلس اور ناداروجاج کی تیمارداری مین مصروف ہین کسیکے

زاد راہ کا اور کیکے جہاز کے کرایہ کا انتظام کر رہے ہین۔ اللہ تعالےٰ انکی اس کوشش و ہمت کی جزائے خیر عطا کرے۔

اس جزیرے کے مسلمانونکی مصیبت کا اس امر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی یا اولاد پر ناراض ہو کر تنبیہ کرے اور وہ بچہ یا عورت غیرت کھا کر کنیسہ مین جا کر نصرانی ہو جاے تو پھر اسکے والدین یا شوہر کو اُس پر کوئی حق نہین رہتا جس قوم کو اپنے اہل و عیال مین اس قسم کے تصرفات اور فتنہ کا خوف ہو اُسکی مصیبت کا ہر ذی ہوش اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ لوگ راتدن اہل و عیال کی ہلاکت کرتے رہتے ہین کہ مبادا کوئی اس قسم کے فساد مین گرفتار ہو جاے۔ بلکہ بعض عاقبت اندیشونکا یہ خیال ہے کہ مبادا کسی موقع پر تمام مسلمانونکو ایسی بلا مین مبتلا ہونا پڑے جسطرح جزیرہ اقریطش کے باشندے مصیبت مین پڑے تھے جزیرہ اقریطش کی ملکہ نے وہانکے مسلمانونپر رفتہ رفتہ ایسی سختیان کین کہ کل قوم کو مجبوراً نصرانی ہونا پڑا۔ صرف چند لوگون نے جنکے عقد رین اللہ تعالےٰ نے سعادت تحریر فرمائی تھی وہانسے بھاگ کر نجات پائی۔ باقی گمراہ ہو کر وعید عذاب صادق ہوا۔ ان لوگونکی مصیبت کے اندازہ کرنیکا ایک اور معاملہ پیش آیا۔ اُسکے بیانسے جی پھٹتا ہے اور زہرا پانی ہوتا ہے۔ ایک روز اس شہر کے کسی دولتمند نے ہمارے گروہ کے ایک حاجی کے پاس اپنے لڑکے کی مغرفت یہ پیام بھیجا کہ میری ایک صغیر السن لڑکی بلوغ کے قریب ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو خود اُسکے ساتھ نکاح کر لو ورنہ اُسکو اپنے ساتھ لیجاؤ اور اپنے ملک مین جسکے ساتھ مناسب سمجھو عقد کر دینا۔ اسلئے کہ لڑکی ممالک کفار سے بیزار ہے اور اُسے دیار اسلام کے شوق نے مفارقت اقربا پر رضامند کر دیا ہے۔ اُسکا باپ اور بھائی دونون اس امر پر راضی ہین تاکہ علائق کی کمی کے سبب انہین بھی

اس کفرستان سے نکلنے کا کوئی موقع ملے۔ ہمارے ساتھی نے اس درخواست کو قبول کیا اور ہم لوگون نے بھی اُسکو اس کارخیر پر آمادہ ہونے کی ترغیب دی۔ مگر ہمین ان لوگونکی مجبوری پر سخت تعجب ہوا کہ ایسی ودیعت قلبی کو ایک مسافر کے حوالے کرنے اور اُسکی مفارقت مین صبر کرنے پر اُنہین کس مصیبت نے مجبور کیا ہے۔ اسیطرح اُس لڑکی کے ارادے پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ اُسنے فقط دیار اسلام کے شوق مین اپنے اعزہ اور وطن کی مہاجرت گوارا کی۔ سُنا ہے جب لڑکی کے والد نے اُس لڑکی سے اِس بارہ مین مشورہ کیا تو اُسنے کہا کہ اگر ایسے موقع پر بھی تم مجھے بخانے نوگے تو خدا کے ہان میرے معاملے مین تمسے سوال کیا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ اس لڑکی کو آفات سے بچائے اور اُسکے امور کی کفالت کرے۔ اور اپنے عزیزونکی ملاقات سے پھر شاد کام فرمائے۔ اِس لڑکی کے کئی حقیقی بہن بھائی موجود ہین اور ماں مرچکی ہے۔

حالات ماہ ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ

کئی روز سے مطلع برابر محیط تھا اسلئے ہمین ذی القعدہ کے پورے تیس روز شمار کرنا پڑے لیکن تیس دن پورے ہونے کے بعد بدہ کی شب مین چھٹی مارچ کو اتفاقاً چاند بھی دکھائی دیا۔ چاند کسی قدر بڑا ہے اور اسیوجہ سے شب گذشتہ یعنی منگل کی شب کا مانا گیا ہے۔ ہم لوگ ہنوز اطراف بنش مین ہوا کی موافقت کے منتظر ہین۔

نوین تاریخ (۱۳ مارچ) عرفہ کے دن ہم لوگ جہاز پر سوار ہوے صبح کو ہمنے جہاز ہی مین عید کی جہاز مین صرف پچاس مسلمان ہین اور جہاز کی روانگی مین ابھی ہوا کی موافقت کا انتظار ہے راتکو سب جہاز مین سوتے ہین صبح کو خشکی مین چلے آتے ہین۔ بارہ روز اسیطرح گذرے۔ آخر کار

اکیسوین تاریخ (۲۰ مارچ) پیر کی صبح کو جہاز کا لنگر اُٹھا۔ ہمارے ساتھ اور رومی جہاز ہین۔ یہ تینون جہاز آگے پیچھے دریا مین جا رہے ہین۔ جب یہ جہاز جزیرۂ راہب کے پاس پہنچے کسیقدر ہوا کا رُخ بدل گیا اور ہمارے جہازونکو اس جزیرے مین ٹھہرنا پڑا۔ یہ جگہ اطرابنش سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے یہان اتفاقسے مرکون جنوی جہاز اسکندریہ سے آیا ہوا ملا۔ اُسمین ہمارے ساتھیونمین سے تیرہ دوسو مغربی کے سوار ہین۔ یہ لوگ سالگذشتہ کو ذی الحجہ مین مکہ معظمہ مین ہمسے جدا ہو گئے تھے۔ اُسوقت سے آجتک ہمین اُنکی کوئی خبر نہین ملی تھی۔ اس جماعت مین ہمارے دوست مولوی ابوجعفر بن سعید غرناطہ کے رہنے والے بھی موجود ہین جو مکہ معظمہ مین ہمارے مہمان تھے اُن لوگون نے ہمین دیکھکر اپنے جہاز کے کنارونپر سے جُھک جُھک کر خوب نعرہائے خوشی بلند کئے اور سلامتی و عافیت کی مبارکبادی دی دونون گروہ ایک دوسرے کی ملاقات سے خوش ہوئے۔ بلکہ فرط خوشی سے رونے لگے۔ اِدہر کے کچھ لوگ اُدہر گئے اُدہر سے اِدہر آئے۔ ہمارے حق مین یہ دن گویا عید سے بھی بڑھگیا۔ ساری رات فرحت و سرور مین بسر ہوئی اس اجتماع غیر مترقبہ سے ہمنے اپنے وطن مین بعافیت پہنچنے اور اہل و عیال سے ملنے کا تفاول کیا۔

بائیسوین تاریخ منگل کے دن ہوا موافق چلنے لگی اور یہ چارون جہاز آگے پیچھے جزیرۂ اندلس کی جانب روانہ ہوئے۔ دن بھر نہایت اچھی ہوا چلتی رہی اور اُسکی وجہ سے جہاز کی رفتار بہت تیز اور سبک ہی اہل جہاز کو اندلس کے شوق مین یہ اضطراب ہے کہ اگر بس چلے تو ایکدم مین جہاز کو اُڑا لیجائین دوسرے روز غربی ہوا نے ہمارے سامنے سے زور باندھا۔ اور جہازونکو پلٹا کر پھر جمعرات کی شب مین راہب مین پہنچا دیا۔ یہانسے جمعہ کی شام کو ہمارا اکیلا جہاز اور جہازونکو چھوڑکر دوبارہ روانہ ہوا۔ اراستہ مین موافق ہوا اِس شدت سے چلی کہ جہاز کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ اتوار کی صبح کو یک بیک

جزیرہ **سردانیہ** کا ساحل نظر آیا۔ لوگونکو اس جزیرہ کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوی اور ہر شخص کو اس سن اتفاق سے اور بھی تعجب ہوا کہ ہمارے جہاز نے جزیرے کے ساحل کو سو میل کے قریب طے کر لیا۔ اس حساب سے ایکدن اور دو راتو مین اس جہاز نے پورے پانسو میل کی مسافت طے کی۔ یہان پہنچکر ہوا موافق رک گئی۔ اور ایسی ہوا چلنے لگی جسکے جہازلوگون نے اٹھائیسوین تاریخ (یکم اپریل) پیر کی شب مین جہاز کو **افریقیہ** کی ساحل کیطرف پہنچا دیا صبح کو جزیرۂ **جالطہ** کے کنارے ہمنے جہاز کو باندہا۔ یہ جزیرہ بالکل ویران ہی۔ سنا ہی اس سے پہلے آباد تھا۔ اس جزیرہ کی ویرانی کے باعث ہمین یہان ٹھہرنے مین سخت پس وپیش تہا۔ مگر اللہ تعالے نے ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھا۔ یہان ابر وبارش کی وجہ سے چار روز ٹھہرنا پڑا اور اللہ تعالے سے عافیت کی دعا مانگتے رہے۔

حالات ماہ محرم سنہ ۵۸۱ھ

مطلع صاف نہونے سے پورے تیس روز کا ذی الحجہ مانا گیا۔ ۴ اپریل کو جمعرات کی شب کا چاند قرار دیا گیا۔ جمعہ کی شب مین مشرقی ہوا کی کچھ رمق معلوم ہوی۔ اور ہمارا جہاز اس جزیرے سے آگے بڑہا۔ تھوڑی دیر تک تو ہوا نرم چلتی رہی پھر تیز ہوگئی۔ جہاز کی رفتار اعتدال سے بڑہگئی۔ جسے ہمنے دریائی سفر شروع کیا ہے ہر گھڑی ہماری نظر اس ہوا کے شوق مین مشرق ہی کی جانب لگی رہتی ہے لیکن ہمیشہ انتظار کرتے کرتے اس ہوا کی رمق اُسوقت محسوس ہوی جب اُسپر **غنقای مغربی** کا نام صادق آگیا ہے۔ مگر اللہ تعالے نے اپنے کرم سے اس **نیسان** کے مہینے مین ہوا ایسی چلائی کہ ہمارے سارے انتظار کی تلافی ہوگئی۔ دو روز تک یہ ہوا بڑے زور سے چلتی رہی۔ اور جہاز کی رفتار تیز رہی۔ جزیرۂ **سردانیہ** ہماری داہنی طرف رہگیا اور جہاز اُسکے حدود سے آگے نکل گیا۔ اسکے بعد مختلف

ہوائین چلنی شروع ہوئین اور جہاز ادہر اُدہر پھٹکنے لگا۔ کسی طرف خشکی کا کنارہ نظر نہ آتا تھا۔ اسلئے ہمین
خوف ہوا کہ مبادا ہوا کے جھونکے برشاونہ مین نہ پہنچا دین۔ مگر اللہ نے اس خطرہ کو بھی دفع کیا۔
وسوین تاریخ ہفتہ کی شب ہمکو دور سے جزیرہ یابسہ نظر آیا۔ ہمین تو اُسکے دیکھنے کی اُمید ہی
نہ رہی تھی جب دن نکلا تو جزیرہ صاف نظر آنے لگا۔ اور رات کو ہمارا جہاز اُسکی بندرگاہ مین داخل
ہوا۔ یہان داخلہ کے وقت ہوا کی مخالفت سے بڑی دقت اُٹھانی پڑی۔ یہانسے شہر چار
یا پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ ہمارے جہاز کا لنگر جزیرۂ فرمن تیرہ[1] کے کنارے ہوا ہے
یہ مقام جزیرۂ یابسہ سے علیحدہ ہے۔ اُسمین بہت سے گانون آباد ہین۔ یہانسے قریب دو پہاڑ
نظر آتے ہین اور وہ دونون جدا جدا ہین۔ اُنمین سے ایک کو شیخ اور دوسرے کو عجوز
کہتے ہین۔ آج ہی غروب کے قریب ہمین اندلس کے پہاڑ نظر آئے۔ اُنمین سب سے قریب دانیہ کا
پہاڑ دکھائی دیا جسکو قاسون کہتے ہین۔ اُسکے نظارے سے آنکھون مین نور اور دل مین سرور
پیدا ہوا۔ صبح کو اس بندر مین غربی ہوا چلتی رہی۔ اور ہم لوگ عنایت الٰہی سے موافق ہوا کی اُمید وار
ہین۔ تیرہوین تاریخ منگل کے روز شرقی ہوا خفیف خفیف شروع ہوئی اور جہاز کا لنگر اس جزیرے
سے اُٹھا۔ لیکن ہوا کی خفت اور کمی سے سب کو خوف ہے۔ اور جناب الٰہی مین ہوا کی قوت کی دعا
مانگتے ہین۔ اب دانیہ کا پہاڑ ہمارے سامنے نظر آتا ہے۔ غرضکہ خدا کی عنایت سے یہ ہوا
اسیطرح چلتی رہی پندرہوین تاریخ جمعرات کی شام کو ہم قرطاجنہ مین بخیر و عافیت پہنچے۔ اور جہاز سے
اُتر کر شکر ادا کیا۔ یہانسے سولہوین تاریخ نماز جمعہ کے بعد روانہ ہو کر قرطاجنہ کے پڑاؤ مین پہنچے

[1] انگریزی مین Formentera نام ہے۔ یہ جزیرہ بھی جزائر بلیرک مین شمار ہوتا ہے۔ طول البلد مشرقی ایک درجہ
۲۲ دقیقہ اور ایک درجہ ۳۷ دقیقہ کے درمیان مین واقع ہے۔ قطع وضع مین جزیرہ یابسہ سے بہت مشابہ ہے۔

اور یہان ایک برج مین جسکو برج الثلاثہ صہیارج کہتے ہین قیام کیا۔ ہفتہ کے روز یہانسے چلکر مرسیہ مین اور وہانسے لبرالہ مین آئے۔ اتوار کے دن لورقہ مین اور پیر کو منصورہ مین قیام کیا۔ منگل کو یہانسے چلکر قنالش بسطہ مین پہنچے۔ وہانسے آگے بڑہکر بدھ کے روز وادی آش مین مقیم ہوئے۔ یہانسے روانہ ہوکر بائیسوین محرم (۲۵ اپریل) کو جمعرات کے دن غرناطہ مین داخل ہوئے اور اللہ تعالے کے افضال واکرام کا بیحد شکر ادا کیا۔ ہمارے سفر کی مدت یوم روانگی سے آجتک پورے دو برس اور ساڑھے تین مہینے ہوئے۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اِس مدت مین تمام آفات سے بچایا۔ اور اپنے وطن مین صحیح وسالم پہنچایا۔ اُسکے انعام بے نہایت پر ہزارون شکر۔ اور اُسکے رسول پاک پر مع آل مطہرین واصحاب مکرمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بیحساب اور بیشمار درود وسلام نثار ہو۔

فالفت عصاها واستقر بها النوی کما قرعینا بالایاب المسافر

(اُسنے ہاتہ سے لکڑی ڈالدی اور مقصد کو پہونچی جسطرح کہ مسافر اپنے وطن مین پہنچکر آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین)

تمت

غلط نامہ

صہ	سط	غلط	صحیح
۲	۱	فبرہ	قبرہ
۱۷	۲	وقت آواز	وقت قبر سے آواز
۳۲	۱۲	معصول	زکوۃ
۳۳	۳	〃	〃
۴۱	۱۹	کئے	حکہ
۴۷	۱۳	آٹھ ہزار	آٹھ سو
〃	۱۷	آٹھ ہزار	آٹھ سو
۴۷	۱۷	۷۳۶۴ من	۷۳۶ من
۵۱	۳	قرین	قرین
۵۲	۱۰	جائے قیام	مقام
۵۵	۱۴	ہے۔ درمیان	ہے۔ اوپر کا طغرہ چھپکر سطر سوفیصدی ہے۔ درمیان
۵۶	۲	توحش	ہرکس .....
〃	۱۲	رکہا ہے	رکہا جاتا ہے
۵۸	۱۷	روحمن	طلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۲	طرف سے	نسبت
۶۵	۱۵	چوڑی	اونچی
۶۶	۱۳	کو	کے
۷۳	۱	ہک	زنجیرین
۷۶	۱۱	در قفو پر	در قفوں پر
۷۸	۴	دو مخرج ہین	ایک مخرج ہے
〃	۱۲	دو مخرج	دو دو مخرج
۷۹	۷	زینہ کا ستون	اوپر اذان کا گنبد
۸۰	۱۲	انکی چوڑای	انکے اوپر کی چوڑائی
〃	〃	سترہ قدم	ستر قدم
۸۴	۶	بدقسمتی	کمین گاہون
۱۰۸	۵	کشمکش شدت	کشمکش کی شدت
۱۱۲	۵	اِس	اِن
۱۲۰	۶	عشاکی دوسری	عشاکی
۱۲۳	۱۰	حرم شریف مین	حرم شریف مین آیا
۱۲۷	۱۳	کی تھی	کی نہین
〃	۱۴	طبقون	طبقوئین
۱۴۳	۶	چینرین	چینرین نہین
۱۵۵	۷	چارون	چارون طرف
۱۵۶	۳	نفاس	انفاس
۱۶۸	۳	چڑہا	جڑا
۱۸۴	۱	بغدا	بغداد
〃	۱۳	آباہے	آباد ہے
〃	۱۵	تھوڑدور	تھوڑی دور
〃	۱۷	اوررات	اور رات
۲۰۱	۴	مربع	مربعہ
۲۰۳	۱۰	تمام	حام
۲۱۴	۴	جرات	حیرت
۲۱۶	۱۳	بہی موصل	بہی جو موصل
۲۲۹	۱۱	کنود نکے سامنے	کنود نکے گرد
۲۳۲	۲	بہت اور	بہت آباد اور
۲۳۵	۳	اس شہر	اس نہر
۲۳۵	۱۴	دریا	نہر
۲۴۱	۱۲	دس بالشت	دس قدم
۲۴۳	۳	مقصورہ کے	مقصورہ کے
〃	۷	خلیفہ	حنفیہ
۲۵۲	۲	چار بالشت	چالیس بالشت
۲۶۳	۹	حیرات	حیرت
۲۶۴	۱۵	فوارے	آبشار
۲۶۶	۱۰	ترحم ہے	ترحم تھی
۲۷۶	۳	بلندپر	بلندی پر
۲۸۶	۹	مالک دیوان صاحب	مالک دیوان صاحب
۲۸۸	۱	الزیب	نراب
۲۹۱	۷	نغرش	لغزش
۳۰۵	۱۳	ہرطرف	برطرف
۳۱۹	۱۳	سپرکیا	سپرکیا
۳۲۸	۱۲	سلمان مقرر ہوئے	سلمان فوج مقرر ہوئی

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب باہتمام حمید
وساعت سعید مطبع احمدی ریاست رامپور
کوچہ لنگر خانہ مین بافضال الٰہی ہر ہفت ہو کر
شائع ہوئی

اعلان

اس کتاب کے تمام حقوق بموجب قانون
برٹش گورنمنٹ محفوظ ہین۔ کوئی صاحب چھاپنے کا
قصد نہ فرمائین۔

الناشر
حافظ احمد علی خان شوق مالک مطبع احمدی
ریاست رامپور

قیمت